

مَا شَاءَ إِلَّا يَكُونُ بِاللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ لَهُ شُكْرًا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ لَهُ شُكْرًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ لَهُ شُكْرًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين على يوم الدين

ابا بعد جانا چاہیے کہ علم دین افضل جمیع امور دینی ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذکر کیے گئے آپ کے سامنے دو شخص ایک عالم تھا اور ایک عابد تھا کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی بزرگی میری تم میں سے ادنیٰ شخص اور حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جتنی مخلوقات زمین آسمان میں ہیں یہاں تک کہ چوٹی پہلے سوراخ میں اور پھلی دریا میں نہ عالم گتے ہیں بہتری کی واسطے اس شخص کے جو علم دین سکھاتا ہو روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو ترمذی اور دارمی نے اور فرمایا جناب باری تعالیٰ نے انما یتخشی اللہ من عباده العلماء یعنی اللہ کے بندہ نہیں اللہ دوتے ہیں ہی لوگ جو عالم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شہد اللہ انہ لا الہ الا هو والملكۃ ولولوا لیلہ قاصمًا بالقیسط یعنی گواہی دی اللہ کے نہیں ہو کوئی معبود سوا اسکے اور فرشتوں اور علم والوں نے کہ وہ قائم ہو ستم و اواضات کے تو اس مقام پر پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے شروع کیا اور دوسری بار ملائکہ کا ذکر کیا اور تیسرے مرتبہ میں علم لکھا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نکلیک یٰ هذا اشرفا وفضلا وجلالا ونبلا یعنی کفایت ہے آیت واسطے شرف علم اور جلال اور بزرگی اس کی کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین امنوا العلم دَرَجَاتٍ یعنی بلند کرے گا اللہ تعالیٰ درجے اون لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے اور اون لوگوں کے جو دینے گئے علم منقول ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ علم کے واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہیں درمیان درجوں کے پانچ سو برس کی راہ ہے اور سطح بہت آیات افضل اور بزرگی علم میں وارد ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء وراثت ہیں انبیاء کے اور یہ بات معلوم ہے کہ کوئی ترتیب نہ ہو بلکہ رتبہ نبوت و رسالت سے نہیں ہے تو کوئی شرف بھی شرف وراثت سے پہلے نہ ہو گا اور فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام سے کہ کوئی علم بہتر ہے مال سے علم تیری نگہبانی کرنا ہے اور مال کی محافظت کرنا ہے اور علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے



اور مال میں گھر خرچ کرے تو کم ہو جاوے گا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جاوے گا اور گھر حضرت علیؑ کے عالم بہتر صائم قائم تھا یہ توفیق علم دینی کی اور علم دینی میں کوئی علم فقہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ پہچانا جاتا ہے اسے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا اور علم حدیث اگرچہ اسکی اصل یہ لیکن یہ اس سے ماخوذ ہے اور اسکی اصل اور نتیجہ ہے اور علم فقهی فضیلت میں فرمایا حضرت سہیلؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے بہتری کا تو ائمہ و فقیہ کو دیتا ہے وہین ہر روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور جامع ترمذی میں ردی کہ فرمایا حضرت سہیلؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ و احل اشئ علی الشیطان من الکفر عاید یعنی ایک فقیہ اشد شیطان پرہیزگار عابد سے اور نہ مایا کہ دو خصلتیں ہیں کہ نہیں سمجھ ہوتی ہیں منافق میں ایک اچھی سیرت یعنی نیک خلق اور دوسری فقیہ ہونا دین میں روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر دین کا ایک ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے

### بیان تصنیف اس کتاب اور درج احادیث اور اہم مسئلے کا

وجہ تصنیف اس کتاب کی یہ ہے کہ جب جلسے زمانے میں بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائیں سے موافق جو حدیثیں مشکوٰۃ شریف وغیرہ سے دیکھ لیں اور پھر عمل کرنے لگے اور عوام الناس کو جو مقلد مذہب عین کے تھے اپنی خواہش کی طرف تھانے لگے تو رفتہ رفتہ ایسا حال ہوا کہ ایک فرقہ اوشکا علاحدہ ہو گیا یہاں تک کہ حنفیوں کی جماعت سے دور رہنے لگے اور جن جن سجد و نمین کے حنفیوں کی بڑی بڑی جماعتیں ہوتی ہیں حاضر نہیں ہوتے بلکہ اپنی ایک الگ مسجد خاص بنانے کے جمعا و عجت کرنے لگے اور جو لوگ مقلد تھے اور انکو ہر مسئلے میں آگاہی اون احادیث سے جو اس سے متعلق ہیں نہیں سمجھتے انکو سمجھنے لگے کہ اس مسئلے میں کوئی تصدیق نہیں اور جب پھر عمل کرتے ہیں اس باب میں صحیح حدیث و کچھ مشکوٰۃ یا ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور اسی طرح اپنے زعم ناقص کے موافق اعتراضات بجا کرنے لگے اور حال اہل عصر کا یہ تھا کہ انکے اکثر علماء کو کچھ فیہی اون احادیث سے جو مذہب حنفیہ میں لال ہیں آگاہی تھی اس وجہ سے نہایت شور و زاع مسلمانوں میں واقع ہوا تب اس عاجز و پھان نے یہ یاد دہ کیا کہ کوئی کتاب اس قسم کی تالیف نہ لازماً ہے جس میں ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور حدیث سے مذکور ہو کہ اور جو حدیث لکھی جاتا ہے کچھ بھی اوکی تحریر ہو تاکہ ان حدیثوں کو مقلدین مذہب حنفیہ یاد کر کے اون لوگوں کو الزام معقول دے سکیں تو اس باب میں نہایت معلوم ہوا کہ کتاب شرح وقایہ جو اس نے مقبول اور دوس میں داخل ہے ترجمہ کرنے اور ہر مسئلے میں احادیث متعلق اوسکے ذکر کر کے جرح ملو قذیل اور ضعف و روایت بھی اوسکے ساتھ شامل کیجیے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے قلمبند ہو سکے

### بیان شرف اس کتاب کا اور فوائد اوسکے

پہلا فائدہ اس کتاب میں یہ ہے کہ ہر مسئلے میں احادیث جو متعلق اوس مسئلے کی ہیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ حجت ہو کہ اوسکے منکرین پر دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس میں لکھی ہیں اکثر انکے ضعف و جرح سے بحث کی ہے اور صحت کو اکثر نقلات پر اثبات کو پونہ چاہی تاکہ منکرین کو جائے کلام باقی نہ رہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اکثر نقلات میں احادیث ہایہ کی بھی تخریج کردی ہے تاکہ ہر پڑھنے والے کو بھی فائدہ حاصل ہو چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسائل مختلف فہما میں جو قول محتار ہو اوسکو بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ عمل کرنے والے کو المیان ہو پانچواں فائدہ یہ ہے کہ جو اس کتاب کو اول سے

آخر تک دیکھے اور سکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب خفیہ سے مطلع ہو جاوے گا چھٹا  
فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب محبت ہر اون لوگوں کے لیے جو مقلد ہیں مذہب خفیہ کے بسا تو ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب  
محبت ہر اون لوگوں پر جو معین کرتے ہیں مذہب خفیہ پر آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو  
جو عالم ہو کہ کیونکہ فی الغرور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہو اور جو شخص اردو عبارت  
پڑھ سکتا ہو اسکو بھی نفع ہوگا تو ان فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں اونکی تفصیل کر دی ہے  
تاکہ نملر کو ملال نہ ہو کہ و سواں فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت شان سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہے  
تاکہ کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور آنا اختصار بھی نہیں کیا کہ سمجھ میں نہ آئے گے کیا رہو ان فائدہ یہ ہے کہ  
جو مسئلے مشہور ہیں اور انہیں غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہے اور تفصیل کی ہے تاکہ  
بخوبی محبت ہو سکے اور پیر بارہواں فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سبکی نحو پر کر دی ہے اور بے نشان  
حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیسرا ہواں فائدہ یہ ہے کہ جو حدیث موضوع ہر اوسکو نہیں ذکر کیا اور اگر کہیں ذکر کیا  
تو لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اتفاق ہے محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا بجا نہیں کہ جب کہ لکھ دیا  
ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب  
علی متعطل اقلینبوا مقعدا من النار اخرجه الستہ یعنی جو شخص جو متعطل ہے میرے اور قصد تو چاہیے کہ  
بینابین سے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحیح مسلم میں اور حدیث نہایت صحیح ہے اور متعطلوں کو اسکو متواتر کہا ہے اور  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھ سے اور وہ جانتا ہے کہ یہ حدیث کذب ہے تو چاہیے کہ مقرر کرے  
مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض احاطہ جو حدیثیں بے نشان بیان کرتے ہیں اور قصے  
طرح طرح کے بھڑکھڑاتے ہیں جو روایہ شدید ہیں ہوا سب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں  
اپنی عقل سے کھانا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا ہے جانے جو مجھے تو چاہیے  
کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی معنی قرآن کہتے ہیں تو  
اور وہ متعطل احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نمونہ تو بیان کرنا اور نکالنا بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جس  
شخص نے قرآن میں عقل سے کہا اور اوسے ٹھیک کہا تو بھی اوسے خطا کی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد

### بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سننے ہوا  
اور آئے اوس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جب آپ کے سامنے ہوا  
اسکو حدیث تقریری کہتے ہیں اور حدیث منقولہ ہوتی ہے تو تواتر اور احوال تواتر اسکو کہتے ہیں جسکو ہر زمانے میں استلو کوئی نے روایت کیا ہو  
کہ احتمال کذب کا اوکی طرف عقل کے نزدیک محال ہے اور آحاد اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں ہند کثرت معمول آجاتی  
تین قسم پر مشہور اور عزیز اور غریب مشہور یہ ہے کہ جسکو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو وہ عام ہے اور

عزیزہ ہی جسکو ہر زمانے میں دورادو چون کر وایت کی ہو اور غریب وہ ہی جسکی روایت کسی زمانے میں ایک ہی کو  
 سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یعنی حاصل ہوتا ہی اور احتمال شک کا بالکل اہل ہوتا ہی  
 اور آحاد روایت کے علم فنی حاصل ہوتا ہی اور معنی صورت میں جبکہ معرفت حدیث حاصل ہی علم یعنی بھی اوس حاصل ہوتا ہی  
 اور آحاد میں بعضی روایت مقبول ہی اور بعضی ہر دو اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول ورنہ مردود  
 فائدہ متواتر حدیث بضمون لکھا ہی کہ کوئی موجود نہیں اور بضمون لکھا کہ ہر صحیح قول اول ہی کہ ان فی بعض الکتاب  
 فائدہ جو آحاد مقبول ہی اوسکی ہر دو میں ہر ایک صحیح اور ایک صحیح کو کہتے ہیں جبکہ دیندار ہر ہر کا غلط کہنے  
 والے کو گونے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہوا اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو صحیح  
 حدیث کے لکھی جیسے ہر پہلا درجہ یہ ہو کہ اتفاق کیا ہوا اور ہر بخاری و مسلم نے فی دینوں کی کتابوں میں وہ حدیث موجود  
 ہو تو دوسرا درجہ یہ ہو کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہو کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے  
 وہ جو بخاری سلم کی نظر اور کچھ طریقے پر ہو تو پانچویں وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو چوتھے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہو  
 ساتویں وہ جو سوا بخاری اور سلم کے اور حدیث کے اماموں نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بضمون نزدیک شرط بخاری و سلم  
 کی یہ کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور ہر ہر گارہن غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں  
 اور بضمون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہو کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح  
 اور دو تابعی سے دو تابعی نے روایت کیا ہو یا طرح سب ملحقوں میں ہر شخص ثقہ روایت کرتے چلائے ہوں اور ضمیر  
 حدیث کی کتابوں میں مذکور ہی اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح ہو لیکن اوسکے راویوں کا درجہ حفظ و  
 وغیرہ میں صحیح کے راویوں سے کم ہو اور عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں تحت ہیں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ ہو  
 حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مثلاً انقصاف  
 خط یا فتن یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان ساقط ہو یا اوسکے راوی پر لوگ لعن کرے  
 ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام متعلق ہو اور اگر انتہا سے ساقط ہو تو مثلاً نام صحابی کا نہ ہو تو ہو کہ اور  
 تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مرفعل کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو معضل ہی اور نہیں تو منقطع  
 اور کسی منقطع کو مرسل کہتے ہیں اور مرسل کو منقطع کہتے ہیں اور طبع کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہو تو اور حدیث  
 کو موضوع کہتے ہیں یا اوسپر تمت جو ٹھٹھ کی لگی ہو تو اوسکو مترول کہتے ہیں یا غلطی بہت کرنا ہو یا غافل ہو یا اوسکو  
 وہم بہت ہو کہ سچے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو یا فاسق یا بدعتی ہو تو اوسکو منکر کہتے ہیں  
 فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جسے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہو اور یہ ایمان ہونے  
 احتمال کیا ہو تو تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے تابعی کو دیکھا ہو  
 فائدہ یضعف اور توہین سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور  
 کس طرح کا طعن ہی فائدہ ایک قسم حدیث کی حدیث یعنی وہ حدیث جس میں اسی اپنے شیخ کو چھپایا ہو وے اور

نام نہ لیا ہو کسی صحت سے اور ایک قسم مضطرب جو حسین اوچنے اختلاف کیا ہو سند یا متن میں اور ایک قسم مُدْرَج جو حسین اوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث میں شامل کر دیا ہو تو ایک قسم مُتَعَفِّن یہ یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا فائدہ اور شاؤد اسکو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت محمد کو گونج ہو اور معلول اور حدیث کو کہتے ہیں حسین کسی طرح کی علت پوشیدہ جو حدیث میں قدح کرتی ہو پائی جاوے اور متابع اسکو کہتے ہیں کہ ایک اوی نے ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور سیکو شاہد بھی کہتے ہیں اور مرفوع حدیث جو کلام رسول اللہ صلی علیہ وسلم یا فعل آپ کا ہو اور موقوف وہ حدیث ہو جو صحابی کا فعل یا قول ہو اور وقف کہتے ہیں صحابی کا قول یا فعل ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو فائدہ اور ان قسموں کے سوا اور بھی قسمیں حدیث کی ہیں لیکن اس جا پر جو مختصر کے ترک کیا فائدہ حدیث کی مشہور کتابیں ہیں اور انکو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضوں کے نزدیک ابن ماجہ صحاح میں داخل نہیں اور موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحاح میں داخل ہیں اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جتنی حدیثیں ہیں صحیح ہیں جہاں ہیں ضعیف حدیث اور ضعیف نہیں پائی جاتی اور باقی چاروں میں سب قسم کی حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف ہیں اور صحاح آٹکا نام ہوا سب سے بڑا اکثر حدیثیں ان کتابوں کی صحیح ہیں اور ان کتابوں کے سوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں اور ان میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں مثلاً مساجم ثلثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ عبد الرزاق کا اور سند دارمی کی اور حال ان سب کا تفصیل استان المحیثین میں مذکور ہے اور ہم ہیں چار صحاح ستہ والو کا حال مختصر کو لکھ دیتے

### احوال بخاری کا

نام و نسب ابوعب اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہوتہ وقامت اسکا میا نہ تھا ضعیف یعنی دُبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت میں وفون آنکھیں جاتی رہیں تھیں اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت ملال تھا خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی اور یہ تیری گریہ و زاری کا بدلہ ہے صحیح کو جب آنکھیں کھلا کہ آنکھیں اڑنے کی خوشی میں جڑ بس برس تھے مکتب میں جہاں حدیث کو سنتے یا دکر لیتے اور اوی سن میں شغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوتے ایک شخص کو بخاری میں سنا کہ وہ حدیث تھے اور داخل اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخل اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ یکایک اونکی زبان سے نکلا سُفْیَانُ عَنْ ابی الزُّبَیْر عَنْ اَبِی اَرْوَاهِیْمُو کو سیوق بخاری نے کہا کہ اہل الزبیر نے ابراہیم سے نہیں سنا داخل حمزہ اللہ علیہ نے اونکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اہل نسخے میں پکچھا جاتا ہے سو داخل گھر میں گئے اور اہل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا سینے تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہے کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْیَانُ عَنْ ابی الزُّبَیْر عَنْ ابی عَدِیٍّ عَنْ اَبِی اَرْوَاهِیْمُو بخاری نے اسکو دیکھا اور اپنے نسخے کو حسین پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس ہوئے تمام کتابیں حدیث کی آپکو یاد تھیں تا مدین اسماعیل ایک بزرگ بخاری کے نہانے میں تھے کہتے ہیں کہ بخاری حدیث کے استادوں کے پاس بلاد و اوقات و قلم کے جلتے آتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ انکو کیا فائدہ ہو اس سبب تو ہم سنتے ہو معمول تھا کہ

اسی طرح سب لوگوں نے اونکو نما شروع کیا سولہویں دن بخاری نے کہا کہ تمہیں مجھے تنگ کیا اب جو تم نے لکھا ہوا کوئی نسخہ  
لاؤ اور میری یاد کو اس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھیں تھیں بخاری نے سب یاد پر مٹا  
شروع کیں اور ایسا خوب یاد تھا کہ سینے اپنی حدیثوں کو اونٹ سے صحیح کہلیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے فائدہ  
محنت کرنا ہوں تو ہم لوگوں نے اس روز جانکے شخص شدنی ہر اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب  
کہ ایک روز ابن ابیہر کی مجلس میں بیٹھ کر ہوا کہ اگر کوئی حدیث صحیح حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا حدیث لوگوں کو اس پر  
عمل کرنے لگیں بخاری کے دل میں بات اثر کر گئی چھٹا لاکھ حدیثیں اونکے پاس تھیں اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت  
صحیح بائی و سکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور مول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے  
کہ یا اے میرے خدائے عظیم! آخر یہ طبع سولہ برس کا مل محنت کر کے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف  
کے بیچ میں صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے قرنگ میں کہ ایک گائون ہر دو فرسخ سفر قند سے قوت  
نماز عشا کے اور دن میں فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھتین ہجری میں اونکو دفن کیا اور بائیسٹھ برس کی عمر آگئی تھی

### بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہر اور کنیت اونکی ابو اکسین اور لقب انکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہی خراسان میں تھا  
کے رہنے والے ہیں ابو زہرہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین ہیں سب میں اونکی جلالیت و امانت پر گواہی ملتی  
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہیں لکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہی اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر  
مقدم رکھا ہی کہ حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو حاتم رازی نے  
کہ اجلہ محدثین میں ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو میرے اوپر ساج کیا ہے جہاں  
چاہتا ہوں بہت ہوں اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں سبکی غیبت نہیں کی اور نہ سیکو مارا اور نہ سیکو رکھا اور نہ سیکو دئے تھے  
سال دو سو اور دو میں ابو یوسف نے کہا ہی کہ دو سو چار میں ابو یوسف نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار  
کیا ہی اور وفات اونکی کشنبہ کو شام کے وقت اور دشنہ کے دن چھ سوین تاریخ کو جب میں سال دو سو اسیٹھ میں فوت ہوئے  
اور وفات اونکی اس طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اسکو نہ پہچانا اور آپ نے  
گھر آگے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے نہ ملنے اونکے ایک نوکر اکھجور کا رکھ دیا تھا ایک ایک  
خرابکھانے جاتے تھے یہاں تک کہ حدیث نہ ملی اور خرمے تمام ہو گئے اونکے انتقال کا باب ہو اللہ تعالیٰ غفرلہ و اجعلہ لکھ

### احوال ابو داؤد کا

نام انکا سلیمان بن شعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان عرب ہی سیستان کا او  
سیستان ایک ملک ہے سند اور ہرات کے بیچ میں متصل ہے قندھار کے اور وہ جاہل خلیفان نے کہا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہے قریب  
بصرے کے خطایہ قول داؤد انکا سند دو سو اور دو ہجری میں ہوا اور اکثر بلاد اسلام میں مانند مصر و شام اور حجاز و عراق  
اور خراسان وغیرہ میں سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی سمجھ کیا حفظ حدیث و عبادت اور تقویٰ اور اصلاح میں ایک فرد کامل تھے



اور آپ ایک ہن کشادہ کہتے تھے اور ایک تنگ گوشتی اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ داسر کشادہ واسطے کتابوں  
 جوت کے ہور دوسرے ہن کشادہ کہنے کی کچھ طبع نہیں ہوں ہور ہوسے ہن مارون کہ ایک بزرگانِ حق میں تھے فرمایا کہ ابو داؤد دینا  
 واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت میں اس واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے  
 انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابو داؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ صدیوں سے انتخاب کیا ہوا ہر ایک حدیث میں ہر ایک بیان جواز  
 آٹھ سو حدیث میں ہر ایک راہ السلام کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اس واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ  
 اور وفات ابو داؤد کی سو صدیوں تک یہ نسخہ چل رہا تھا دو سو اور پچھتر ہجری میں مولیٰ اور بعد میں مولیٰ اور عریق کی تشریف آوری

### احوال ترمذی کا

کنیت اُمّی ابو عیسیٰ ہوا نام منصب محمد بن عیسیٰ بن یسور بن موسیٰ بن یسحاق سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہوا اور ترمذی  
 شاگرد ہن بخاری کے اور سلم اور ابو داؤد سے بھی روایت کرتے ہیں ہر سون طلب علم حدیث میں مہر تھے اور یکتا ابونکی  
 عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدہ من پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ مشتمل ہر اول ترتیب اس کی خوب ہے دوسرے کے اور کم ہر تیسرے ہر مقام  
 مذاہب ائمہ اور وجہ استدلال ہر ایک کی ذکر کریں میں جو تھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہے باوجود ضعف اور توثیق  
 راویوں سے بھی غرض ہے اور انکو طیف بخاری کا کہتے ہیں اور توں معلوم ہوا اور خوف اور کا یہ تصاویر اُمّی سے ہر سون دوا پانچ  
 آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب افکی یہ ہے کہ سلم کی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے دو جز حدیث کے  
 لکھے تھے اور فرصت قرار کی نہیں پائی تھی ترمذی نے اس وقت اونسے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہہ دیا وہ جز کا  
 یکا یک ترمذی نے جو انکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جز و سفید کاغذ سادہ کے کمال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ  
 جواو کلا جھڑپا رہی غصے ہو گئے کہ کیا تم مجھے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہیں میں نے اون جز و کو گم کیا لیکن احادیث سب  
 مجھے اون جز و کی یاد ہیں شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور کہیں نہ سمجھے اور بعد حدیثیں سنائیں  
 شیخ نے ائمہ کا محکمہ حدیث نہیں آنا سنا ہے تنہا یاد کر لی ہوگی ترمذی نے کہا اتنا قرطیہ شیخ نے چالیس حدیثیں غریب کہا  
 انکو کیا سنا دین ترمذی نے اون حدیثوں کو پھر حدیث ایک بھی نہ جھوٹا سنا دیا اور ایسے ایسے اچانک حافظے کے اکثر ہوا کہ کہتے ہیں کہ  
 اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا کتاب کو طے کھماز کے سامنے پیش کیا بیٹھنے پسند کیا بعد اس کے علما ہی حقائق کے سامنے وہ بھی  
 خوش ہوئے بعد اس کے سینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات ان کی ترمذ میں دس شنبہ کی رات کو تالیف میں سالی دو سو ست و نو ہجری میں

### احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن یحییٰ بن سنان بن یحییٰ نسائی ہے اور یہ نسبت ہر طرف منسلک کہ نام ایک شہر کا ہوا  
 خراسان میں پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری میں اور جیسے بڑے شیخوں کو اور عالموں کو حدیث کے بابا شافعی مذہب تھے اور  
 ہمیشہ ایک وزر روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیویاں تھیں ہر رات کو ایک کے پاس سنا  
 تھے اور لوٹ دیاں بھی بہت تھیں اور پہلا ایک کتاب حدیث کی کہی اور نام اس کا سنن کہی رکھا جب اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے  
 ایک کیر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں سب صحیح ہیں انھوں نے کہا کہ صحیح ہیں جن میں بھی ہیں جب قسم کی





واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہ چار و مرتبہ اجتہاد کو التزام ایک مذہب میں کا محمد بن ابی سید اور کما شیعہ ملان  
نویں روضۃ الطالبین میں اَمَّا الْاجْتِهَادُ الْمَطْلُوقُ فَقَالَ الْاِجْتِهَادُ بِالْمَذْهَبِ لَا بِذِمَّةٍ حَتَّى اَوْجِبُوا اتَّقِلِدَ  
وَاجِدُونَ هُوَ كَمَا عَلَّمَ عَلَيْهِ وَنَقَلَ لِمَا مِ الْحَرَمَيْنِ بِالاجْتِهَادِ عَلَيْهِ مَعْنَى اجْتِهَادِ مَطْلُوقٍ تَخْتَصُّ بِهَا سَائِرُ  
اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے استبراد نقل کیا امام الحرمین اجماع سپر اور دوسرے علوم نے شرح تخریر العلام  
میں لکھا ہے غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمَطْلُوقِ بَلْ نُمَّةُ تَقْلِيدُ مُجْتَهِدٍ مَّا مِنْ الْمُجْتَهِدِينَ الْمَطْلُوقِينَ لَسِيَّ جَوْجِهَدِ  
مطلوبہ ہو سکتا ہے ہر تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی مقام پر کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کی اہمیت اور اعتبار ہے  
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف ان کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر وافق ابو حنیفہ کے کسی جو وافق شافعی کے یا طبعی کے  
ہر جواب و حکم یہ کہ باعث اسکا یا حصول ربح و تہجد و ہر جہاں قول صحیح و وافق اصحاب کے پاتے ہیں وہ ہر مل کرتے ہیں جس صورت میں لکھا  
لیا جاتا ہے اور اگر نیز حصول اجتہاد کے یا مرقوم مخالف حق اور باطل کی تفریق کا علم اس بات پر کہ نہیں جائز ہے جو مجتہد کو مل کے ایک  
مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کہ ملاحظہ فرمائیے رسالے میں لکھا ہے کہ تابع کیا ہی ہو سکتا تھا کہ روین بن حجب  
عَلَيْهِ اَنْ يَّحْتَمِلَ مَذْهَبًا مِنْ لَدُنْ اَوَّلِيٍّ اَمَّا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيعِ الْمَرْفُوعِ وَالْوَقَائِعِ وَالْعَامِلِ  
مَالَاتٍ وَاَمَّا مَذْهَبُ ابْنِ حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ اَنْ يَنْتَقِلَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ مَا يَتَوَقَّعُ وَهِيَ  
مَذْهَبُ ابْنِ حَنِيفَةَ مَا يَرْضَاهُ لَا اَنَّ الْوَجْهَ نَاذِلًا لَا دِيَّ اِلَى الْخُطْبِ وَالْمَرْفُوعِ عَنِ الصَّبْطِ  
حَاصِلُهُ يَنْجُزُ اِلَى نَفْيِ التَّكْلِيفِ لَا اَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضَى تَحْرِيمَ الشَّيْءِ وَمَذْهَبُ ابْنِ حَنِيفَةَ  
مَثَلًا رَاحَةُ ذَلِكَ الشَّيْءِ بَعِيْنِهِ اَوْ عَكْسُ ذَلِكَ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالٌ لِلْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالٌ لِلْاِ  
اَحْرَامٍ فَلَا يَحْتَقِقُ اَحْلَاءُ وَاَحْرَامُهُ وَفِي ذَلِكَ اَعْدَامُ التَّكْلِيفِ وَاِبْطَالُ فَاوَدَاتِهِمْ وَاسْتِصْلَاحُ قَاعِهِمْ  
وَذَلِكَ بَاطِلٌ اِنْ تَمَّ مَا ذَكَرْنا بِالْاِجْتِهَادِ وَاجِبٌ ہر اوپر تیسرے میں ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع و امور واقع میں  
یا مذہب مالکی کی یا مذہب حنفیہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ کے  
جواز میں اس کے کام ہو دی ہو گا لفظ طے کے اور ٹھکنے کے مضبوطی اور حال کا نفی تکلیف ہے کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی  
امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا استدلال اسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو علت  
وحرمت کا تحقق تو فرما جائے گا اور اس میں مرجع احکام تکلیف ہے اور ابطال ہے اس کے فائدے کا اور اتصال ہے اسکی ناکا  
اور یہ باطل ہے اور کما جمع میں لا خیر فی اَنْ یَّکُونَ حَقِيقًا فِی بَعْضِ الْمَسَائِلِ وَشَاكِیًا فِی بَعْضِ الْاُخَرَ  
نہیں بہتر کہ حقیقی ہو بعض مسائل میں اور شافعی بعض میں اور شرح عین العلم میں ہر قلوب الذم احد مَذْهَبًا کَانَ حَقِيقَةً  
وَالشَّافِعِيُّ فَلَمْ یَمُ عَلَیْهِ اِلَّا سِتْقَانٌ فَلَا یَقْلُدُ غَیْرَہُ فِی مَسْئَلَةٍ مِنْ الْمَسَائِلِ لَسِیَّ جَسَہُ لَازِمٌ کَرَّ اِکْرَامُ مَذْهَبُ شَا  
مذہب ابو حنیفہ مذہب شافعی کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ لای مذہب چرچا ہو سوا اس کے کسی مسئلے میں ہر کی تقلید نہ کرے اور کما  
ابن عبد البر نے اَنْ تَتَّبِعَ رَاحِیَ الْمَذَاهِبِ غَیْرَ جَائِزٍ بِالْاِجْتِهَادِ یعنی تلاش جستجو کا ہر مذہب میں ممنوع ہے والاجماع  
تفسیر میں ہر اِذَا لَمْ یَمُ مَذْهَبًا یَحِبُّ عَلَیْہِ اَنْ یَّدْوَمَ عَلٰی مَذْهَبِ التَّزَمُّہِ وَلَا یَسْتَقُولُ عَنْہُ اِلَّا مَا یَحِبُّ

یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو چاہیے کہ مداومت کرے اور ہر طرف سے ہر مذہب کے احکام ان آیات افعال  
 بخوبی واضح ہو کر شخص یا یہ اجتہاد کا نہ رکھتا ہو خود عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب معین کی اسکو واجب ہو اور جو حدیث  
 تقلید پرست ہی تعلیم میں کہ او کو اس مقام میں فکر کرنا مناسب ہو دلیل پہلی یہ ہے جو ہم نے اس مقام میں قول کا برعکس است  
 اس باب میں بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہے کہ او میں خصم کو جب کلام نہیں دیتے یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جہاں  
 فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہیں احادیث و روایات سے تو وہ حال سے خالی نہیں یا اس فعل کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو  
 اور اسکو کذب جلتے ہو بر تقدیر اول تو ابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل میں واجب ہے کی اور تقدیر ثانی میں اگر احتمال کذب  
 جیسے امام صاحب کی طرف ہر اسی طرح جائز ہے کہ احتمال کذب بخاری سلم کی طرف ہو و مثلاً جب امام صاحب کہ مصداق  
 خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ الَّذِي يَكُونُ فَتْحُ الَّذِي يَكُونُ طُمْ هُنَّ يُونِ فَمَا وَنِ كَ مَسْأَلِ بَيَانِ كَيْسَ يُونِ يُونِ يُونِ  
 کتابہ سنت و تصانیل صحابہ سے تو قول و کالاتق اعتماد نہ ہو اور جب بخاری سلم وغیرہ کا کہ او سے نہایت متاخر ہیں فکر کریں  
 کہ یہ حدیث ہکو فلا نے سے پونہ ہی تو قول و کالاتق اعتماد نہ ہو و جہاں تو جیسے جائز ہے کہ امام عظمیٰ نے کذب یا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان  
 کئے ہو میرے ماخوذ ہیں کتاب و سنت سے اور واقع میں وہ مسائل اختراعی اور عقلی ہوں اس طرح جائز ہے کہ بخاری سلم وغیرہ سے  
 کذب یا یہ کہا ہو کہ یہ حدیث ہکو فلا نے سے پونہ ہی تو ایک کی بات کو مصداق جاننا اور دوسری بات کو باوجود بزرگی افضل کے کذب  
 شمار کرنا ترجیح بلا ترجیح صحیح و دلیل دوسری یہ ہے کہ اس نے ان کے غیر مقلد جو علم سے سن لیتے ہیں یہ قول موفق  
 حدیث کے ہے اور او پر عمل کرتے ہیں تو تعجب ہے کہ قول اوں علم کا جتنکا امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہیں لائق اعتبار  
 ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہ ہو اور یہ نہایت درجہ کا جمل ہی و دلیل چوتھی یہ ہے کہ اکثر علماء اور  
 فضلاء اور اولیاء اللہ اس امت میں اتباع مذہب غنیہ کرتے چلے آئے ہیں تو احتمال ابطال اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے  
 کس طرح جائز ہوگا حدیث ہم شیران جہاں سیدین سلسلہ اندر و باریز سید چرسان بگسلہ ابن سلسلہ احمد و دلیل پانچویں  
 یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے اشعوا الشواذ اذ لا عظم فمن شد شد في التاثر یعنی اطاعت کو بزرگروہ کی اور جو  
 او میں سے نکلاوے نکلاوے زمین آور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ فَاُولَئِكَ مَأْوَاهُ النَّارُ  
 جہنم و سائر حدیث میں جو شخص مومنوں کی رائے کے سوا اور اطلب کرے پھر نیگے ہم اسکو جس طرف پھر اور  
 داخل کرے اسکو جہنم میں اور بری ہے وہ جگہ پھر جانے کی اور حال انکہ اکثر لوگ است کے تقلید مذہب ابو حنیفہ پر ہیں اور  
 باقی دو پر مذہب ثلثہ باقیہ کے کما ملاحظہ علی فارسی و کلماتہ أع ابی حنیفۃ قدیمًا و حدیثا فی الاذی یأذی فی  
 جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم و ما وراء النهر و ولا یأذی الهند و السند و اکثر اهل خراسان  
 و عراق مع وجود کثیرین فی بلاد العرب و الاغواق و اطن انهم یکتون ثلثی المسلمین  
 بل اکثر عند المحدثین بالافغانی یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید سے  
 تادم ہر زمین خاص کے روم کے ملکوں میں اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہند وستان اور سند اور اکثر اہل خراسان  
 اور عراق میں باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہیں عرب میں بالاتفاق اور جانتا ہوں کہ ہونگے وہ دولت مسلمانون کے بلکہ



اکثر نزدیک مہندسین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اللہ اور کاملین اسی مذہب کے مقلد ہیں درختار میں یہ وقد اتبعہ علی مذہبہ کثیرین من اولیاء الکرام معین انصف بشکات المجاہدۃ و رکض فی میدان المشاہدۃ کاتب الہدیین اذہم و شقیق البلیغ و معریف الکونین و کونی بن بد البسطا امی و فضیل بن عیاض و داؤد الطائی و ابی حامد اللقاف و خلف بن ابی یوسف عبد اللہ بن المبارک و کعب بن الجحجیح و ابی بکر الوڈانی و غیر ہم آخر کم و ایسا ہی ذکر کیا اکثر علمائے اور کہا اہل شیعہ کہ عیسای مذہب مام ابو حنیفہ کا قدیم ہوا مسلح اثر تک پہنچا اور دیکھنے کی بات یہ کہ امام اعظم صاحب اتباع حدیث میں اور وسیع زیادہ ہیں کہ حدیث رسول کو قبول کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلے میں جائز نہیں کہتے تو انہوں نے اور ان لوگوں سے کہ باوجود مشابہت ان امور کے اور اس احتیاط و بیغ کے ان لوگوں کو صاحب اس سے شمار کرتے ہیں اور اس میں ہر کے مسائل کو اپنے زعمِ باطل کے موافق خلاف احادیث اور آیات کے سمجھتے ہیں اور ان کے تابعداروں کو کہ عواد اعظم میں داخل ہیں لہذا اور غلطی کہتے ہیں مثل مشہور یہ کہ جانہ فرخاک ڈالنے سے اپنے ہی ہونہ پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہو وہ لوگ کبھی حشر تک اتباع اس طریقہ سے باز نہ آویں گے اور بعض لوگ جو صدق یسوعون ما تشابہ ومنہ ابتغاء الفتنة من باغوی مفسدین کے شاگرد ہیں محروم ہیں بربکدن لیسطقوا لعلہ اللہ یا قواہم واللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لو کہ کفر و کفر و دل چھٹی یہ کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل خفیہ میں سے اس قسم کا نکال دے کہ جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن میں سے نہ ہو تو اوصورت میں اگر خاص اس مسئلہ میں کلام کرو اور اوپر عمل کرو تو قول تحارر الا فی قولہ کا اور وہ جو مسئلہ فقہ یا فرائض میں پیچھا امام کے یا قلیتین کے مسئلہ میں کلام کرتے ہیں مسائل کو جسے فضل الہی سے اس کتاب بغیر فضیل سے یا کیا یا اور تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حال انکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی بہت ایسے مسئلہ ہیں جن کی دلیل نہیں اور انہیں کلام غریب یا غلط یا بطلان و حدیث نہ ناخواند پر پکا اور کھانا ہوں جو کا جس پر کلام نام نہ لیا گیا ہو و تمہارا کوئی مذہب نہیں مسئلہ میں کسی اور فقہ میں نہیں تقسیم کے سال پہلے ہیں بلکہ اس قول انہو جو مخالف صحیح حدیث ہو اور کوئی دلیل سے ہو تو کہ خود اللہ اعلم و اعلم

### جواب لون مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہیں

طعن پہلا یہ کہ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب یہ کہ قبول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہ ہو جواب احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث اور ناسخ و منسوخ کی ہر کم اور معانی حدیث سمجھتا ہو و اور طریقہ استنباط جانتا ہو تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہو اور میں یہ شرط متفق نہیں بلکہ عمل کرنا احادیث پر دیکھ کے جائز نہیں تقریر شرح تحریر میں یہ ولیس للعاوی الا خذل بظاہر الحدیث یحاکر کوئہ مصر و فاعن ظاہرہ او منسوق خاب علیہ و السجی علی الفقہاء بعدہم الا عندنا و فی حقہ الی معرفۃ صحیحہ اخبار و سفیدہا و تاسیجھا او منسوقھا فاذا اعتد لکان ناکرا لہا و احب علیہ انتہی یعنی نہیں جائز عوامی کو نہ کہ اساتذہ ظاہر حدیث کے سبب جو از مہر و ہونے او سیکے ظاہر سے یا منسوخ ہونے او سیکے بلکہ لایم عوامی کہ صحیح طرف فقہاء کے جہت سے ہونے عین اسکی طرف معرفت صحیح احادیث اور قیام اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر اعتقاد کر لیا

اس مسئلہ کا جواب امام شافعی کے مذہب میں ہے

مستند

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہو اور کفایہ حاشیہ ہادیہ میں مسطور ہو العارضی اذا سمع حدیثاً  
لکس لہ ان یاخذ بظاہرہ و یجوز ان ینکون مضر و فاعلم ظاہرہ او مستوحاً بخلاف الفقوی اور معنی  
اسکے وہی ہیں جو اوپر بیان کیے اور کئی کئی ایسے میں مرقوم ہیں ان المہتمی ینبغی ان ینکون من یخضع عنہ الفقہ  
و یعتمد علیہ فی البلد فی الفقوی و اذا کان المفتی علی ہذا الصلۃ فکمل العارضی تقلیداً و انکا  
المفتی اخطأ فی ذلک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا ردی الحسن عن ابی حنیفہ و ابن مسعود عن محمد  
و شیبہ عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اور شخصوں کے کہ باقی ہیں اوسے فقہ اور عقائد کیا جاتا ہے اور پھر میں  
بچ بچو کے اور جبکہ مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید و سکی اگر مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے میں اور نہ اعتبار کر  
ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسا ہی روایت کیا جس نے ابو حنیفہ سے اور ابن سیرین نے امام محمد سے اور شیبہ نے امام ابو یوسف سے  
اور سلم الثبوت میں ہر کسے اجماع کیا ہے تحقیق میں اور منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اوپر لازم ہے اتباع اوں لوگوں کا کہ جلدی ہے انھوں  
نے اور باب باب کیا ہے انھوں نے پس مہذب کو ترجیح کیا ہے انھوں نے اور جمع کیا ہے انھوں نے اور اسی پر بنا کیا ہے ابن الصلاح نے منع  
تقلید سے سوا چاراموں کے کیونکہ یہ بات نہیں جانی گئی ہے غیر میں ان چار کے اور اوس میں کلام ہے اور وہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ  
رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ان کی مراد یہ ہے کہ اصل مضامین اوس کے ایسے نہیں ہیں کہ بیان سے سمجھ میں نہ رہ جائے عام کے  
نہ اوں میں مثال مطالب مطلق اور علوم فلسفہ کے اور ان معنی کے غلط ہے کہ اوس کے مضامین کو سمجھ کر عبارت نکال لینا اور بیان کر دینا  
برامی اور ان پر ہے کہ آسان ہے بلکہ بعض مضامین ظاہر میں نہایت آسان اور سہل ہوتے ہیں لیکن حقیقت اوسکی سوا اقصیٰ ہے اور کہ  
نہیں کھلتے پس اگر ظاہر پر ایسے ضمیموں کے شخص ہوں تحقیق کے واقف ہوں باوجود استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کر گیا تو عجیب نہیں  
مواخذہ دار ہو کہ علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم پہلے سے عمل نہیں کرتے کہ یہ بالذات انھیں کا قول ہے بلکہ اس طرح کہ یہ قول  
اؤں کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا خود ہے اور موافق شریعت کے ہے تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ  
منافاہ نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا ہم سے نہیں پایا جاتا سکی دلیل کچھ احادیث و آیات ہے جو کہ اور بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ظاہر حدیث پر منع ہو کہ اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کہ عمل کرنا احادیث پر ایسے کے موافق اور  
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہے اور ابو شامہ سے جو منع تقلید میں دی ہے تو بقدر صحت نقل کے وہ میں نسبت ان  
لوگوں کے ہے کہ جنھوں نے حرام کہا ہوا نظر کرنے کو کتب احادیث میں اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہیں کہتے بلکہ موجب اجزائے اور ثواب  
جانتے ہیں اور شارح الاواریم میں خلاف حدیث کہنے سے منع کیا ہے بعد تنقید ہو جانے اوس بات کے کہ یہ مخالف ہے اوس حدیث کے  
سو وہ کچھ مخالف ہمارے نہیں ہے اور علی ہذا التیاس یہی مراد ہے ان قولوں سے اور شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے شرح سطر السعادت میں  
لکھا ہے کہ مصلحت اور قرار و اعلیٰ کا احترام میں تعین اور تخصیص نہ ہو کہ ضبط اور ربط کا رد میں دنیا اسی میں ہے پہلے سے غیر  
جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہے اور بعد اختیار ایک نہ ہو کہ دوسرے مذہب کے طریف جانا ہے تو ہم سو منکر اور تفرق کے اعمال اور احوال  
میں ہر گاہ پس قرار و امتاخرین مختار ہے اور اوس میں خیر ہے کبھی مجتہد کے تابع کو نہیں پہونچتا ہے اگر کوئی حدیث مخالف  
اپنے مذہب کے پاس اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہے علما کو اس مانے میں سوامعت

مجتہدین کوئی طریقہ نہیں ہوا کہ مجتہد کا در حقیقت حکم کتاب سنت پر اور کلام صاحب فتح العزیز یعنی مولانا شمس الدین علیہ الرحمۃ  
 اس آیت کی تفسیر میں پہلے شیخ مکارم العابدی علیہ السلام نے کیا ہے اس میں اس تعلیق کے کہ شرکین کو سب سے پہلے حکم خدا و رسول کے  
 پیش کرتے تھے ہر من میں اس تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہر اور کسر طرح مولانا صاحب منہج کے ہر تعلیق کو  
 حال ان کے خود بھی ملکہ تھے اور خود ہی تفسیر میں وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا ۚ سُبۡحَٰنَہٗ عَمَّا یُشۡرِکُونَ میں فرماتے ہیں کہ اوں کو گونہ گونہ کی اطاعت  
 بحکم خدا فرض ہے مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم اور حکام بھی واجب الاتباع ہر حکام ہست پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور  
 وقائق طریقت انکو میرے ہر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَشٰوْا اَہْلَ الدِّیۡنِ لِنَکۡلِہٖمۡ ۚ لَا تَعْلَمُوۡنَ یعنی پوچھ لو نصیحت الہی  
 اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عہد ابجد میں لکھا ہے کہ جلن تو بے شک تسک کرنے میں ساتھ ان اہل سبب کے  
 مصیحت عظیمہ ہوا اور اضرار میں کوس پر ہر مفسد ہوا اور ہم بیان کر سکتے ہیں کہ کئی وجوہ سے انتہی طعن و سرادیکھو صحاح  
 کی کتابیں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاہلین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اول  
 اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہو گا جواب صحاح سند کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جنکو محمد بن  
 بیان کیا ہے مثلاً معاہدہ طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتاب میں در قطنی کی تصانیف علی او کی تصانیف میں  
 اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے  
 اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں ہو وہ صحیح ہو و سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر  
 کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو جو کہ یلو اکثر جامعہ مخالفت حدیث کی کرتے ہیں اور قیاس اور  
 کو دخل دیتے ہیں ہوا سطلے نام انکا اہل اہل ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہر ترمذی میں جابجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے  
 وَهُوَ قَوْلُ اَہْلِ الدِّیۡنِ اَیْ جَوَابِ ظاہر اہل را کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی تنہا  
 اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و کلام بلا تامل و فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے انکو اہل را کہنا شروع کیا  
 اور یہ نام و بطعن نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ مسائل انکے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا  
 قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا اور کیونکہ اہل را کی لوگ ہو گئے حال انکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مثل  
 مقدم تراویح اولیٰ ترمذی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب  
 یا کسی اور وجہ سے کوئی فکر خلاف او کی نشان کے کہا تو او پر اعتبار کرنا و بصورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور فہم الامر کے ہووے نہایت بجا ہے  
 اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہووے نہیں گذرے کسی نے اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہوا اور اسکی شان میں کچھ کہنا  
 یہاں تک کہ حضرت شیخ عبداللہ و جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ اتفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گبار میں ہیں اور کیوں  
 اہل حق میں او کی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ہر جزی محدث نے کیا کیا او کی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربات  
 و شجرات و مناقبات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو نہ کہنے لگے مثلاً  
 ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی ہرانی کرنا ہو گا لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطا کے غوث  
 رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اسے ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ہرانی کرنا اور ابو طعن کرنا لازم نہیں چوتھا یہ جو چار مذہب

اس میں سے کوئی ایک مذہب نہیں ہے جو سب سے پہلے حکم خدا و رسول کے پیش کرتے تھے ہر من میں اس تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہر اور کسر طرح مولانا صاحب منہج کے ہر تعلیق کو حال ان کے خود بھی ملکہ تھے اور خود ہی تفسیر میں وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا ۚ سُبَٰحَٰنَہٗ عَمَّا یُشۡرِکُونَ میں فرماتے ہیں کہ اوں کو گونہ گونہ کی اطاعت بحکم خدا فرض ہے مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم اور حکام بھی واجب الاتباع ہر حکام ہست پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور وقائق طریقت انکو میرے ہر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَشٰوْا اَہْلَ الدِّیۡنِ لِنَکۡلِہٖمۡ ۚ لَا تَعْلَمُوۡنَ یعنی پوچھ لو نصیحت الہی اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عہد ابجد میں لکھا ہے کہ جلن تو بے شک تسک کرنے میں ساتھ ان اہل سبب کے مصیحت عظیمہ ہوا اور اضرار میں کوس پر ہر مفسد ہوا اور ہم بیان کر سکتے ہیں کہ کئی وجوہ سے انتہی طعن و سرادیکھو صحاح کی کتابیں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاہلین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اول اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہو گا جواب صحاح سند کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جنکو محمد بن بیان کیا ہے مثلاً معاہدہ طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتاب میں در قطنی کی تصانیف علی او کی تصانیف میں اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں ہو وہ صحیح ہو و سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو جو کہ یلو اکثر جامعہ مخالفت حدیث کی کرتے ہیں اور قیاس اور کو دخل دیتے ہیں ہوا سطلے نام انکا اہل اہل ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہر ترمذی میں جابجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے وَهُوَ قَوْلُ اَہْلِ الدِّیۡنِ اَیْ جَوَابِ ظاہر اہل را کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی تنہا اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و کلام بلا تامل و فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے انکو اہل را کہنا شروع کیا اور یہ نام و بطعن نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ مسائل انکے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا اور کیونکہ اہل را کی لوگ ہو گئے حال انکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مثل مقدم تراویح اولیٰ ترمذی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب یا کسی اور وجہ سے کوئی فکر خلاف او کی نشان کے کہا تو او پر اعتبار کرنا و بصورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور فہم الامر کے ہووے نہایت بجا ہے اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہووے نہیں گذرے کسی نے اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہوا اور اسکی شان میں کچھ کہنا یہاں تک کہ حضرت شیخ عبداللہ و جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ اتفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گبار میں ہیں اور کیوں اہل حق میں او کی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ہر جزی محدث نے کیا کیا او کی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربات و شجرات و مناقبات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو نہ کہنے لگے مثلاً ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی ہرانی کرنا ہو گا لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطا کے غوث رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اسے ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ہرانی کرنا اور ابو طعن کرنا لازم نہیں چوتھا یہ جو چار مذہب

چوتھا یہ جو چار مذہب

لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں اس کا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہر کے حرج و مرج  
 حکم کیا اور جو قول کہ ان کے مخالف ہو اس کو باطل بنایا پس دلیل شرعی اس باب میں کوئی باقی نہیں جاتی جواب اے لیلیٰ شیخ  
 میں چار مذہب ہیں ایک ان میں اجماع است بھی ہو اور لفظ اعتدال اجماع کی فرض ہو اور اجماع کیا است محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام  
 نے ان چار مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چاروں کے مخالف ہو باطل ہو چار مذہب میں ہو و ما خالف الا ربیۃ  
 الا ربیۃ مخالفت للاجماع وقد صحح فی المسحور ان الاجماع انعقد علی حکم العقل بد مذہب مخالفت  
 الا ربیۃ لا لفضیلتہ من اہلہم و کثرتہ انما بحکمہ یعنی جو کہ مخالف ہو ان چار اماموں کے قول کے سوا وہ اجماع  
 مخالف ہو اور تصریح کی ہے ان العمام نے تحریر میں کہ تمام علماء اجماع ہو اہی عمل کرنے پر اور میں جبکہ جو مخالف ہو ان چار اماموں  
 اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب مضبوط اور آراستہ ہو اہی اور ان کے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہیں حاصل یہ کہ ان اماموں کے  
 متقلدین ہوا و عظم میں داخل ہیں اور سواد عظم کی متابعت کرنے کو حدیث میں حکم ہو اور اس کا بیان گذرا اور نہایت المراد میں مرقوم  
 و فی زمانہ اہل اقد اشھرت صحۃ التقليد فی ہذا المذہب الا ربیۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم  
 و فی الحکم المختلف فیہ ایضا قال المناوی فی شرح الجمع الصغیر لا یجوز للعوام تقلید غیر الا ربیۃ الا ربیۃ  
 فی قضاء ولا افتاء ہاں اس نے میں منصوص ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار  
 مذہبوں اور کسی تقلید جائز نہیں اور کما سناسی جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہاں اس نے میں تقلید کرنے میں ان چار  
 اماموں کے نہ تو قصداً نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان مذہب کے سوا اور کا حکم کرے اور فتی کو درست نہیں کہ  
 برخلاف ان کے فتویٰ دے اور تفسیر احمدی میں ہر دفعہ اجماع علیہ ان الایمان یجوز لہ الا ربیۃ فلا یجوز  
 الا ربیۃ لمن حدث مجتہداً اٹھا لہا حکم یعنی بیشک اجماع ہو اہی اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبوں کے کسی  
 جائز نہیں سو نہیں جائز ہر اتباع اور شخص کو جو مجتہد مخالف ان کے عمل اور اوی کتاب میں ہو والاخصاص ان الاخصاص  
 المذہب فی الا ربیۃ و اتباعہم فضل لہم و ترویج اللہ عند اللہ تعالیٰ لا یجوز فیہ الا ربیۃ  
 والا ربیۃ یعنی انسان یہ کہ منصوص ہونا مذہبوں کا ان چار میں اور اتباع ان کا فضل الہی ہو و ترویج اللہ تعالیٰ کے اور اس باب  
 میں دلیل اور توجہ کو دخل نہیں طعن یا انچوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث  
 کو پاتے تھے اسی طرح عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو یا صرف اس کی تقلید پورا  
 کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس زمانے میں بھی موافق اس کے عمل کرنا صحابہ ہر کچھ حرج نہیں جو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا اس زمانے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث  
 جو غیر متبرکہ ہو کسی بیان نہیں کرتے تھے احوال کذب کا او کی نسبت ہرگز تھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا  
 مقبول سے سنتا تھا بوجہ اعتبار کے اس پر عمل کرتا تھا برخلاف اس نے کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے  
 جسٹھ بجا کر لیے ہیں اوی حدیث کے قسب کے ہونے لگے تو اس صورت میں ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا جائز ہے  
 جو لوگ کہ حال کوفیت و ان اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتا دیتے تھے اور لوگ ان کی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس لئے کہ اس وقت ہی اور جس سے مطاعن جو غیر تقلید بیان کرتے ہیں اور کتب  
 بھی ان جو اب اس سے نکل آئے اور جس سے طعنوں کا خیال ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہیں نہ کیسے ہوئے تھے مسلمانوں کو لازم ہے  
 کہ انکی باتوں کی طرف خیال نہ کریں اور جس طریقے پر کہ اکابر علیا است اور ہزاروں اولیاء اللہ محبوبہ کے چلتے رہے اور پیرو  
 اور ایک کس طرح کا یہ کہ نام اپنا بقا بدھنشی شافعی کے محمدی رکھا ہو اس وجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اختیار کرتے ہیں اور اسکی پیروی کرتے ہیں برخلاف تقلید کے کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حنفیہ  
 اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو ترک کیا ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ  
 یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ اوسکے مخالف نہیں اور یہ انکا انستون کے ساتھ ہوجہ تقلید و تدبیر  
 معین کے ہو ورنہ تمامی اہل حق محمدی ہیں حاجت انکی تخصیص کی کیا ہو اور دوسرے یکساں نہیں جو معروف کتابیں مشہور و روئے  
 پاکتین میں مثل مشکوٰۃ شریف وغیرہ کے او میں بخندہ کے موافق اصولیہ نکال کے عام قلعہ ہے بیان کے تفریق اور کتب میں مشہور صحیح ابن ماجہ  
 نسخہ بیان و صحیح مسلم صحیح بخاری و صحیح ابوداؤد و صحیح ابویوسف و صحیح ابوشامہ و صحیح ابویوسف و صحیح ابوشامہ و صحیح ابویوسف  
 کتب میں جی حدیث کی ہیں بخوبی خواب میں بھی کتب کی اور ہزاروں تہذیب صحیح بخاری و مسلم کی شہرہ پر ان کتب ابون میں موجود ہیں

مشہور

مشہور

### فصل فی صلاحت کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے مراد اونسے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طریقہ سے  
 امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شافعی سے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب میں حرف مراد سے جو قلم حل سے لکھا  
 مراد کتاب اصل شرح فقاریہ اور حرف فاسے زیادت اور جو احادیث میں کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے  
 مراد ہیں اور جہاں طلق امام ہی مراد امام ابو حنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور  
 امام احمد و حرم مراد ہیں اور لفظ شیعین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جہاں صحابہ و ائمہ  
 باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابوداؤد و ابنسائی و ترمذی و رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود اصلی تصنیف و تالیف اس کتاب سے  
 فائدہ خلق اللہ ہی کیسید کار و اور کیسید کا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر خیر رنگ خاندان متعلق حشر  
 ایزد و منان محمد و حمید الزمان و لذیذ ولوی محمد سیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اور صاحبان کی خدمت  
 میں حج اس کتاب کے مطالعے سے سرور اور حظوظ ہوں عرض کیا کہ جس جگہ پر از خطا انسانی کے کوئی قسم کی  
 لغزش نہ کہیں تو پروردہ عنوسے چھپا دیں اور مجھ گنہگار اور میر والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور مائتہ مسلمین کے واسطے دعا  
 خیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ کہیں کہ جس جگہ پر ہم مبارک حضرت سیدنا و مولانا و رحمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم کا کتب آپ پر صلوة و سلام ہمیں کہو نہ کہ حدیث صحیح میں وارد ہو کہ جس شخص پر ذکر کیا جائے نام میرا اور درود بھیجے  
 مجھ پر تو میرا خیال ہو و حقیقت میں جسے انوس کی بات کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہو اسکے ذکر کے وقت دعا و  
 ثنائیں ہو کی مشغول ہوتا ہو اور جب محبوب خدا شافعیہ روز جزا بخیر حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بتلے  
 اور جگہ جگہ حمد و ثناء و صلوة و سلام سے رہیں اور جس کیسید کا آپ کے صاحب و مولانا علیہم السلام میں ذکر آئے اور ہر جگہ



رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانیں اور تابعین کو اور عل کو بکلمہ رحمتہ اللہ علیہ کے تفسیرین اور قبل شروع اس کتاب کے  
 بادوب بیچہ کے حضرت علی علیہ السلام پر درود شریف تین بار اور سورۃ اخلاص تین بار اور الحمد ایک بار پڑھیں اور فرمایا ہو سکا  
 تمام صحابہ اور علی ایہب بزرگان میں کو پونہ چارویں بعد اس کے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کریں اور  
 تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سکھاتے ہیں وہ سب غاصانہ کی واسطے اور اس کی ضماندی کے لیے اور عمل  
 کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض دنیا و آخرت میں مال کبھی علم سے نہ کہے کہ بعد رعایت ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں  
 برکت دیکھا اور توفیق عمل کی عطا فرماو گیکما اللہم وفق لنا یا خیر واجعل خواتم امورنا یا خیر اللہم یسر

علینا مصیبات العیو واعطنا علما نافعاً و قہما کاملاً و قلباً خاشعاً و بطناً

مستبعا و عملاً مقرباً یا اللہ اغفر لنا و لوالدینا و لجمیع المسلمین

والمسلمات الاحیاء منهم و الاموات امین یا رب

العلیین تمت مقیمۃ الکتاب و انزلوها

کتاب الطہارۃ اللہ شہید

یا کونیا و ہذا

نقط

فہرست نوں املہ تہ ترجمہ اردو شریعہ و فوائد

## کتاب الطہارۃ

۲۰	فصل ۱۰ وضو سے بیان میں	۲۴	فصل ۲۴ براہین و غلو کے بیان میں	۳۵	فصل ۳۵ غسل کے بیان میں	۳۶	فصل ۳۶ سبب بات غسل کے بیان میں
۴۱	فصل ۲۱ پاؤں کے بیان میں	۵۰	فصل ۵۰ پاؤں سے غسل کے بیان میں	۵۱	فصل ۵۱ دھوئیں کے بیان میں	۵۲	فصل ۵۲ کھانسی کے بیان میں
۵۲	فصل ۵۲ پاؤں کے بیٹوں کے بیان میں	۵۱	فصل ۵۱ کھانسی کے بیان میں	۶۶	فصل ۶۶ بیٹوں کے بیان میں	۶۶	فصل ۶۶ بیٹوں کے بیان میں
۷۰	فصل ۷۰ حیض کے بیان میں	۷۵	فصل ۷۵ استحاضہ کے بیان میں	۷۷	فصل ۷۷ نفاس کے بیان میں	۷۷	فصل ۷۷ نفاس کے بیان میں
۷۹	فصل ۷۹ عجات غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں	۸۰	فصل ۸۰ عجات غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں	۸۰	فصل ۸۰ عجات غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں	۸۰	فصل ۸۰ عجات غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں

## کتاب الصلوٰۃ

۸۲	فصل ۸۲ نماز کے وقتوں کے بیان میں	۸۹	فصل ۸۹ اذان اور اقامت کے بیان میں	۹۳	فصل ۹۳ نماز کی شروع و انتہا کے بیان میں	۹۵	فصل ۹۵ نماز کی شروع و انتہا کے بیان میں
۱۱۲	فصل ۱۱۲ رکعات کے بیان میں	۱۱۵	فصل ۱۱۵ رکعات کے بیان میں	۱۱۹	فصل ۱۱۹ رکعات کے بیان میں	۱۲۱	فصل ۱۲۱ رکعات کے بیان میں
۱۲۳	فصل ۱۲۳ رکعات نماز کے بیان میں	۱۲۷	فصل ۱۲۷ رکعات نماز کے بیان میں	۱۳۰	فصل ۱۳۰ رکعات نماز کے بیان میں	۱۳۰	فصل ۱۳۰ رکعات نماز کے بیان میں
۱۳۱	فصل ۱۳۱ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۳۳	فصل ۱۳۳ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۳۵	فصل ۱۳۵ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۳۶	فصل ۱۳۶ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں
۱۳۹	فصل ۱۳۹ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۴۰	فصل ۱۴۰ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۴۱	فصل ۱۴۱ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۴۲	فصل ۱۴۲ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں
۱۵۸	فصل ۱۵۸ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۶۳	فصل ۱۶۳ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۶۵	فصل ۱۶۵ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں	۱۶۵	فصل ۱۶۵ نماز کی حالت اور اس کے بیان میں

## کتاب الزکوٰۃ

۱۷۷	فصل ۱۷۷ مال کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۸۳	فصل ۱۸۳ مال کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۸۵	فصل ۱۸۵ مال کی زکوٰۃ کے بیان میں
۱۸۷	فصل ۱۸۷ مال کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۰	فصل ۱۹۰ مال کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۰	فصل ۱۹۰ مال کی زکوٰۃ کے بیان میں

## کتاب الصوم

۱۹۷	فصل ۱۹۷ روزہ فاسد ہونے کے بیان میں	۲۰۱	فصل ۲۰۱ روزہ فاسد ہونے کے بیان میں	۲۰۷	فصل ۲۰۷ روزہ فاسد ہونے کے بیان میں
-----	------------------------------------	-----	------------------------------------	-----	------------------------------------

## کتاب الحج

۲۲۷	فصل ۲۲۷ حج کے بیان میں	۲۳۲	فصل ۲۳۲ حج کے بیان میں	۲۳۵	فصل ۲۳۵ حج کے بیان میں	۲۳۶	فصل ۲۳۶ حج کے بیان میں
۲۳۸	فصل ۲۳۸ حج کے بیان میں	۲۳۸	فصل ۲۳۸ حج کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج کے بیان میں
۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج کے بیان میں





حکم کرنا میں انکو ساتھ سواک کے نزدیک ہونے کے روایت کیا اسکو سنائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حکم نہ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو بخاری نے نیز اسناد کے اور جس سواک نہ تو کوٹھی سے دھنوں کوٹھے اور یہ حدیث میں ثابت ہے کہ انی الطہارۃ **ص** چوتھے تین بار کلی کرنا یا چھ تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا پانی اور پھر ناک میں ڈالنے کے واسطے تین بار لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے ایک جگہ سے پھر سطح پھر سطح تین بار **ف** دلیل جاری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور سنائی نے حضرت علیؑ سے کہ انھوں نے وضو کیا سو دھو دو فون کن یہاں تک کہ صاف کیا اوکو پھر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالنا تین بار آخر تک کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے طلحہ کے واسطے کہ امام احمد بن حنبلہ نے حضرت علیؑ علیہ السلام اور آپؐ وضو کرتے تھے اور پانی بہتا تھا سو نہ اور داؤد ارمی افکی سے یہ نہ دیکھا میں نے اوکو کہ آپؐ جدا کرتے تھے درمیان کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب میں بائیس صحابیوں نے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن مسعودؓ کے روایت کیا اسے بخاری سلم ابو داؤد سنائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور ابن عباس روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور غیر روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور حضرت علیؑ روایت کیا اسے ابو داؤد سنائی وغیرہ نے اور مقدم روایت کیا اسے ابو داؤد نے اور ابوالکلام اشعری روایت کیا اسے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور اس نے اور ابوبکر روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور ابو ہریرہ روایت کیا اسے احمد اور ابویعلیٰ نے اور دانی بن حجر روایت کیا اسے ترمذی نے اور بخاری سلم نے اور تفسیر روایت کیا اسے ابن جریر نے اور ابوالکلام روایت کیا اسے احمد نے اور ابوالکلام اور ربیع بن جابر نے روایت کیا اسے ابو داؤد نے اور عیسیٰ روایت کیا اسے داؤد نے اور عبد اللہ بن اُمیس روایت کیا اسے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا اسے ابو داؤد نے اور باقی صحابیوں نام اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** چوتھے داؤد ارمی کا خلاصہ کہ **ف** اس طرح کہ اوٹھ لیوں کو نیچے داؤد ارمی کے کہے کے باہر نکالے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے عثمانؓ سے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام خلل کرتے تھے اپنی داؤد ارمی کا اور کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہ بخاری نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور صحیح کیا اوٹھ لیوں خزمہ اور ابن جہان نے اور روایت کیا اوکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمانؓ کی کہا اسے کہ یہ صحیح ترمذی نے سب حدیثوں کی اور ابن جریر نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا اسناد میں اسکی اسرائیل پہلو وہ قوی نہیں اور ایک علم میں کہا ہے کہ عامر بن شقیق بھی اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ اسرائیل بن یونس کا حجت بڑی ہے اور اس بخاری سلم نے اور باقی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اسکو ائمہ نے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہے صحابی اسحق سے اور توشیح کی اسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے منسل بھی بن عیین اور انھیں کے اور احمد تعجب کرتے تھے انکے خطا اور یاد اور ابن جریر کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت میں اسرائیل کی اسرائیل انھوں نے اسحق سے اس میں ضعیف ہے اور اخیر عمر میں سنا ہے اور یہ حدیث تو اس کے بیٹے کی روایت سے نہیں توجہ ہوگی اور عامر بن شقیق کا کہ سنائی نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اس کے اور روایت کی اس سے چاروں عالموں نے اور بھی ابن عیین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اسکو اور بخاری سلم نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اس کے واسطے اور بھی ابن عیین نے اسکی حدیث کو اس سے بھلائی اسکی روایت میں نقل کی کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے دھو کیا اور خلل کیا اپنی داؤد ارمی کا اور روایت کی ابو داؤد نے اس سے کہ تھے جب حضرت وضو کرتے

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷











خون ہوا اگر نافر تو دلیل کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں ساتھ سند صحیح کے عبدالصمد بن عیسیٰ  
 کہ اوکی کسیر بھڑی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اس نماز پر جو بھی تھی اور ایسا ہی روایت ہے علی  
 ابی بکر اور سلمان اور ابن عباس سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن مسیب سے اور صدیقین میں اس باب میں آئی ہیں  
 ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہو روایت کیا ہے کہ وہ قطعی  
 اور ابن عسلی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص نے کسے  
 یا کبھی بھڑے نماز میں اوکی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نہ کرے اس کو ابن ماجہ نے عائشہ سے روایت  
 کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اس کو اور ضعیف کیا اس کو اور عبدالرزاق نے مصنف میں مانڈا  
 روایت کیا حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس کی حارت ہے کہ شامی نے کہ وہ کذاب ہے **ص** اور  
 امام شافعی کے نزدیک جو ان پھر اس کے سوا اور جگہ سے نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا **ف** اور یہی مذہب امام مالک کا ہے  
 اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہیں ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت ہے کہ  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اور یہی حدیث ہدیہ میں لکھی ہے جو آج ہے کہ اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس کتاب میں ہے  
 اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو  
 نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بعضی نے انس سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں صالح بن عثمان کا  
 ضعیف ہے کہ دارقطنی نے قوی نہیں اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے  
 نہیں ہے ایک قطرہ یا دو قطر خون میں وضو مگر یہ کہ ہو بھٹا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جوتا  
 یہ ہے کہ روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس کی محمد بن فضال بن عاصیہ کا کہا اس کو  
 یہ بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے **ف** القلنس حدث یعنی تو حدیث ہے تو روایت کیا اس کو  
 دارقطنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبدالصمد بن عیسیٰ کے  
 جوا پر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے سعید بن مسیب سے جو بکر  
 تابعین میں سے ہیں کہ کسیر بھڑی تھی اوکی یہاں تک کہ رنگیں ہو جاتی تھیں اوگلیاں اوکی جوج سے اور وہ نماز پڑھتے تھے او  
 وضو نہیں کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس کو روایت کیا مالک نے موطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اس کے خلاف  
 سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے اور جب دونوں متعارض ہوئیں تو احتیاطاً سعید بن مسیب سے عمل کرنا چاہیے اور احتیاطاً سعید بن مسیب سے ہے کہ  
 وضو کرے **ص** تو اگر نہ ہو بلکہ اپنے مقام پر جم جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا **ف** ہمارے  
 نزدیک اس واسطے وضو نہیں ٹوٹے گا کہ خون نکلے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہوا ہو اور نہیں ہو اور یہ خون نہیں **ص** اولیٰ  
 زخم کو دبا ہوا ہو اس سے خون نکلا اور نہ زخم کو دبا گیا اور نہ زخم کو تھوڑا تھوڑا وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانسیے کا اور زخم  
 خون کا دیکھا یا خال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک میں اوگلی کی اور اوگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوہیں سے خون  
 جھا ہوا مثل ان کے مسو کے نکلا ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹے گا **ف** اس واسطے کہ بہتا ہوا نہیں ہے اور نہیں ہے خونی ہے

حدیث احمد

سند صحیح

سند صحیح

سند صحیح

سند صحیح

سند صحیح

سند صحیح

سند صحیح





گڑبے اول کو اٹھایا کرتے ہیں اور دوسرے کو اٹھا سکتے ہیں اور تیسرے کو استنود کیونکہ روایت کیا عبد اللہ بن محمد ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا سپر جو سو یا سجد میں وضو یہاں تک کہ مضطرب بیٹھے کیونکہ جب ایسا ہی مضطرب ہو جائے ہیں چڑاؤ سے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور او سمین نے کہ نہیں وضو ہو گیا جو سجد ہو گیا تھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور او سمین نے کہ نہیں واجب ہوا وضو او سپر جو سجد ہو گیا تھا کہ اگر سو یا سجد میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی ہو جائے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجد یا رکوع میں سجد ہو جائے تو بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس بیعت پر ہو جائے دیر تک وضو ٹوٹ جاوے گا اور ہر دلیل یہ حدیث ہے اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی پیوند بیانی خالد الدانی کا ہیں جنہاں نے کہا کہ بہت خطا کرنا ہے اور یہ طرح اور لوگوں نے جواب دے سکا ہے کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اسکی کے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہوا وضو اس شخص پر جو سجد ہو گیا یا بیٹھا یہاں تک کہ سو پہلو پڑے روایت ہے حضرت سے کہ میں سجد میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکا یک ایک شخص نے مجھ کو پیچھے سے پکڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بس کہ سینے یا رسول اللہ آیا وضو واجب ہوا میرے اوپر فرمایا نہیں یہاں تک کہ بیٹھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی بیٹھا کثیر کا شقاق ضعیف ہے اور اگر پہلو پر بیٹھا یا یکا یک کے سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاوے گا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹا ہے یا نہ ہو پشاپ اور سونے سے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اسکو اور ترمذی نے صفوان بنیہ عثمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان میں سے کچھ سو اگر سو وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا رکوع یا سجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہوتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہوا وضو او سپر جو سجد ہو گیا تھا یا بیٹھا یہاں تک کہ سو پہلو پڑے روایت کیا اسکو ابن عدی جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بزار نے بہند صحیح کے کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر بعض ابونہیں سوجاتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ ہم لو اس سونے سے مراد وہ ہیں جو وضو نہیں تو مخالفت ہوگی ان حدیثوں کی جو اوپر گذرے اور تسکات ایرہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سو یا نزدیک خلا میں ہوتا تھا کہ پس کھڑے ہوتے ہی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک یہاں تک کہ پھر سوتے اور بیٹھے اور پھر آئے بلال انھو خبری بلال کو ناک کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تَنَامُ عَيْنَاي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی سوتی ہیں میں یعنی سوتے انھیں اور نہیں سوتا ہی دل میرا تو یہاں تک واسطے نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

حدیث ابن عباس سے

حدیث ابن عباس سے



جسکو لگا لگا اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم اجداد اسلام میں تھا اور ابنین یا اور یہ جو بعض لوگوں کے کہنا ہے کہ روایت کی قاطعی اور یقینی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ وضو اوستی ہو چکے اور زمین پر اوستی جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا **خاص** اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر کثیرا زخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا سوا سطلے کہ وہ پاک ہو اور چاروں طرف نجاست ہو وہ تھوڑی ہی اور سطر اگر مرد کے ذکر سے کثیر نکلے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر دوسرے نکلے تو ٹوٹ جائیگا سوا سطلے کہ ہر نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہے اور اگر قبل سے عورت کی نکلے تو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گرے وضو نہ ٹوٹے گا اور وضو کو نہیں توڑتا ہی جھونا عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوستکا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو وضو نزدیک ہی نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور یث اور حنن کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور عورت کا بھی بوسہ وقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹوٹے گا امام شافعی اجماع پر کہتے ہیں اس باب میں کہ عورت کا چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوست کہ روایت کیا ابن ابی حوزی نے سعاد بن جبلی سے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا ان کے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپلوں شخص میں جو پونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبلہ اور اعضاء اور پیار سب کیا سوا جماع کے سو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اوست کہ لے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ سوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جو اس کے لیے فرمایا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل سہرہ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اوست کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہیں ہوتا اور بغیر فرض تسلیم کے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی ترک ہو گیا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی ہماری سلم نے عایشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں جنہر کے سائے چٹ لیتی تھی پس جب حضرت مسجد کرتے تھے دبا دیتے تھے مجھ کو میں اپنے پیڑ بٹالیتی اور ایک روایت میں ہے کہ گھروں میں اوس دن جب رات نہ تھا اور روایت کی ہماری اوست کہ عینہ ایک رات گم کیا حضرت علی علیہ السلام تو عینہ چھو لیا اونکو ساتھ ساتھ اپنے کے پس گیا اتھ میرا قدم پر حضرت علی علیہ السلام کے اور حضرت مسجد میں تھے اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں میں ضامیری سے غصہ میرے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا ہماری عایشہ سے کہ وہ بھی کہتی تھیں حضرت کے اور حضرت ہنگام میں تھے اور ہنگام میں سجد میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ کیا تو روایت ہے عایشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود میں اور میں مائض تھی پس پوچھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عایشہ کی گود میں اور غسل اس بات کو جائز نہیں کہتی کہ حضرت نے وفات بے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ مسیح جہین حجت اون لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑتا ہی اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر بشوٹ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی لاتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوست سے وضو کر روایت کیا اسکو قاطعی نے اوستی ہے اس میں عورت سے کہہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوستکا اس سے ہی جو بوسہ عورت اپنی کا یا چھونے کو

اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہی اور روایت ہے کہ بنی شہاب سے کہہ دیتے تھے کہ بوسہ لینے سے ہرگز عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا  
ان دونوں کو مالک نے موطن میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی حبیہ سے کہہ دیا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ بوسہ  
لینے سے ہرگز عورت اپنی کو وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو امام مالک نے  
موطن میں بغیر اسناد کے جواب کیا یہ کہ روایت ہے حضرت عائشہؓ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں  
اپنی کا پھر مکے طرف نہ گئے اور وضو نہیں کیا روایت کیا اسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی  
اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہؓ سے اگر کوئی کہے کہ بخارجی ضعیف کیا اسکو اور بھی بن سعید قطانؒ کہہ کہ یہ کہ نہیں  
اور کہا کہ حدیث اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اسکا یہ کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبقت میں اور منشی کی  
گوئی یا غیبا ہی ہو اور دوسرا جواب یہ ہے صورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے کہتے انھوں نے عائشہؓ سے  
اگر کوئی کہے کہ زینبؓ چھو لے ہو اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ قبل قرن ثانی یعنی تابعین میں مقبول  
پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ کہ اگر اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطنی کی روایت میں ابو  
بکرؓ نے عائشہؓ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ واقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیمؓ سے  
انھوں نے عائشہؓ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیمؓ بھی نے عائشہؓ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤدؒ کا اس باب میں حضرت سے کچھ  
صحیح نہیں ہے جواب اسکا یہ کہ ابراہیمؓ تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حدیث  
دوسرا جواب یہ ہے کہ واقطنی نے عل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیمؓ نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیمؓ سے  
انھوں نے اپنے باپ سے جواب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کیلئے نزدیک کوئی حدیث صحیح  
نہیں ہوئی جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہنچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیمؓ بھی سے ابو حنیفہؒ و ثوری  
نے روایت کیا ابو حنیفہؒ نے تو پایا محضہ سے اور ثوری نے عائشہؓ سے تو اختلاف اس میں ہو جواب اسکا یہ کہ ثوری اور ابو حنیفہ  
دونوں بڑے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے کہ ابراہیمؓ بھی کو ایک حدیث حصہ سے پہنچی ہو اور دوسری عائشہؓ سے ثوری نے عائشہؓ  
کی نقل کی اور ابو حنیفہؒ نے حصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لفظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہؒ روایت کیا کہ حضرت  
بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمانؓ کے ابو یوسفؒ نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ کہ  
کہ یہ امر بعد فقہ ہوا روایت کیا پھر بڑے انہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں بن اور روایت کیا واقطنی نے عائشہؓ سے کہ پونچا اوکو قول  
ابن عمرؓ کا کہ بیچ بوسے کے وضو ہی سو کہا انھوں نے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہ اس حدیث کو یہ بھی نے خلافیات میں نقل کیا  
کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنائے نے محمد بن عمرو بن مہاجرؒ کا انھوں نے  
عائشہؓ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہ شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں جاتا  
پس اگر فقہ ہو تو محبت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجرؒ نے کہ اس حدیث کو یہ بھی نے خلافیات میں نقل کیا  
روایت کیا یہی وضو میں کیا اور انھوں نے جواب یہ کہ ضعیف حدیث بھی ہے جس بارہ وجوہات روایت کی جاوے تو وہ حسن جاتی ہے  
اور یہ جو بعض حضرات نے محبت پر مبنی ہے کہ روایت کیا عائشہؓ سے کہا انھوں نے کہا ہے کہ ای رسول خداؐ وضو کر کے واسطی ہزار کے

بنی شہاب  
نہیں

۱۰۱

پھر بوسہ اہل اپنے کلام رکھیں اور سب کیا ثبوت جاتا ہے وضو اس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو  
 وارطانی نے اور اسناد میں اس کی برکت میں عبد اللہ کا ترک کردی گئی ہے حدیث اس کی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند اپنی  
 ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا توجہ  
 اتنی حدیث میں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئیں تو یہ بات اس کے نزدیک جو مصنف ہی ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے  
 بوسہ وغیرہ سے اور یہی مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگرچہ عورت کا بشروت بھی نہیں  
 وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ ان کو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے میں اور سوال  
 صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت ان کے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عایشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن لیکن  
 حضرت اس دن ہمراہ پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہمارے جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے  
 چھوٹے سے وضو نہیں جاتا تو ہم اللہ تعالیٰ کے قول میں بسے کیا مگر ابھی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوَّلَ مَا مَسَسَتْهُ الْمَسَاءُ یعنی تم کو  
 اگر نپاؤ جالی جب کہ چھوٹے عورتوں کو جواب دے سکا یہ ہر کہ بسے مراد اس جگہ جماع ہو جیسا کہ کما عبد اللہ بن عباس نے واللہ اعلم  
**ص** اور چھوٹا ذکر کا بھی وضو کو نہیں تو **م** کیونکہ روایت کیا انسائی اور ترمذی اور ابو داؤد و طحاوی علی  
 کہ حضرت پوچھے اے اے اس شخص سے جو چھوٹے ذکر اپنا پھر وضو نہ کرے سو فرمایا حضرت نے کیا جو ذکر مگر اتم میں سے اور روایت کیا  
 اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ترمذیوں کی اس  
 باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہر نہ مضطربہ روایت کیا طحاوی ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا کہ  
 اے اے اے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں میں سے **ف** دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہو تفسیر بہت ضعیف  
 سے فرمایا حضرت نے کہ چھوٹے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور انسائی اور ابن ماجہ اور ایسا ہی ترمذی نے  
 اور صحیح ابی داؤد کو احمد اور وارطانی اور صحیح ابی یوسف نے اسے نہ ہمارے حدیث کو علی بن المدینی کہ جب اسناد میں بخاری کہا ہے  
 کہ طحاوی کی حدیث اچھی ہے ہر ذکر یکے بعد دیگرے کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کما عمر و بیٹے علی فلاس کہ حدیث طلق کی  
 ہمارے نزدیک ثابت ترمذی حدیث بوسہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی جو شافعی مذہب میں کہتے  
 ہیں کہ طاعت حدیث میں ہے جب کہ ممکن ہو تو اس جگہ دونوں حدیثیں طافین کی صحیح ہوں میں مطابقت ہے نہ ہو یہ ہو سکتی ہے کہ  
 حدیث بوسہ میں وضو کے معنی بات ہو جائے تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہے اور اگر کوئی کہے کہ طاعت جب واجب ہو کہ دونوں  
 حدیثیں جابنیں کی قوی ہوں اور طحاوی حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہیں ہر سب فقہین نے تہمت  
 علی بن المدینی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح ترین ہیں چھوٹا مال خدا کا  
 نکالنا صرف ہم ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب دے سکا یہ ہے کہ  
 ماسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں مگر  
 ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوٹے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحق بن عبد اللہ مکرر ہے اور  
 ایسا ہی سفیان بن عیینہ کا اور روایت ہم حدیث سے کہ اسکا معنی حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوٹے فرج اپنی کو بسے چاہیے کہ

وضو کے اور اسناد میں اسکی علامت یا حارت کا نسبت کیا گیا ہے طرف قدر کے اور مختلط ہو گیا تھا، اس میں علامہ اسکے  
 بہاری نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہا اسے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور کچھ نے نفی میں ابی سفیان  
 سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا یحییٰ نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ جو ابن  
 نے جاری سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے اسناد میں اسکی عقیدہ یا عبد الرحمن کا معمول ہے اور ایک روایت میں عبد اللہ بن  
 مدنی کا ضعیف ہے اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَكُ تَوَضُّأً  
 یعنی جو شخص کہ چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور زاذلی اور اسحاق بن راہویہ سند اپنی علیہ  
 بن عمر بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب  
 کی حدیث میں یہ ابن ابی امامہ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھوئے ذکر کے فرمایا کہ وہ مگر اپنی تجسے یعنی اس کے چھوئے سے  
 وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسناد میں اسکی جعفر بن یزید کا ترک کردی گئی ہے حدیث اسکی  
 اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور عائشہ وغیرہا سے روایت کی ابو یعلیٰ موصلی نے عائشہ سے کہ بنا بیٹھا اسکو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں پرواہ کہتا ہوں میں اسکو چھوؤں یا نہ کہ اپنی کو اور اسناد میں اسکی جعفر  
 بن یزید کا ترک ہو گیا کوئی کہے کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو یا تھپانے  
 سے سو اوپر وضو ہو تو جوابا دسکایا ہے کہ فتویٰ راوی کا بخلاف روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثیں ضعیف  
 ہیں تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر کبرہ کی اور ہماری طرف مگر طلاق کی اور یہ جو بعض علی کا شافعی نے لکھا ہے  
 کہ ابو ہریرہ روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے ابو ہریرہ  
 سے چھوئے ذکر سے سلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جوابا دسکایا ہے کہ طلاق کے اسلام لانے سے قبل  
 الی ہریرہ کے بیات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر نہ کہے ہوں اور نہ انکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہو  
 کیونکہ اسناد میں اسکی زید بن عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے تو اب کچھ حجت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیثیں مختلف ہوئیں تو  
 اب اقوال صحابہ سے تسک ضرور ہے جواب یہ کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہے روایت کیا طیحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور  
 حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں پڑتا اور یہی مذہب ہے عمار اور زیدہ اور سعید بن مسیب اور عطاء اور حکمرہ اور ابی ہریرہ وغیرہ  
 رحمہم اسکا روایت کیا امام محمد نے سوط میں اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور زیدہ اور عمران بن حصین کہ ان  
 سب نے کہا کہ میں نہیں پرواہ کہتا ہوں کہ چھوؤں ذکر کو یا اپنی مالک کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے  
 چھوئے ذکر سے بیچ ناز کے پس کہا کہ نہیں ہو وہ مگر مگر تجسے اور روایت کیا محمد نے ابی الدرداء سے ماخذ اسکے اور روایت کیا  
 سعید بن مسعود انھیں ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اس سے سو کہا کہ نہیں حرج ہے  
 ساتھ اسکے اور ابن مسعود بھی ایسا ہی روایت کیا اور اس سے ماخذ اسکے دین کیا اور روایت کیا محمد بن علی کہ آیا ایک شخص نے وضو کرنا  
 سو کہا کہ چھوئے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہے مگر ماخذ سارے بدن سے کہے کہ اور روایت کیا محمد  
 بن علی نے جو چھوئے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہے مگر ماخذ سارے بدن سے کہے کہ اور روایت کیا محمد

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو بخش جاتا ہو تو کا مثال اسکو کہ عطار نے کہ یہی قول ہے عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی  
مذہب کی کتاب میں عمر اور عمر بن الخطاب ابوبلو ابورزید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمر بن العاص اور عاتقہ وغیرہ کے

## باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی موندہ میں ٹالنا دوسرے ٹالک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک تیسرا پانی  
چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَن كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطْبُؤْاْ لِنَفْسِكُمْ** یعنی اگر تو تم  
جنب پسینہ کے پاکی کرو تو نقطہ مبارکے کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کئی وغیرہ بھی فرض ہو اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت نے  
نیچے ہر بال کے جنابت ہو سکر کہ اور صاف کر دین کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا  
حضرت نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض ہیں غسل میں تو یہ حدیث میں نہیں پائی اور شیخ ابن الہمام  
نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کیا ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک میں پانی  
تین بار فرض ہیں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکتی  
محمد حلی نے بنایا ہے اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض ہیں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک  
اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل  
امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے وضو کیا بغیر مضغے اور استنشاق کے  
اور کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول میں بروایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ وہ میں  
ذکر مضغے اور استنشاق کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے لقیط بن مسرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو  
کرتے تو پس کلی کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضغے اور استنشاق **وَاللَّهُ اعْلَمُ**  
**بِالْقَوَابِ إِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَأْوَىٰ** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اس کے دانتوں میں کھانا یا غسل و رخت دیا  
**ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہنچ جاتا ہے **ص** تیسرے پونچھنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطْبُؤْاْ لِنَفْسِكُمْ** یعنی پاکی کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحت کُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ  
یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہے **وَأَكْبُودُ أَوْدَ** اور ملنا کچھ دھبے میں داخل نہیں تو جب شارع نے حکم فرمایا دھبے کا تو ملنا  
اوسے لازم نہ آوے گا جیسا کہ ظاہر ہے ہر عاقل **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اتنا ناخون میں باقی رہا غسل درست  
نہو گیا بلکہ اوسے نیچے کا دھوا اور واجب ہوگا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ یا حسنا وغیرہ درست ہو جائے گا اس واسطے کہ پانی اتون  
سما جاتا ہے اور اگر پانی پر روغن ملا ہو اس کے غسل کیا جائے اگر چہ روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جاتا ہو کہ بالی کے  
چھید میں بغیر بالی ہائے پانی نہ پہنچے گا اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جاتا ہو کہ بے تکلف پانی سوراخ میں پہنچے گا  
تکلف کرے اور اگر جاتا ہو کہ بغیر تکلف کے نہیں پہنچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جاتا ہو  
کہ اگر پانی اندر گیا داخل ہو گیا اور اگر داخل ہو گیا نہ گزرا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوسے گزائے اور اگر مٹی وغیرہ کے داخل  
کرنے سے تکلف کرے اور اگر اوسکی اوٹ میں ننگ لگوٹھی ہو واجب ہے کہ وضو اور غسل میں اسکو ہلا دے تاکہ پانی وہاں پہنچ جاوے

غسل میں تین چیزیں

باب محمد حلی



سلا  
غسل کے تین

۱۔ پیر سے نماز  
۲۔ غرضت میں  
۳۔ کلمہ پڑھنا

اور جس کی کاغذ نہ ہوا ہو اور اسکو غسل میں قلعے کے اندر پانی پونہ پانچ یا بعضوں کے نزدیک تین باوجود اسکے کہ اگر بیشاب قلعے تک آجائے اور باہر نہ نکلے وضو جائز ہے تاہم غسل میں سنت پانچ چیزیں ہیں چیلے دھونا دونوں ہاتھ کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے اور کرنا چارست کا ہر ایک کے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ پانی نہ ملے غسل جمع ہوتا ہو یا ٹون دھونے میں تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھو کر تو اگر غسل کرنا کسی طرح یا پھر کر پانی اور سر سے ہٹا جائے تو وہ تین پیر دھو کر پانچوں میں ہر تمام بدن پر پانی رواں کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری سلم نے یہی سے کہ مکہ میں سے واسطے حضرت کے پانی ہو وہاں سینے اور کمر کا ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر دھویا اور کمر پر ڈالا دونوں ہاتھوں پر پھر دھویا اور کمر پر ڈالا دھینے ہاتھ سے بائیں پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ پنا زمین پر اور پھر اوکڑ زمین پر پھر دھویا اور کمر کو گلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور دھویا مونہ کو اور کمر میں ہاتھوں اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے اور سر کا بدن پر پٹو یا پھر ایک کونے میں بہت گئے سو دھو کر اپنے تودیا سینے اور کمر کا ایک کپڑا پس نکلیا اور کمر اور چیلے اور دھواتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اسکو اور روایت کی ابو داؤد اور بخاری سلم وغیرہم نے عایشہ سے اور بیان الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہیں ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جناب سے دھوتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو دھینے ہاتھ پر پھر دونوں ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر دھوتے تھے جیساکہ وضو واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ پنا برتن میں پھر نکلتی کرتے تھے بالوں اپنے کو یہاں تک کہ جب دیکھتے کہ پانی ہو چھٹ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر برتن میں بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اور کمر اپنے اوپر **ص** عروق واجب نہیں کہ پانی چھٹی گھولیں بلکہ بالوں کی جڑ کو تر کر لیں کیونکہ حضرت نے اس مسئلے سے فرمایا کہ کافی ہو چکے جب پانی تیرے بالوں کی جڑ میں پہنچ جائے اور اسی طرح تر کرنا بھی سب بالوں کا واجب نہیں اور بعض شائخ نے کہا ہے کہ تر کر لے کیونکہ کمر اور چیلے **ف** یہ حدیث ان لفظوں سے صحیح ہیں میں روایت کیا ہے کہ اس مسئلے سے کہا انھوں نے کہا سینے یا رسول اللہ میں عورت ہوں کہ ہاتھ چھٹی چوٹی کیا میں کھولوں اور اسکو واسطے غسل جناب سے فرمایا حضرت نے نہیں کافی ہو چکے کہ ڈالے تو سر پر اپنے تیرے ہاتھیں پس پانی پھر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جاوے گی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ بھی اور اس طرح روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے تھے عورتوں کو اس بات کا کہ غسل کریں کہ گھولیں جو پانی اپنی سو حضرت عائشہ سے کہا تعجب ہے عبد اللہ بن عمرو حکم کرتے ہیں عورتوں کو چوٹی کھولنے کا کیا نہیں حکم کرتے تو انکو کہ مندا اللہ میں دوسرا تحقیق میں اور حضرت غسل کرتے تھے ایک برتن اور دین میں یاد کرتی تھی میں ہوں پر یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور ایسا ہی غسل حضرت سے ہو چکا کہ ایک روایت میں کہ یہ بھی کہ کیا میں کھولوں چوٹی کو واسطے حضرت نے نہیں فرمایا حضرت نے نہیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں **ص** اور یہ صورتیں جب میں کہ بال حرکت گئے چھوئے ہوں اور لیکن جب کھلے ہوں تو کھو دھو کر فرج میں جیساکہ روایت کی کہ کھو کر فرج میں اور اگر کوئی چوٹی ہاتھ کو کھولنا واجب ہے اور وضو کرنا بھی واجب ہے لیکن اگر نہ ہو تو وضو کرنا بھی واجب ہے لیکن اگر نہ ہو تو وضو کرنا بھی واجب ہے

فصل بیان میں ان چیزوں کے غسل لازم آتا ہے

اور انکو جو غسل کے تین ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں **ص** پہلے ٹخنہ منی کا اپنی جگہ سے کو کر کے کشو سے لگا کر بغیر ہوس کے

۱۔ پیر سے نماز

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک واجب اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی یعنی نماز پانی سے یعنی منی کے نکلنے سے ہر روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی بانی ہے جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام الثانیۃ النساء قین لا لک تراہی اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تقدیر بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے کہا او ضحون حدیث بیان کی ہے ابو حنیفہ نے کہا او ضحون حدیث بیان کی ہے ہمسے مکرر نے انھوں نے عبدالبر بن علی سے انھوں نے اپنی ماں سے کہ پوچھا او کی ماں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر زنی کو اگرچہ اور تخریق کہ ایک ہی ہے اور ایک ہی اور ایک ہی لیکن مذی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سونا ظاہر ہو جاوے اسکے اوپر کچھ یعنی کچھ پانی تو دھو کر اپنے کو اور خضیوں کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن ج دی تو وہ ہوتی ہے بعد پیشاب کے دھو کر اپنے کو اور وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن جی تو وہ پانی ہر اوس سے شہوت ہے اور اوس میں غسل ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں قتادہ اور دیگر سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط عرصہ سے شہوت نکلے اگر چہ وقت بدلتا ہے شہوت نہ تو اگر منی اپنی جگہ نہ رہے شہوت چھوٹ جاتی ہے اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عرصہ کا تھا یا یہاں تک کہ شہوت جاتی رہتی ہے اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلے امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر قیہ منی نکلے طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور ایسا ہی اگر خواب میں ہووے غسل واجب ہوگا اور مرد عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو حتمام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری دیکھے غسل واجب ہے اور میں نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا مادی کا **ف** اگر کوئی فی ایسا نہ ہو یعنی جاگ کے غلط پانی دیکھا تو اسکا بیان آگے آتا ہے اور اگر سوتے میں یہ باتیں نہ سمجھیں تو اسکو حتمام کہتے ہیں تو اس صورت میں اگر تری دیکھے کہ غسل واجب ہوگا برابر ہو کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کما ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاکھتا ہر حق سے ہو کیا عورت پر ہر جگہ دیکھے غسل فرمایا کہ مان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث کا لفظ روایت کیا انس رضی اللہ عنہ کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے دیکھے خواب میں جیسا کہ دیکھتا ہے وہ خواب میں سو رہا تھا آپ نے کہ جیہا و اس سے چوتھا میرے دو سوا بیٹے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نو سوئی شرح مسیح بن سلم بن کہا ہے کہ منی اسکا لین کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جب اوس سے منی نکلتی ہے غسل کرنا ہے اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر ہے کہ جب حتمام ہو اور تری دیکھے غسل لازم آوے گا اور روایت کیا ابن ماجہ اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جگہ کہ تم میں کا خواب میں اور تری دیکھے اور حتمام اسکو یاد نہ ہو غسل کرے اور جب یاد کرے حتمام کو اور تری دیکھے تو اس پر غسل لازم نہیں کہ وہ سوا بیٹے میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتہ عورت بیچ خواب کے چوتھا میرے دو غسل کرے روایت کیا اسکو سب نے اور ایک روایت میں بنو خولہ بنی حکیم رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے عورت پر غسل بیان تک کہ انزال ہو جیسا کہ نہیں مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتوں میں سے

اور انزال کرتے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو بخیر روایت نقل کی ہو کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب میں اور تر ہو سکے تو غسل واجب ہو اور اس کو شمس المائر نے کہا کہ اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل اس کی یہ ہے کہ روایت ہر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بخیر روایت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ عورت دیکھے جب خواب میں بخیر روایت ہے تو فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب دیکھے تو غسل کرے تو جواب دے گا یہ کہ اس سے جو مرد دیکھتا ہے یعنی اسی بھی دیکھے جیسے کہ دوسری روایت میں تصریح آیا انہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب دیکھے پانی کو واللہ اکمل وجعلکم آتئم ص دوسرے روایتوں میں ہے سزا کا قبل یا دبر میں اس صورت میں غسل دونوں یعنی فاعل مفعول ہر دو واجب ہو گا **ف** کیونکہ روایت ہر سنن ابن ماجہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب کہ حاجہ میں دونوں ختنے غسل واجب ہو گا یہ روایت کیا طحاوی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب ملے تھے دونوں ختنے نہاتے تھے اور صحیحین میں روایت ہوتی ہے ہر رہہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب کہ تھکے ایک تمہن کا درمیان چاروں کو نوک یعنی اپنی خودت کے پھر حاجہ کے اس سے تو تحقیق کہ غسل واجب ہو اور اگرچہ انزال ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اطہرین ہر دو مانند اس کے اور روایت کیا ایسا ہی ترمذی عائشہ رضی اللہ عنہا اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کیا شہر ازہی القابی میں منہ سے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول ان کا اور روایت کیا دارقطنی نے افراد میں ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب تھکے تھکے سے انزال ہو یا نہ تو تحقیق کہ غسل واجب ہو اور سعید ابن مسعود نے اپنے بیٹے سے مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث بدلتے میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب تھکے تھکے سے اور غائب ہو جاوے تو تحقیق غسل اس میں واجب ہو انزال ہو یا نہ تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے واسطہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن ہب سے مسند اپنی میں اور روایت کیا احمد نے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب کہ تھکے تھکے سے اور چھپ جاوے تو تحقیق کہ غسل واجب ہے اور روایت کیا ابی ہریرہ نے اپنی مصنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس حدیث کے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ پانی بی غشی ملانی سے یہ بی غشی نکلنے سے یہ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور سلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ تو جواب دے گا یہ کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اب یہ حدیث منسوخ ہو گئی اس سے سحر روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے آتی نیتے کہ اب رضی اللہ عنہ کہ فرمایا انہوں نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے یہ تھا حضرت اول اسلام میں پھر منع کیا گیا اس میں غیبت جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسامعی نے کہ صحیح ہے اور پر شرط بخاری اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابن ماجہ اور دارقطنی نے تصدق کیا اور کہا کہ نہ ہر بی غشی نہ اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ بن حجر نے کتاب ابو داؤد میں ایسا واقع ہوا کہ معلوم ہوتا ہے اس سے یہ حدیث منقطع ہو تو جواب دے گا یہ کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اس واسطے کہ فقہ جب کہ کہ خدیجی جگہ لکھنے سے یا اس سے جس میں غشی کی حدیث صحیح ہوگی اور یہ بات کو سند اس کو منقطع ہو گیا نہ کہ اس حدیث میں سند ابو داؤد کی حدیث کے واسطے سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی حدیث کی اس سے جواب اعتراض دفع ہو گیا وباللہ التوفیق یہ چیز انہی میں صحیح ہے کہ غشی ملانی سے اگرچہ نہ اس سے کہ نہ کہ حدیث نے فرمایا کہ اگرچہ اس حدیث میں اس حدیث کی روایت کیا اس کو مانند اس کے ابن ماجہ اور

اور ترمذی نے عارضہ رضی اللہ عنہما سے اور مرد و عورت سب سہین برابر ہیں اور جب حضرت علی علیہ السلام نے مطلق تری رشتہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا کئی کئی نودون میں تری ہوتی ہو اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل منی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب دیگر گذری فقط **ف** تجھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا لگے اور بیگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو تو غسل کرے اور سپر فرض ہو اور عیالک واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَقْرَبُ نَجَسٍ حَتَّىٰ يَطْهَرُ كُنَّ سَاتِمَةً شَدِيدَةً لِّمَلِكٍ اور مالک کے معنی قریب ہونے سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قریبیت عاصم اور کسان کی ہے اور امام مالک پر رشتہ منی کے نزدیک اس قرار دیا اور جب یہ آیت تفسیر پر مبنی جاتی ہے معنی ہی ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت نو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو سبب اس بات کے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْمَعُ اَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری مگر اہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی حاتم اور حافض ضیاء اور ابن جریر و ابی حاتم اور ابی نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی شیمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بھرہ بخاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم جعین اور حضرت عبد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو نیز ابو داؤد و طحاہسی اور ابی نعیم و ابی یحییٰ نے اور روایت کیا احمد و مسلم نے کہ کو فَعَلَّاهُ اللَّهُ اَعْلَمَ وَجَلَّ اَتَوْصُ اور اگر عورت کا غرض بعد از قطع منی بند ہو تو خون کے مسلمان ہوئی غسل اس کے اوپر واجب ہوگا اور بعد از جنبہ کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار باتوں کے دلی کرتے سے غسل واجب اور غسل مستحب ہے واسطے جسے کہ معنی نماز جسے کہ نہ واسطے دن جسے کہ اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی امام ابو نعیم سے کہ نزدیک غسل دن جسے کہ مسند ہے اور یہی روایت ہے احمد امام مالک کے نزدیک جب ہے امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن جابر ترمذی اور زوطا اور ابن ہشامی بن عبد اللہ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو کوئی کہ آٹھ رقم میں سے دن جسے کہ تو چاہے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابو ہریرہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ غسل جسے کہ واجب ہے ہر بالغ پراور سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چھ ایک جسے کہ جموع کے لڑکے اور مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انا و انھو نے کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور ہر بالغ کے مانند غسل جماعت اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم بن کنی القونین اور کہا محمد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھو نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہ بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیل اس کی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور جماعت میں کہ واجبین حجت پر تہ ہیں اس سے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور یحییٰ اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدلال میں ہر عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جس نے وضو کیا دن جسے کہ تو خوب کیا اور جسے غسل کیا

اور ترمذی نے عارضہ رضی اللہ عنہما سے اور مرد و عورت سب سہین برابر ہیں اور جب حضرت علی علیہ السلام نے مطلق تری رشتہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا کئی کئی نودون میں تری ہوتی ہو اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل منی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب دیگر گذری فقط **ف** تجھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا لگے اور بیگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو تو غسل کرے اور سپر فرض ہو اور عیالک واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَقْرَبُ نَجَسٍ حَتَّىٰ يَطْهَرُ كُنَّ سَاتِمَةً شَدِيدَةً لِّمَلِكٍ اور مالک کے معنی قریب ہونے سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قریبیت عاصم اور کسان کی ہے اور امام مالک پر رشتہ منی کے نزدیک اس قرار دیا اور جب یہ آیت تفسیر پر مبنی جاتی ہے معنی ہی ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت نو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو سبب اس بات کے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْمَعُ اَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری مگر اہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی حاتم اور حافض ضیاء اور ابن جریر و ابی حاتم اور ابی نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی شیمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بھرہ بخاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم جعین اور حضرت عبد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو نیز ابو داؤد و طحاہسی اور ابی نعیم و ابی یحییٰ نے اور روایت کیا احمد و مسلم نے کہ کو فَعَلَّاهُ اللَّهُ اَعْلَمَ وَجَلَّ اَتَوْصُ اور اگر عورت کا غرض بعد از قطع منی بند ہو تو خون کے مسلمان ہوئی غسل اس کے اوپر واجب ہوگا اور بعد از جنبہ کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار باتوں کے دلی کرتے سے غسل واجب اور غسل مستحب ہے واسطے جسے کہ معنی نماز جسے کہ نہ واسطے دن جسے کہ اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی امام ابو نعیم سے کہ نزدیک غسل دن جسے کہ مسند ہے اور یہی روایت ہے احمد امام مالک کے نزدیک جب ہے امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن جابر ترمذی اور زوطا اور ابن ہشامی بن عبد اللہ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو کوئی کہ آٹھ رقم میں سے دن جسے کہ تو چاہے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابو ہریرہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ غسل جسے کہ واجب ہے ہر بالغ پراور سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چھ ایک جسے کہ جموع کے لڑکے اور مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انا و انھو نے کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور ہر بالغ کے مانند غسل جماعت اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم بن کنی القونین اور کہا محمد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھو نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہ بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیل اس کی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور جماعت میں کہ واجبین حجت پر تہ ہیں اس سے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور یحییٰ اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدلال میں ہر عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جس نے وضو کیا دن جسے کہ تو خوب کیا اور جسے غسل کیا

اور ترمذی نے عارضہ رضی اللہ عنہما سے اور مرد و عورت سب سہین برابر ہیں اور جب حضرت علی علیہ السلام نے مطلق تری رشتہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا کئی کئی نودون میں تری ہوتی ہو اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل منی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب دیگر گذری فقط **ف** تجھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا لگے اور بیگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو تو غسل کرے اور سپر فرض ہو اور عیالک واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَقْرَبُ نَجَسٍ حَتَّىٰ يَطْهَرُ كُنَّ سَاتِمَةً شَدِيدَةً لِّمَلِكٍ اور مالک کے معنی قریب ہونے سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قریبیت عاصم اور کسان کی ہے اور امام مالک پر رشتہ منی کے نزدیک اس قرار دیا اور جب یہ آیت تفسیر پر مبنی جاتی ہے معنی ہی ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت نو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو سبب اس بات کے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْمَعُ اَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری مگر اہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی حاتم اور حافض ضیاء اور ابن جریر و ابی حاتم اور ابی نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی شیمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بھرہ بخاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم جعین اور حضرت عبد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو نیز ابو داؤد و طحاہسی اور ابی نعیم و ابی یحییٰ نے اور روایت کیا احمد و مسلم نے کہ کو فَعَلَّاهُ اللَّهُ اَعْلَمَ وَجَلَّ اَتَوْصُ اور اگر عورت کا غرض بعد از قطع منی بند ہو تو خون کے مسلمان ہوئی غسل اس کے اوپر واجب ہوگا اور بعد از جنبہ کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار باتوں کے دلی کرتے سے غسل واجب اور غسل مستحب ہے واسطے جسے کہ معنی نماز جسے کہ نہ واسطے دن جسے کہ اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی امام ابو نعیم سے کہ نزدیک غسل دن جسے کہ مسند ہے اور یہی روایت ہے احمد امام مالک کے نزدیک جب ہے امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن جابر ترمذی اور زوطا اور ابن ہشامی بن عبد اللہ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو کوئی کہ آٹھ رقم میں سے دن جسے کہ تو چاہے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابو ہریرہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ غسل جسے کہ واجب ہے ہر بالغ پراور سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چھ ایک جسے کہ جموع کے لڑکے اور مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انا و انھو نے کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور ہر بالغ کے مانند غسل جماعت اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم بن کنی القونین اور کہا محمد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھو نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہ بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیل اس کی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور جماعت میں کہ واجبین حجت پر تہ ہیں اس سے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور یحییٰ اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدلال میں ہر عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جس نے وضو کیا دن جسے کہ تو خوب کیا اور جسے غسل کیا

نیک کیا اور غسل افضل ہے کہ ترمذی نے کہ اس باب میں روایت ہوائی ہریرہ اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہ کما حدیث  
 عمر رضی اللہ عنہ کی حسن ہے اور روایت کیا ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد و جریم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سوچا کہ اگر عمر رضی اللہ  
 عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے آئے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھ کو مشغول کیا تھا آج کے  
 روز اور میں گھر نہیں گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سنی ہو سی راہ میں مسجد میں آیا اور کچھ دیر تک بیٹھ کر واسطے وضو حضرت  
 رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فقط وضو ہی تم نے کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ ٹوٹے اور نماز پڑھی  
 اور عمر رضی اللہ عنہ نے ٹوٹنے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ثابت ہے  
 کہ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہیں اور  
 لیکن غسل بادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہو اسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص کرے تو کچھ اور سپر واجب نہیں آخر حدیث  
 اور کہتے ہیں کہ مرد واجب ہے اور حدیث میں ضروری ہے نہ واجب اصطلاحی تھی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطن لکھا ہے  
 اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد بن عمار عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد  
 والفعل من الحجامة والغسل من العیدین قال ان اغتسلت فحسن وان تركت فليس عليك  
 الحکم ثبت یعنی خبری مجاہد بن ابان بن صالح نے انھوں نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا بیٹے  
 ابراہیم غمی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہے اور اگر ترک کرے تو کچھ  
 تیرے اور نہیں اور بھی روایت کیا صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی  
 علیہ وسلم نے جس نے کہ وضو کیا سچا کیا وضو کو پھر آیا جسے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ بختا جائیگا اسکے لیے جو کچھ کہ در بیان  
 اسکے اور در بیان جمعے کے ہے اور زیادہ ترین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد ابی جابر روایت کیا ہے سند اسکی صحیح ہے  
 میر نزدیک اور روایت کیا بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور ترک  
 کرتے تھے اسکے اور اس حدیث بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے واللہ اعلم اور کچھ بیان اسکا باب جمع میں آویگا اور اس جگہ  
 بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا اور کمالی طول سے نہیں **ص** دو شکر و نو ن عیدوں کے واسطے یعنی عید فطر اور عید اضحیٰ  
**ف** جانا چاہیے کہ عید پر غسل میں کئی حدیثیں ہیں لیکن ضعف خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے فاکہ بن سعد رضی اللہ  
 عنہ سے کہ صحابی ہوا اور کمال مشہور ہے کہ انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن خوار و روز  
 عرفے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور سنن ابن ماجہ میں اور مسند بزار میں بھی مزی  
 شیخ ابن اللہ نے کہا کہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نو سوچی اور روایت کیا ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ  
 تھے حضرت کہ غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحیٰ کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا  
 کہ زیادہ بن شمر نے کہا ایک قوم کو کہ جو غسل سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تسبیح دیکھا کہ یہ تم غسل نہیں کرتے سوچو عید  
 روایت کیا اسکو ابن سعد اور ابن عساکر نے اور کہا صحیح ہے عید سے اور زیادہ کہنا محفوظ نہیں انتہی تو اس میں یہ کلام ہے کہ اگر

کی روایات کا بھی اعتبار نہیں جب تک رجال سند معلوم نہ ہوں اور اگر احادیث ضعیفہ بھی ہو کر تھیں ان کتابوں میں اور  
محمد الدین فردوسی لکھا ہے کہ اس باب میں دو حدیثیں آئیں ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی  
جو دونوں حسنہ اور فصل ہیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہے کہ جیسے سوا حدیث عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث ابن  
میں نہیں باقی البتہ روایت ہی موطن میں ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل  
کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائیں لیکن یہ بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذرا سی بات  
بھی جو حضرت نے نہیں کی ہوتی تھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروز  
نے کہا لیکن حکم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اَنَّہُ کَانَ یَغْتَسِلُ لِکُلِّ عَمِیدٍ وَ شِدَّةٍ مُّبَالَغَةٍ لِمُنَابِقَةِ الشَّيْئَةِ  
یَقْتَضِي اَنَّ الْحَدِیْثَ فِیْ هَذَا الْبَابِ صَحِیْحٌ یعنی صحیح ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور  
شدت مبالغہ اور واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہے اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح ہے فقط واللہ اعلم اگر کوئی کہے کہ روایت کی  
ترندی اور داری نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہے کہ حضرت نے کپڑے اتارے واسطے چاند او سیکے کے اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا  
اور کثابت ہونا ہی تو جواب یہ کہ عموم میں نہیں بلکہ اس سے یہ سمجھا تا ہے کہ ایک بار کیا تو غسل سخت جاوے گا کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الکمام  
فتح القدیر میں ہذا ما ظہر سیلے اَلَا نَ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا صَحِیْحًا واسطے احرام کے  
ف احرام کے واسطے غسل کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک سنون ہوا روایت میں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان اس کا حج کے  
باب میں آوے گا ص چوتھے دن عرفہ کے ف کیونکہ اوپر ہم نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن چھٹے  
اور غیر اور عید غرور عرفہ کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابوداؤد اور احمد بن محمد بن حنبل نے اور یحییٰ بن

### باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہے اور جس سے جائز نہیں

جائز ہے وضو نہ کہ پانی سے اور جس سے یعنی زمین پانی سے مثل کوئین وغیرہ کے ف اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَيَذَرُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّیَطْفِفَ بِکُمْ بِہُ یعنی اور اللہ تعالیٰ اور اتار تا ہے پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اور اس سے  
اور فرمایا وَ اَنْ لَّنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا اور اتار تا ہے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں آسمان  
کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی پاک ہونے پر کوئین زمین دلیل ہے جو روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہم  
کہ چونچا گیا حضرت سے کہ کیا وضو کرین ہم کو میں بضاعت سے اور وہ کوٹوان ہر کو ڈالے جانے میں کہتے کہ اگرچہ جیسے کہ ابوداؤد و حنبل  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں نہیں کرتی ہے اسکو کوئی چیز جو حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القفل  
رحمۃ اللہ علیہما اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نہ جاست پر اس کے دلیل اجماع ہے جیسا کہ آگے آوے گا اور پہلے میں جو حدیث لکھی ہے کہ  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں نہیں کرتی اسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا خورہ اسکا تو روایت کیا  
اسکا یہ بھی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ آگے آوے گا اور پانی مہیا کے پاک ہونے پر دلیل ہے کہ روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ  
اور ابوداؤد اور نسائی نے تحقیق کیا ایک شخص نے جو چھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو اہل بیت ہیں  
میں اہل بیت میں اپنے ساتھ پانی توڑا تو اگر ذکر کرین ہم سے ہوں کیا وضو کرین ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دیا پاک ہر پانی اور کھانا اور حلال ہر مردہ اور کھانا ترندی نے کہ پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کون کہا ہے  
 کہ حدیث صحیح ہے اور باقی تفصیل اس کی خوشیخ ابن ابی شامہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں لکھی ہے **ص** اور برف کے پانی سے  
 اگر چاہا ہوا ہو اور اگر چاہا ہو تو جائز نہیں **ف** کیونکہ جس برف میں برف ماند پانی کے ہو تو حکم اور کھانا پانی کا سا ہو وضو  
 جائز ہوگا اور جس صورت میں جمی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہے **ص** جائز ہے  
 وضو اس پانی سے جو رکھے رکھے بدبودار ہو گیا ہو یا اٹھ کے کسی پاک چیز پر مثل خاک یا اشیان یا صابون یا عطران کے  
 بل یا ہوا **ف** اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہے اور روایت کیا نہائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا  
 روز فقہ کے ایک بزرگ کے او میں ان کے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو  
 کہ بالکراؤ اس سے مقصود ہو تو وضو اس سے جائز ہے مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے مستطابا کا کھارے اور اس کی رقت اور سیلا  
 یعنی بہنے کو کھوے تو وضو اس سے جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی ہو یعنی اس سے پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اس کو وضو نہیں  
 ہیں ایک روایت میں غلبہ شرط ہے یعنی اگر غلبہ پانی پر نہ کرے تو وضو جائز ہے اور ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے غالب ہو چاہے  
 نہ ہو وضو اس سے جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم چھین وضو اس پانی سے جائز نہیں اگرچہ  
 غالب ہو **ف** اور احتیاطاً اس میں جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے **ص** اگر پانی جاری میں کوئی چیز غرق ہو جائے  
 اور انرا وضو کا یعنی رنگ بومرہ نہ ہو وضو اس سے جائز ہے **ف** اس واسطے کہ نجاست اور سمین شہر کی بلکہ بجائیگی ایسا بھی  
 ہر ایک میں اللہ اعلم البواب **ص** پوشیدہ ہے کہ جاری کسی کو کہتے ہیں علم کا اسمین مختلف ہر وضو کے نزدیک پانی جاری کا  
 کہتے ہیں کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجائے **ف** اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہے اور وضو کے لکھ جاری ہو جو کسی  
 لوگ جاری سمجھیں اور اس کو درختاں میں میں اختیار کیا ہے اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ جاری اسے کہتے ہیں کہ طلق جریان او میں پایا  
 جاتا ہو اگرچہ کسی بھی نہایت ہو واللہ اعلم **ص** تو اگر تندی اوپر روکی جاوے اور پانی رسان نہ مان نکلتا ہو وضو اس سے جائز ہو  
 کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہے اس طرح پر وضو کر کے پھر پانی مستعمل کو نہا وضو یا وضو چلن  
 اتنی دیر کر کے کہ پانی مستعمل جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاوے گا **ف** کیونکہ پانی مستعمل نجس ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ  
 نزدیک اور اس کا ذکر آگے ہم کریں گے **ص** اگر عرض وہ وہ کہ ہو اور ایک طرف او میں پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے  
 نکلتا ہے تو ایہ طرف میں اس سے وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** در مختار میں ہے **ص** یعنی ایہ فتویٰ ہے  
**ص** اور وضو کے نزدیک اگر جاری چار ہی دیکھ تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بدبودار ہو کہ او وضو  
 ہو جاوے کہ وضو کی نجاست ہے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم نہ ہو تو وضو جائز ہے کیونکہ کہیں ہو بسبب یادہ رکھنے کے  
 ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور اگر مردان گناروان ندی میں پڑا ہو اس کے عرض کو بند کیا اور پانی نہ گئے کے اوپر جاری ہے اگر وہ  
 پانی جو کہتے سے ملا ہو کہ اس پانی سے جو کہتے سے الگ ہو اس کے نشیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے فقہ ابو حنیفہ  
 نے کہا ہے کہ سنہاسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہیں بلکہ وضو اس سے وضو کرے  
 کچھ نہیں اور اگر پانی میں ایسا جاوے کہ پانی میں پیدا ہو تا ہو اور او میں جیتا ہو جیسے مچھلی اور مینہ کی وضو اس سے جائز ہے



**ف** ان چیزوں کے مرنے سے اس واسطے پانی نہیں نجس ہوتا کہ ان جانوروں کی جگہ بھی پانی ہو ایسا ہی اگر کیا صاحب ہائے  
 اور قافلہ رخصتی سرے کے اس کے لازم آیا ہو اگر درندہ خشکی میں ہو تو چاہے کہ نجس ہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی پر لیکن اس کا جو  
 یوں ہو سکتا ہو کہ معدن مراد وہ ہو کہ غیر اس کے جی نہیں مکتا اور ایسا معدن درندہ کا خشکی نہیں واللہ اعلم اور دوسری دلیل  
 ہر ایسے میں اس کی ہر گھسی ہو کہ انہیں خرد نہیں کیونکہ جو جانور کہ دوسری پانی میں نہیں ہوتا اور جب خون نہ ہو تو پانی نجس ہو گا کیونکہ خون  
 نجس ہے والا کاشیخ ابن ابراہیم نے اہم هذا التکلیل هو الخمر اور اگر پانی کے سوا اور میں مثل سرکہ وغیرہ اگر چہ نہیں مر جانور  
 تو بعضوں نے کہا کہ سوا مچھلی کے اور میں نجس ہو گا اور فضول کہا ہے کہ کسی میں نجس ہو گا اور یہی مجمع ہے کہ فی المداہیہ **ص**  
 اگر پانی میں ایسا جانور مر جس میں بہت خون نہیں جیسے چھپرہ اور کھی وضو اس سے جائز ہے کیونکہ خون جو نجس ہے وہ بہتا ہی خون ہے  
**ف** کیونکہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کہ جب تمھارے پانی میں کھی اگر بڑے تو چاہے کہ اس کو ڈبو چھروں کو کھال  
 اس واسطے کہ ایک پر میں اس کے مرض ہو اور دوسرے میں شفا ہو روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
 اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کھیاوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ دلیل لا تاؤس  
 اچھا ہے جو دلیل نے میں صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے بھی حلال ہے کھانا اس کا اور پینا اس کا اور وضو اس کے  
 اور پوری حدیث چون کہ روایت کی داؤد قطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا چھروں کو  
 اوس میں نہ جانور جس میں خون نہیں اور چھروں کو میں تو وہ حلال ہے کھانا اس کا اور پینا اس کا اور وضو اس کے کھانا داؤد قطنی نے نہیں فرمایا  
 اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہے شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ  
 بقیہ میثاقہ کا ہے روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن نمیر اور کعبہ اور داؤد  
 اور اسحاق بن ابویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اس سے بجاؤت مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے میں کہنا ہوں کہ پوچھ گچھ  
 بھی میں نے سمجھ لیا اور اسمعیل بن عیاض سے کہ کھانا کھانا کھانا یعنی دو دونوں اچھے ہیں اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بقیہ میرے  
 نزدیک اچھا ہے اسمعیل بن عیاض سے اور سعید بن شیبہ کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اسکو خطیب نے اور کہا کہ نام و ذکر پاک  
 عبد الجبار ہے اور وہ ثقہ ہے تو اب جالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اس کے حسن ہے کہ نہ ہوگا اسکو معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث  
 جو اوپر عنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہے واللہ اعلم **ص** اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی نجس ہو جاتا ہے  
**ف** اور قول اول جنہ بلام صاحب کا صحیح ہے **ص** جو پانی درخت یا سب سے پھر تر جاوے جیسے پانی ریح کا درخت  
 پھر تر جاتا ہو اور پانی سید لوز انار کا کہ سب سے پھر تر جاتا ہو وضو اس سے جائز نہیں اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہے **ف**  
 کیونکہ اس پر پانی مطلق نہیں ہو لاجا تا ہو شاکوئی سرکہ ہے تو یہ نہیں کہا جاوے گا کہ فلا نے پانی پیا اور قرآن شریف میں حکم ہے  
 کہ جب پانی پیا تو تم تم کو **ص** اور وضو اس پانی سے جس پر کوئی چیز غالب جاتے اس طرح کہ پانی کو اس کی طبیعت سے کھال دیکھ  
 یا کھانے کے سبب غالب ہو جو کہ جیسے کہ پانی باقلہ کا **ف** ہر ایسے میں جو کھاتے کے پانی سے ملو وہ جو پانی نہ لگاؤ گی  
 اور پر کوئی چیز پکانے کے جب **ص** یا شور یا باثر نہیں اور اگر پتے درخت کے پانی میں بڑے اور اس کا رنگ یا کوئی وصف ہو گیا  
 وضو اس سے جائز نہیں کیونکہ وہ مانند پانی باقلہ کے ہے **ف** ہر ایسے میں جو پانی بغیر کھنے کے بدل گیا ہو تو اس سے وضو جائز

جامع  
 جامع  
 جامع

اور باطل کے معنی جو صاحب ہادیہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں لیجے واللہ اعلم **ص** اور جو بانی سنا نہیں سنی ہیں  
 اگر نجاست پڑی ہو یا ہرچہ کہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اوس سے جائز نہیں **ف** جانا یا یہ کہ یہاں تین مذہب ہیں پہلے تو یہ کہ  
 بانی جو جاری نہیں اوس میں اگر نجاست پڑی تو نجس ہو جائیگا یا بانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ عوض دہ درہ ہو اور اسکا ذکر الگ  
 آویگا تو اس حدیث میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے و نیز مذہب یہ کہ اگر دو پچھل بانی ہو تو نجس ہوگا اور یہ مذہب  
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کی ہے اور تیسرا مذہب یہ کہ بانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وضعت ہو یا بانی نجس ہوگا اور  
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور امام عظیم صاحب حدیث علیہ السلام کی دلیل یہ کہ روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی  
 اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا بیچ پاک  
 بانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اوس میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے چچ بانی دائم کے اور جو چھوٹ  
 کما کس طرح کرے ایسا ہر یکہ کہ اسے اوس لینے کر یعنی کسی رتن سے مثلاً لیکر اپنے اوپر بانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ہے بانی  
 میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ابن جوف کہ مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے  
 کئی طریقوں سے اور بخاری نے بھی اور چاروں علوین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا  
 کہ جو بانی جاری نہیں ہو نجس ہو جاتا ہو والا منع کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور بھی روایت صحیح میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے اپنے خواب سے سوٹھے ہاتھ اپنا بیچ برتن کے یہاں تک کہ دھو کر اسکو تین بار کو نہ دھو جائے  
 کہ کہاں ہا ہاتھ اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے  
 اور کما کہ حسن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہوا ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی  
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایت ہے یاسکی کوئین کے باب میں اوس کی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے  
 کہ روایت ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کما انھوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس بانی سے جو کہ ہوتا ہو جگلوں میں  
 اور پیتے ہیں اوس سے بانی چارہ پئے درندہ فرمایا آپ نے کہ جب ہو بانی قلتین نہ اوٹھا سکا نا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد  
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن جہان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی  
 عنہما اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے  
 اول کتاب میں چونکہ سندوں میں اس لفظ سے لائے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِينَ قُلَّةً یعنی جب ہو بانی  
 چالیس قُلَّةً اول ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں  
 کہ بیچیں ہے اور بعضوں میں اَلَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ اور پینتا البیس اور طریقے ہیں ایک اور میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ  
 اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ كَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے  
 ساتھ اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا اَلَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض  
 روایتوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور چالیس قلوں کی روایت ابن مسکد نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہر قلتین اوٹھانا یعنی قلتین ہوں یہاں

اور بھی روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہنچ جائے پانی چالیس قبضہ پینے سے  
 رکے گا نجاست کا اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں خط کیا اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری اور سیوطی اور سکا اسناد رکھا گیا  
 اور کہا روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو عقیل نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ  
 صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال اذا ابلغ الماء اربعین قسطاً لم یجس یعنی جب پینے پانی چالیس قسط تک پہنچے گا  
 اور بعض روایتوں میں ہر اربعین عمر با اور بعضوں میں اربعین دلو اسو اس حدیث کے لفظوں میں غلط ہے اور بھی بعض  
 حدیثوں میں آیا کہ لا یجس شئ اور بعضوں میں لم یجس الخبث اور بھی سند میں اسکی اختلاف سے اختلاف ہوا فی اسناد  
 کہی تو کہتے ہیں عن الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر اور بھی کہتے ہیں عن محمد بن جعفر بن  
 الزبیر اور جواب اسکا یہ ہے کہ جابر کہہ کر ابی اسامہ نے دونوں سے سنا ہوا اور بھی اس حدیث میں ابی اسامہ نے کہا  
 عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور وہ یَعْلَمُ اللہُ یَعْلَمُ اللہُ بنی عمر اور اسکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں بیٹے  
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں اور دونوں نے روایت کیا ہوگا اور بھی ان حدیثوں میں ایک حدیث  
 میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وسلم اور ایک میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وسلم عن النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور جواب اسکا یہ ہے کہ جابر کہہ کر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے بھی سنا ہوا اور آپ بھی سنا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 لیکن غلط لفظی اس حدیث میں بیشک بہت ہے کسی میں ہر قلتین او ثلثا کسی میں ہر اربعین قسطاً کسی میں ہر اربعین قسطاً  
 کسی میں ہر اربعین دلو کہا امام طحاوی نے ولانہ ذوی قلتین او ثلثا علی الشک یعنی ترک کیا ہے حدیث قلتین کو  
 اسواسلک کہ روایت کی گئی ہے دو قسط اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلوں کی روایت ضعیف ہے تو اعتبار اسوی و قلتین کا ہے جو اکثر روایات  
 میں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ دارقطنی نے تو مسندوں میں اربعین قسط ذکر کیا ہے اور بھی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور  
 ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور غلط لفظی تو اس میں پایا گیا اور غلط معنوی ہے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ  
 اور کہا ہے کہ ایک حدیث میں ہر اربعین قسطاً یعنی چالیس قسط اور ایک میں اربعین قسط یعنی چالیس قسط اور کہا گیا نجاست کو  
 یعنی جس سے نجاست نہ پھیلے کیونکہ اکثر روایات کے معنی کہ نجاست ہے اور بعد ہر قسط نجاست کا موقوف کرنا قلتین چوبیس قسط تک نہیں  
 والد علم لولیک غلط ہے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی اسمین بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صاحب ہائے ضعیف  
 ضعیفہ ابو داؤد اور بعض نسخہ ہائے میں فی سند بھی ہے اور وہ غلط ہے کیونکہ سنن میں ابوداؤد کہیں اسکا ذکر نہیں  
 کہا شیخ ابن الہمام وقیل لعلہ فی غیر سندہ یعنی کہا گیا کہ غیر سنن میں ابوداؤد کے ہے والد علم اور کہا شیخ ابن الہمام نے  
 فتح الباری میں ومن ثم ضعیفہ الحافظ بن عبد البر والفاضل اسمعیل بن علی الحنفی و ابو یوسف  
 بن العربی المالکیون یعنی جنہوں نے ضعیف کیا اس حدیث کو او عین سے ہیں حافظ بن عبد البر اور فاضل اسمعیل بن ابی  
 اور ابو بکر بن العربی مالکی لوگوں نے یعنی ان لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور بالغ میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حدیث  
 القلتین یعنی روایت ہے ابن المدینی سے کہا انہوں نے ثابت نہیں ہوتی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاسم نے سفر السعادت میں  
 باب اذا ابلغ الماء قلتین کہ یجس الخبثا قال جماعة کہ یصح فیہ حدیث یعنی باب قلتین میں کہا جاتا ہے



[illegible]

سید مرین سخاوت  
سید مرین سخاوت







کہ نہیں جرح ہو ساتھ اس کے جب تک کہ نہ بیٹا اور سکا مزہ یا بویارنگ اور یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ مجاہز ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو جہت اہل  
چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستیذان  
اور بیشک الاستیذان ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو والداعلم اور  
ماہل ان سب تحقیقات کا یہ ہے کہ غریب ضعیف کا اس باب میں بہت احوط ہے اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو  
تامل سے دیکھ اور جلدی نہ کرنا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی والداعلم **ص** مگر یہ کہ وہ درود ہو اور نہ کھل جائی ہو زمین چلو  
لینے سے تو حکم اس کا حکم پانی جاری کا ہے تو اگر اتنا پانی ہے کہ چلو لینے میں نہ کھل جائی ہو زمین چلو لینے سے تو اگر اتنا پانی ہے کہ چلو لینے میں نہ کھل جائی ہو زمین چلو  
جائز نہ ہو گا اور اس جگہ پر جان نجاست ظاہر نہ ہو تو اگر نجاست وہ درود پانی میں نہ کھلائی دیتی ہو نہ وضو کرے مقام نجاست  
میں بلکہ دوسری جانب سے اور اگر کھلائی نہیں دیتی وضو کرے سب جانبوں سے اور جان پانی مستعمل گرا ہو وہاں بھی وضو جائز  
مگر اگر حوض وہ درود ہو **ف** اس جگہ پر بھی اسنہ رحمۃ اللہ علیہ اعتراض کیا ہے اور جواب اسکا شرح وقایہ عربی میں  
مذکور ہے لیکن صحیح یہ بات ہے کہ وہ درود کی تقدیر متاخرین واسطے عوام کے کر دی ہو اور معتبر یہ ہے کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو  
اوپر عمل کرے تو اگر اسکا گمان یہ ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پونچھی ہے تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ زمین اور دیوار  
جیسا کہ بیچ غنایہ وغیرہ کے ہے اور یہی ظاہر روایت ہوا ام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے  
اور تحقیق کیا بیچ بھر کے کہ یہی مذہب ہے اور اسی پر عمل کیا جاوے گا اور وہ درود کا اندازہ کہ کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں  
اور جو جواب صدر الشریعہ نے دیا ہے رد کیا گیا ہے مضمون درمختار کا ہے اور وہ درود اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے جس گز  
اور سب ملکر سو گز ہو جائے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور اگر معتبر کر کر پاس کا ہو اور وہ اسٹھٹھی کا ہوتا ہے اور بعض  
لوگوں نے ہشت درہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں

لوگست ہوا ہوا  
جو ایک کتاب  
میں غرض میں ہے  
منہ مفسر

۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

نقش  
حوض  
د د س د

نے پانزواں درود کا لیکن صحیح اول ہے **ص**  
**فصل پانی مستعمل کے بیان میں**  
اور اس میں علماء کے اختلافات ہیں پہلا اختلاف اس میں  
یہ ہے کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہے شیخین کے  
نزدیک پانی مستعمل ہو جاتا ہے حدیث کے دفع کرنے  
اور بنائیت عبادت تو اگر وضو کیا ہے وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر پھر وضو کیا با وضو نے تو بھی پانی مستعمل  
ہو جائیگا اور امام محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدیث کے دفع  
حدیث تو ہوتا ہے وضو سے اور وضو میں ان کے نزدیک نیت فرض ہو تو اب دفع حدیث بھی بغیر نیت کے نہ ہو گا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ  
کس وقت میں مستعمل ہو جاتا ہے تو پہلے میں ہے کہ صحیح ہے کہ جبکہ عضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب گرا اور ایک  
مقام پر جم گیا جب مستعمل ہو اتیسرا اختلاف اس میں ہے کہ اسکا حکم کیا ہے امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہے یعنی اگر برابر ایک  
درم کے پڑے یا بدن میں پھر جائیگا ناز و نوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس ضعیف ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی اگر

مگر بالکل نہیں کہ یا نجس کو ف اسی کو در مختار میں اختیار کیا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے مشائخ عظام نے اور محدثین میں ہر کہ شیخ ابو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو ان ضوابط سے جائز نہ ہو گا کیونکہ یہ بالکل نہیں کہ ناگزیر جو دباغ ہو یا صاحب بدایہ اسکے نجس ہونے پر دلیل ملے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا اوس پانی میں جو جاری ہو اور غسل کرے اوس میں جنابت اور صلیت کا بیان گذرا اور اس سے حجت پڑنا ضعیف ہے کیونکہ اس میں یہ بات غلطی ہے کہ غسل نہ ہوتا ہے پانی میں نہ نہیں کہ اہل تحریک کو رو پانی غسل کے بغیر ہونے پر کچھ دلائل ہیں اللہ اعلم اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ قویہ میں پاک ہو یا پاک کرنا بھی ہر اوسم کہتے ہیں اگر پاک ہو اور پاک کرے بھی جائز ہو گا مگر میں نے جو اوس سے پھر میں اوس اور اس کا کوئی تعلق نہیں

### فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو ماتی ہر گز سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہو چکے تو کتنے کی کھال پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ہوا ان دونوں میں داخل ہے اور صاحب بدایہ اسکی دلیل بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کھال دباغت کی جاوے گا پاک ہو جاوے گی اور اس میں کتا داخل ہے اور سور اس واسطے پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس میں ہو بلکہ کتے کے کیونکہ اوس شخص سے کھا گیا جانور اور گھسیا کی کرانی جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور روایت کیا سلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس نقطہ سے اذ ادبیح الا کھاب فقط طہور اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتنے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس جگہ پر شیعہ غلط کر کے ہیں جنہوں نے کہہ کتنے کی کھال کو کتنے دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں اور جواب اوسکا تھا ثمان عشر یک صد و سوم میں مذکور ہے علاوہ اسکے من لا یتخضض الفقیہ میں جو انکے مذہب کی کتاب ہے ایک روایت لایا ہے کہ اگر کھال سور سے ایک ذل تا بین اور اوس ذل سے پانی کھچیں وضو اوس پانی سے جائز ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور کی کھال یا وہ نجس ہے یا کتنے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی سبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہے بدایہ میں کہما شیخ ابن الہمام نے لکھا کہ غنایہ میں ہے کہ جب دباغت کی جاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک ہے کہ کیونکہ اگر اہل حرمت کو نہ پاک ہو نہیں کیا داخل ہے البتہ انتفاع میں ہو تو انتفاع اوس سے جائز نہ ہو گا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جائے گی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ او عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی اور اوس سے وضو کرنا اور بھی روایت کیا ابو داؤد نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباغت کی جاوے اور روایت کیا اسمین ابو داؤد سلم بن الجحیف سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردہ کا پاک کرنا ہی اوسکو اور بھی روایت کیا مالک بن انس رحمہما اللہ نے اسی باب میں اور روایت کیا دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا کہما او عنہما نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لیا ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباغت کی جاوے مٹی ہو یا ریت یا نمک یا پانی اور سنا دین اس حدیث کی معروف بیٹے حسن بن محبوب نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردہ کی دباغت میں پاک نہ ہو گی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے



یہ جو کما ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جانا ذکر کرنے سے پاک ہو جاوے گا اسپر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ ہر کسی کے کما  
 اوسکی پاک ہو جاتی ہو اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ درختار میں ہے ہذا اصح مما یفتی بہ قلت قال فی الفیض  
 فتویٰ علی طہارۃ ہم یعنی صحیح ہے یہ جو فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگر یہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاک کی اوسکی کما  
 اوسخ الحدیر میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین مانند صاحب غنیاء اور صاحب بنایہ کے **ص** پانچ چیزیں  
 مرد کی پاکہ میں بال اور ہڈی اور گھروں سینگ اور ٹھٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے **ف** کیونکہ روایت کیا  
 دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ ہم سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے گوشت  
 اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن سلم کے اور یہ مجموعہ  
 کیونکہ ذکر کیا الوہ بن جابر نے ثقات میں سحریف درجہ حسن نہیں اور ترکیب کمالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر بنزل سے انھوں نے  
 عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے **وَسَلَّ**  
**لَا أَحَدٌ فِيمَا أُذِیَ لَیَ مَحْمُومًا عَلٰی طَاعِمٍ یَقْطَعُهُ اِلَّا کُلَّ شَیْءٍ مِّنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ اِلَّا مَا اَکَلَ**  
**مِنْهَا فَاَتَمَّ النَّجِلُ وَالْقُرْفُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَکُلُّهُ حَلَالٌ اِلَّا لَیْنُ لَیْنُ**  
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی و کل اوسکا حلال ہے اسواسطے کہ وہ ترکیب نہیں کیے جاتے اور کما دارقطنی  
 نے کہ ابو بکر بکر بن ہریرہ کی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ  
 مسک جرحے اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کہ جب چھو لیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ  
 ابی یوسف بن ابی اہفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی  
 علیہ وسلم گنگھی کرتے تھے ساتھ عالج کے روایت کیا اوسکو بقیہ نے اور حق یہ کہ عالج سے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گنگھی کرتے تھے  
 اور روایت ہے ابی یوسف رضی اللہ عنہ کے خیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خاتمہ رضی اللہ عنہ کے ایک بار عصبے اور دونوں  
 عالج کے اور اسکی ہندا میں جمید اور سلیمان و فون اووی مجبول ہیں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیق کما زہری نے بیج ہڈی  
 مرد کے مانند تھی وغیرہ کے کہ پاپا سینے بہت لوگوں کو علی سلف کے گنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوس میں اور کچھ حرج نہیں  
 دیکھتے تھے اوس میں اور سلمان زہری کے وہ صحابہ میں یا ہرے ہونے تا بنین اور کما اسکا کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشون مرد کے  
 اور کما ابن ہریرہ اور ابراہیم نہیں حرج ہے ساتھ تجارت عالج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجبولین سے ضعیف ہے اور امام شافعی کے  
 نزدیک یہ چیزیں نہیں ہیں اور دلیل ملے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو تاخون اور خون اور  
 بالوں کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عمر زہری کما ابو جاتم نے کہ حدیث میں اسکی  
 منکرہ کذب میں اور نہیں محل اسکا صدق نزدیک ہمارے اور کما ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم  
**ص** اور جس شخص نے اپنے نوئے دانت کو پھر موند میں کھلایا اور غلظہ پڑی نازا اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد  
 کے نزدیک اگر مرد سے زنا ہو گا نماز نہیں درست ہو گا **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہو گا کہ ملت تھی و لو رڈ لہذا کہ اگر

فتاویٰ حنفیہ میں ہے کہ اگر کسی نے

نہیں چھو لیا

نہیں چھو لیا

نہیں چھو لیا

نہیں چھو لیا

## فصل کنوئین کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ مسائل کنوئین کے مبنی پر اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثیں صحیح ہر مسئلے میں نبی صلی  
 علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اس میں کچھ دخل نہیں تو اب جو بعض جمہلا اعتراض کرتے ہیں جنہوں پر کہ صاحب تین قول  
 چوگا کرنے سے نکلے تو کیا ہو اکیونکہ پانی تو اس کا اب بھی او میں باقی ہو دفع ہو گیا اس واسطے کہ اس امر میں تابعی اقول صحاح  
 اور تابعین کی ہر اور وہ جو کہتے ہیں کہ کیا کوئین کے پانی سے ملائی اور تار لائے میں ہلا دی ہو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین  
 رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہیں کہ او میں قیاس کو دخل ہو کہ مثلاً فقہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اس میں قیاس کو دخل نہیں  
 بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناظر ہر اسی طرح کہ لگایا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کوئین میں کسی ہی نجاست پر پانی پاک  
 نہ رہا کیونکہ جب پانی دفع ہو برابر وہ نہیں نجس کرتا اس کو کچھ یا وہ کا مذہب ہے جس کا اوپر بیان اس کا تفصیل سے گذر **ص** اگر کوئین  
 میں نجاست پر یا کوئی حیوان مر جاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا کبری اور کتا مر جاوے سب پانی اس کا کھینچ ڈالا جاوے گا اگر کوئین  
**ف** مطلب اس کا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہو گا اور اگر فقط مر جاوے تو اگر آدمی ہو  
 یا کبری یا جو چیز پر جسے میں لگے برابر میں تو بھی سب پانی کھینچنا جاوے گا دلیل اس بات کی کہ نجاست کرنے سے سارا پانی کھینچنا جاوے  
 یہ ہو کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے  
 جو میناب کرے کوئین میں کیا کہ پانی اس کا کھینچنا جاوے گا اور دلیل اس کی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ ہو کہ اس صورت میں نجاست  
 جو اس کے پیٹ میں ہے سب کوئین میں پھیل جاوے گی اور اس میں چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہر اور دلیل اس کی کہ اگر آدمی مر جاوے تو سارا  
 پانی نکالا جاوے یہ ہو کہ روایت کیا ادا قطعی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک مثنیٰ اگر کوئین میں زمرم کے پیر کیا  
 سو حکم کیا ساتھ اس کے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچنا جاوے پانی اس کا کہ اگر مینوب کیا او کو ایک کھینچنے  
 کہ ایک کھینچنے سے تو بند کیا گیا لوہے کے گرزوں وغیرہ سے یہاں تک کہ کھینچ ڈالا اس کا پانی سو جب کھینچ چکے اس کو جاری ہو گیا وہ چشمہ  
 ان کے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نہیں سنا اور نہ کچھ ان کو اور روایت کیا ان کو  
 ابن ابی شیبہ پیش سے انھوں نے منصور بن عوف نے عطاء سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا اس کو علی بن صالح بن عبد الرحمن سے  
**ف** ناسیئہ بن منصور بن عوف عن منصور بن عوف عن عطاء بن رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 عبد اللہ بن ابی بکر فلین حمارا فاجعل الماء لا یقطع منظر فاذا ادری عن شجر فی من قبل  
 الشجر الا سواد فقال ابن ابی بکر حسنہ فہذا ایضا صحیح یا عن ابن الشیبہ فی الاصحاح فی کما عطاء  
 کہ ایک مثنیٰ اگر چارچ زمرم کے سو مر گیا تو حکم کیا عبداللہ بن سیرین نے سو کھینچنا پانی اس کا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹا ہی نہ تھا  
 سو نظر کیا گیا تو یکایک ایک ختم ہو کر جاری ہو کر اس کی طرف سے تو کہا ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کہ بس کافی ہو گیا اور یہ بھی صحیح ہو  
 ساتھ اور شیخ ترمذی بن دین بن قین العید کے ہام میں ایسا ہی ہنسی القدر میں آور وہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے میں  
 سرسخت ہوں دیکھا پس کسی بچہ کو لکھا جاتا ہو مدینہ نبی کی کہ وہ گرا تھا زمرم میں تو اس کا جواب ہے کہ سفیان بن عیینہ

۵۴  
 اور وہ شجر زمرم  
 میں ایک مثنیٰ  
 سلیمان بن عطاء  
 اور کذا شجر



منقول برکت  
ادبیہ و کلامی  
بانی و مدیر  
عبد الباقی  
سنہ ۱۳۸۵ھ

ماہر و فاضل  
عبد الباقی

سنہ ۱۳۸۵ھ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے کہ مرچاؤ اوسمین چو کا کہیں بچا ہوا یا بچا یا بی او سکا اور بھی روایت کیا اسے اذ اسقطت  
الفائدۃ اول الذاتۃ فی الیوم فانہما حاشیٰ بغیرکات الماء یعنی جب پڑھا جو یا جانور چار یا سو گھنچ یا بی  
او سکا یہاں تک کہ مغلوب کرے مجھو یا بی اور روایت کیا براہیم غمی سے کہ اگر چہ اگرے نکالے جانورین اوسمین سے بغیر پائیں  
اوشبی اور حاد اور برابر ہم سب تابعین میں ہیں **ص** اور قول اوسط کے ہون **ف** یعنی بیچ درجے کے ہون  
نہ چھوٹے اور بیچ درجے کا قول اوسے کہتے ہیں جو عمل ہو ہر شہر میں اور روایت کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ قول  
ایسا جو حسین ایک صلح یا بی آتا ہو یعنی بونے دو سیر یا دو سیر حساب بن ہندوستان کے اور اگر بڑا قول ہو تو حساب کر کے برابر کرین اور اگر  
ڈول یا چاہو تو کوئین سے نکلے نہ اگر آٹھ یا بی ہوا یا بی تو درست ہو گا اور اگر آٹھ سے کم کرنا ہی تو جائز ہو گا جیسا کہ بیچ زادی سے ہو  
لکن ارق جامع الن مؤلف **ص** اگر کوئین سے نجاست نکلی یا جوان مرہا ہو نکلا اور چھوٹا یا چھٹا نہیں ہو اور معلوم نہیں کہ کس وقت  
کر ایسی امام صاحب نے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم کیا کہ ایک اس کے نیچے اور اگر کھولیا یا چھٹا ہو تو نجاست کا حکم تین میں ہے اسے  
کہا جانور **کاف** تو اول صورت میں ایک ن ایک سات کی نمازین چھٹا یا چھٹا ہو تو نجاست کا حکم تین میں ہے اور تین رات  
تک کی کیا ہوگی اگرچہ شخص اوس یا بی سے اتنے روزوں سے وضو کرتا ہو گا اور اسی نماز پڑھی ہوگی **ص** اور امام محمد اور ابو یوسف  
کے نزدیک بی وقت کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہو کہ اوسکی قیاس حکم نجاست کا ہے جھوٹا آدمی اور کھوٹے اور حرج جانور کا  
گوشت حلال ہے یا کہ ہو چھوٹا کتے اور سور اور زردون کا نجس ہے **ف** لیکن جھوٹا کتے کا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر موند ڈالے برتن میں دھو یا جھوٹا تین تیر یا پنج تیر یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ  
رضی اللہ عنہ اور کما کہ متفقہ ہوا ساتھ اس حدیث کے عبداللہ یا وھون اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سو اعدا الوم کے روایت  
کرتے ہیں اسمعیل سے سات بار دھو کوئین کہتا ہوں کہ صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے  
اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات ہے اور روایت کیا دارقطنی نے ساتھ صحیح کے عطاء فعل ابی ہریرہ  
رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا موند ڈالتا تھا برتن میں یا بی ہلا دیتے تھے اوسکا پھر دھوئے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابی ہریرہ  
کامل میں اس حدیث کو اور اسناد میں اوسکی حسین بن علی کہ ابی ہریرہ نے کہ نہیں پاتا ہوں میں اسے کراہی کسی کوئی  
حدیث منکر سوائے اسکے اور نہیں دیکھتا ہوں میں کچھ حج ساتھ اوسکے حدیث میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے موند  
ڈالنے سے سات بار دھونا یا جھوٹا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے جب موند ڈالے کتا برتن تھامے میں تو دھوؤ اوسکو سات بار اور احتیاطاً اوسمین سے سات بار دھوؤ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ  
نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہوئیں حدیثیں جو کہ کیا عین خلاف روایت ہے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اوسے واجب ہو تو حکم کیا ہمیں بھی  
ایسا ہی واللہ اعلم بالصواب اور جھوٹا سور کا اس واسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہو اور جھوٹا زردون کا اس واسطے کہ گوشت  
اوسکا نجس ہے اور اوسے لعاب پیدا ہوتا ہے کہانی اللہا یہ **ص** اور جھوٹا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہو اور پرندون  
شکاری اور حشرات الارض کا کہ وہ **ف** لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا  
کوہ نہیں کہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کما کہ وہ نجس نہیں اور وہ پھرنے والوں میں ہے اور پڑھا کہ





یہ جواب ہو کہ قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی میں کہ بوزید بن علی مروی عن جریر بن زید روایت کیا اوسے راشد بن کسیران جسی کوئی  
 اور ابو رونق تو اس سے جہالت طاعتی رہی اور ابو فراس کے مہجول ہونے کا جواب یہ کہ کما شیخ تقی الدین بن ذوق العجیل کہ تحصیل  
 ابو فراس میں نظر ہو کہ روایت کیا ہی اوسے اس حدیث کو ایک جامع نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی  
 اور اسحاق بن اوقیس بن السبع اور ابن عدی نے کہ ابو فراس راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور امام اسکا راشد بن کسیران  
 اور ایسا ہی کہ ابو اقطعی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہے غلط ہے کیونکہ ابن المام نے یہ کہا ہے  
 فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْاَمَامِ الْاَلِيِّ كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ اَمَامِ مِیْنِ اور امام کتاب ہے شیخ تقی الدین بن ذوق العجیل  
 نہ سبکی کی اور قاضی غازی نے جمع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیعہ جو اس جگہ طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر یہ کہ روایت  
 انکی کتاب بن الاثیر الغفریہ میں لکھا ہے لَا بَأْسَ بِاللَّيْثُوفِيِّ بِالْتَّيْمِيْنَ بِاَنَّ الْيَتِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَدْ ضَلَّ  
 یعنی انہیں حج ساتھ ہو کر نیک بنیذ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوسے اور رواؤ کا تفصیل سے تب  
 متاخر فریقین میں مکتور ہے اور روایت کیا اس حدیث کا ابن ماجہ نے اور طرف سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں ابی  
 حشیر راوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن ابی شیبہ اور روایت کیا ابو داؤد نے غلط کئے گئے انھوں نے مکرہ رکھا وضو کو ساتھ دوہو اور  
 بنیذ کے اور کما تہم پہا ہر نزدیک میرے اوسے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک بنیذ سے ایک روایت میں جائز ہے اور  
 ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پوچھی او کو سبقت  
 اور زمین پر پائے اسکے پانی اور نزدیک اسکے بنیذ ہے کیا وہ غسل کیسے اوس سے کہا کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے  
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور دونوں کرے  
 اور یہ خلاف اس بابی میں ہے جو شیعہ ہیں اور تقی بن زید کے ساتھ ہوا کہ سخت ہو جاؤ اور غصہ نہ لگائے کہ نزدیک اوس وضو جائز ہیں

### باب نمیم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بدھو کو اور جنب اور عائض اور نفسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جنب کو تیمم ناجائز  
 اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور نبی مذہب مدینہ کے موافق ہے اللہ تعالیٰ  
 فرمایا اَوْ لَا تَسْتَمُوا النِّسَاءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہے بلکہ سخت  
 رضی اللہ عنہ اس کے معنی محل کے نہیں دیکھتے اور وہ جو دلیل ہیں صاحب ہدایہ لائے ہیں کہ کچھ لوگ جبکل سے آئے طرف  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہ ہم بہتے ہیں بیٹوں میں تین چھینے چار چھینے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور عائض  
 اور نفسا اور ہم نہیں پانی کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھامے ہر میں پھر مارا تا تھا پنا اوپر زمین کے واسطے  
 سونہ پٹنے کے ایک بار پھر بار دوسری مرتبہ سو مس کیا اوسے اوپر دو فون یا تھون پٹنے کے کنیون تک روایت کیا اسکو  
 ابن ابی حشیر نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اوسے اس حدیث کے شتی بیٹے صبل کے ہیں کہا احمد اور ازہی  
 کہ وہ کچھ نہیں اور کما نسائی نے کہ نہ ترک ہو اور دلیل مسیح ہے کہ روایت ہے ابو حشیر رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ نہی جبکہ جنابت کو تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیسیم

ادب و ادب  
 حضرت ابو ہریرہ  
 بن مسعود

ابن مسعود

ابن مسعود  
 واقع بن مسعود  
 ابن مسعود

ابن مسعود

دو ضرب ہیں ایک ضرب ہوا سطرے میں اور دوسرا سطرے دو نوں ہاتھوں کے گھنٹیوں تک وایت کیا اسکو حکم غلہ  
 کہ مکہ صبح الاسناد ہی اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رَجَالَهُ کُلُّهُمْ فُقَاتٌ یعنی جال  
 اس کے سب فقہ ہیں اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابابین اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی  
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ تیمم جائز ہو جیسا کہ آگیا **ص** جب کہ پانی پر قارنہ یعنی اتنے پانی پر کہ مہارت کو کافی  
 تو اگر جب نہ موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر جب ہوگا اور غسل لینے  
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت ہی بالاتفاق واجب ہے کہ بے وضو کیواسطے  
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو اس میں بھی خلاف ہے ہرگز نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے  
 نزدیک بعض کو دھو کر پانی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پائے یہ لوگ پانی پر واسطے دور پھرنے پانی کے ایک میل **ف**  
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار  
 پانچ سو گز کا ہوتا ہے جائز اگر **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ خروٹ کے قوت  
 آیا حصہ کو خروٹ غنم میں تو تیمم کیا اور مسح کیا سو نہ پایا اور دونوں ہاتھوں کو اور ناز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے کہ او  
 آفتاب بلند تھا سو نکلے گا ناز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حرج نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر رہے  
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک  
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوے تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا یا نہ ہوگا  
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوگا **ف** اور مختار قول اول ہے **ص** وہ یا جسکو قدرت پانی کے استعمال کی  
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خوف زیادتی مرض کا ہے اور اسکے تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہو  
 کہ خوف تلف عضو کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ لَّا يَجِبُ عَلَيْكُمُ اتِّعَافُ الْأَرْبَابِ بِأَنْفُسِكُمْ وَلَكِنْ عَلَىٰ كَافَّةِ بَأْسِكُمْ فَسَلِّطُوا عَلَيْهِم بَأْسَكُمْ** یعنی اگر تم بیمار یا خیر تک سو  
 تیمم کر مٹی پر پاک پاؤ اور امام شافعی کا مذہب ظاہر ہے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سرفی ضرر کرنا ہو یعنی بیمار  
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یجب کہ باہر شہر کے ہو یا اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم  
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہر دشمن کے خوف سے آگ یا دھند وغیرہ کے اور بھی  
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو یہ اسباب ہر گاہ پانی کیسے قطع پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو  
 یا غسل کی دوسرے چیزیں نہیں ہی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم  
 اسکو جائز ہے کہ جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے  
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضل کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور  
 اگر واسطے وضو کے ہے تو نماز نہیں اور اس طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو نہ تو تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان سے رو  
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر تحقیق نہیں ہی **ص** اگر نماز عید کی قصد ہو کا خوف ہو تو تیمم کرے کہ نفلہ ہرگز  
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا ہو جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی رہے گی تیمم سے بنا کر نماز پڑھے

۹۱  
 جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک  
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوے تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا یا نہ ہوگا  
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوگا  
 اور مختار قول اول ہے  
 وہ یا جسکو قدرت پانی کے استعمال کی  
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خوف زیادتی مرض کا ہے اور اسکے تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہو  
 کہ خوف تلف عضو کا ہو  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ لَّا يَجِبُ عَلَيْكُمُ اتِّعَافُ الْأَرْبَابِ بِأَنْفُسِكُمْ وَلَكِنْ عَلَىٰ كَافَّةِ بَأْسِكُمْ فَسَلِّطُوا عَلَيْهِم بَأْسَكُمْ  
 یعنی اگر تم بیمار یا خیر تک سو  
 تیمم کر مٹی پر پاک پاؤ اور امام شافعی کا مذہب ظاہر ہے دور ہے  
 اور اگر استعمال پانی کا سرفی ضرر کرنا ہو یعنی بیمار  
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے  
 اور یجب کہ باہر شہر کے ہو یا اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم  
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے  
 اور تیمم جائز ہر دشمن کے خوف سے آگ یا دھند وغیرہ کے اور بھی  
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو یہ اسباب ہر گاہ پانی کیسے قطع پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو  
 یا غسل کی دوسرے چیزیں نہیں ہی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم  
 اسکو جائز ہے کہ جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے  
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضل کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور  
 اگر واسطے وضو کے ہے تو نماز نہیں اور اس طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو نہ تو تیمم جائز ہے  
 اس واسطے ان سے رو  
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر تحقیق نہیں ہی  
 اگر نماز عید کی قصد ہو کا خوف ہو تو تیمم کرے کہ نفلہ ہرگز  
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا ہو جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی رہے گی تیمم سے بنا کر نماز پڑھے

امام ابو صفیہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنائی سب کے نزدیک جائز  
 اور اگر نماز جنازہ کی فوت ہوئے کا خوف ہی تیمم جائز ہو **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہو اور بانی ہو جو  
**ص** گزری کو جائز نہیں **ف** یعنی لوس جگہ کا جو مالک اور ولی ہو اور سکو تیمم جائز نہیں سو اسطے کہ لوگ  
 اسکا خود انتظار کریں گے **ص** اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا یا بیچ نمازوں میں ہو تو تیمم جائز نہیں  
 اور وہ بار ہا تھا تا تیمم میں فرض ہی ایک تو واسطے مسح کرنے مونہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے  
 مع کمینوں کے **ف** اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد نزدیک ایک بار ہاتھوں کو ماسے اور لوگوں  
 مسح ہونہ اور ہاتھ کا بتیلیں تک کرے دلیل ہمار مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری اور  
 دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سو مارا بتیلیوں اپنی کو اوپر ہتھی  
 اور نہ جھڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا مونہ اپنے کا ایک بار پھر مارا بتیلیں اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھوں اپنے کو روتا  
 کیا اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر دلیل حدیث امی ہریر کی جو اوپر روایت ابن ابی حنیہ گزری اور سند اسکی ضعیف ہے  
 اور جو تھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 پہچانے یا پیشا سے نکلے تھے تو سلام کیا اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہاں تک کہ قریب ہوا تو شخص کہ چھپ جائے کسی گلی میں تو مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دیا مار کے  
 اور مسح کیا اونسے اپنے مونہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کمینوں تک پھر جواب دیا سلام کا اس شخص کو اور فرمایا  
 کہ جواب سلام دینے سے نبی وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن جریر طبرستانی اور روایت کیا اس حدیث کو  
 طبرستانی مختلف الفاظ اور حامل و نکاحی ہی اور یہ حدیث ضعیف ہے کچھ نکاحی اسکی محمد بن ثابت ہر اور سنن ابو داؤد میں ہے  
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي شَيْبَةَ  
 قَالَ لِبُزْ أَسَدَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَوْنِيْنَا بَعْضُكُمْ بَعْضًا بَنِي نَافِعٍ فِي هَذِهِ الْقُصَّةِ عَلَى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ الشَّيْخِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ فَعْلُ بْنُ عُمَرَ يَسْنِي كَمَا ابُو دَاوُدَ وَكَوْنِيْنَا بَعْضُكُمْ بَعْضًا بَنِي نَافِعٍ فِي هَذِهِ الْقُصَّةِ عَلَى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ الشَّيْخِ  
 کیا محمد بن ثابت ایک حدیث منکر کو تیمم میں کہا میں اسنے کہا ابو داؤد کہ نہیں بتا بت کیا جاو گیا محمد بن ثابت چچ اس قصے کے  
 اوپر وہ بار ہا تھا مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہی اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور ابن عمر  
 رضی اللہ عنہ کا موقف صحیح ہے اور باخوین دلیل حدیث اسامہ کی اور او میں ہے کہ وہ کھلا یا جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایک بار  
 مانا واسطے مونہ کے اور دوسری بار مانا واسطے دونوں ہاتھوں کی کمینوں تک روایت کیا اس حدیث کو طبرستانی نے اور بھی  
 اخراج کیا اسکا ابن مردودہ وغیرہ نے اور سند میں اسکی ربع بن بدیع ضعیف ہے لیکن وہ عقیدہ حدیث عامر کی اور تھی دلیل حدیث  
 رت عایشہ رضی اللہ عنہا کی کہ وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم وہ بار ہا تھا مانا ہی ایک بار واسطے مونہ کے اور ایک بار واسطے  
 دن ہاتھوں کے کمینوں تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور عاکم اور بیہقی نے اور سند میں اسکی حریش بن حبیب ہے کہ ابو اسامہ نے  
 یہ حدیث چھ ساتویں دلیل ہے جو روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے





اوسکے لیے جائز ہو گا اور اگر کافر نے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں اور اس طرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیش بھی درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹیمم وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہو گا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعب طیب پاک کرنے والی ہے واسطے مسلمان اور اگر چہ نیا پانی دس برس اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے **و** اگر دو بزقون میں پانی بھرا ہے اور ان میں ایک کا پانی پاک اور دوسرا کاپاک ہے اور میں جانتا کہ بخش کن ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرنے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھ ہی لے لیا اور اسے ندیا تیمم کو کھائے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر نہ پڑھا تو تیمم اور کھانا ٹوٹ جاوے گا **ف** اور اگر چہ وقت نماز کا باقی ہوا اور نہ طہاؤس اور کھول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہے کہ نماز کا پھر ٹوٹا واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ دشمن مجھے سفر میں اور وقت آنا نماز اور پانی اونکے پاس تھا سو تیمم کیا صعب طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دنوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اون میں نماز پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دو دنوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسے پھر نماز نہیں پڑھائی تھی کہ پونہچا تو سنت کو اور جسے پھر پڑھی تو اوس کا کہ تجھے دینا اجر ہے اخراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی **ن** اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم سے نماز پڑھی امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز پڑھنی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہدیہ میں بھی لکھا ہے اور بیہودہ میں ہے کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہوگی اور بھی بیہودہ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے مگر قول صحیح میں یاد رہے مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہے اور اس میں حرج ہے اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہے اور جواب اس کا یہ کہ پانی وضو کا اگر خرچ کیا جائے اور جو چیز کا احتیاج کی ہے اوسکے مانگنے میں کچھ ذلت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت محتاجین پر فی حق مانگی میں اور زیادت میں لکھا ہے کہ ایک شخص ساف تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا پانی ہے اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ دیکھا گیا شک ہوا نماز پڑھ لے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب ہو کہ دیکھا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی یاد آئے کہ اگر بعضا غیبت سے نماز سے پانی اوس سے مانگا اور اوس نے دید یا نماز پھر پڑھے اور یقینیت دھتور کے موافق مانگے اور اوسکو اوپر قدرت ہو پانی لےو اور نماز پھر دہراو اور اگر اوس نے انکار کیا نماز اوسکی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دید یا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاوے گا اور اگر اوس نے نماز میں پانی کھا اور گمان کیا کہ دیکھا اور یا شک کیا اور توہیدا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہے کہ دیکھا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی تو ایک تیمم سے فرض نفل جو چاہے پڑھے **ف** یعنی ایک تیمم سے چار دو نماز یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت تک لکھی تو تین میں اور جسے چاہے نفل پڑھے خواہ نفل دس فرض کی تیجیت میں ہوں یا نہ ہوں امام شافعی

ایک کتاب کا نام ہے  
فہرست  
میں  
ایک کتاب کا نام ہے  
فہرست  
میں  
ایک کتاب کا نام ہے  
فہرست  
میں



رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہیں اور یہی طرح غسل بھی اگرچہ فرض کی تعمیت میں دو غسل ہوں یہ حدیث ہے کہ زمین بالکل کھلنے والی ہو مسلمان کی اگرچہ پانی دس برس نہ ایت کیا اسکو بہت ائز حدیث ہے جیسا کہ اوپر گذرے اور امام شافعی دلیل پکڑتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ من الشنۃ ان لا یصلی بالتیمم اکثر من صلوۃ واحدۃ یعنی سنت یہ بات ہے کہ جو بھی جاکو ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے آخر جگہ لگا دے ارفطنی والی حدیث بھی رافعی نے کہا ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کئی قودہ مانند حدیث مرفوعہ کے ہو اور ایسا ہی ہوا انہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی نعیم نے مصنف میں اور مروی ہے عمر بن عباس رضی اللہ عنہ کہ دو تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتویٰ دیتے تھے قتادہ روایت کیا کہ واقطنی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو یحییٰ نے اور جوابا سکا یہ ہے کہ اس میں کوئی اثر صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن عباس میں کہا ابن ابی جوزی نے کہ روایت کیا ہے ابو یحییٰ نے حسن بن عمار سے اور وہ دونوں متروک ہیں اور کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور انہر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حجاج بن اطاہہ نے متروک کیا اسکو عبد الرحمن بن مہدی ابو یحییٰ بن قسطن نے اور کہا احمد اور واقطنی نے کہ حجت نہیں ہے پڑی جاوے گی اور اسے اسکو کہنا بھی بن مہین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور انہر عمر بن عباس رضی اللہ عنہ کا او سمن القطع ہے اور انہر ابن عمر کا اسناد میں اس کے عالم احوال پر ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ نے اور توفیق اسکی ابو حاتم نے اور سلم نے پھر بھی معارضت میں مرفوع کا نہیں ہو سکتا ہے کہ ذکر کرنے کے بعض الکتاب اور بھی اسکا حل استحباب پر کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی واجب نہیں مستحب ہے علاوہ اسکے کہ محدث فیروز آبادی شافعی نے سفر السعادت میں ذکر فرمایا حدیث صحیحہ اللہ یتیمہ کل و یضۃ یتیمہ صاحب بدلیا اکر بہ مطلقا واقامہ مقام الوضوء یعنی نہیں پایا ہے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقا اور قائم کیا اسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے حماد اور حنوف نے ابی تیمم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطاء کا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے تیمم کو بھی توڑتی ہے اور بانی ہا نماز کا اسکی طہارت کو کافی ہو تیمم کو توڑتا ہے تو اگر اس شخص نے موافق وضو پانی پایا اور وضو کیا اور پھر پانی نکالتا پہلا تیمم اسکا ٹوٹ گیا اب سہرہ تیمم کرے اور جب تک اگر تمام دن کو دھویا گیا پیٹھ اسکی باقی رہی اور بانی ہو چکا بعد اس کے حدیث ہو گیا اور دونوں مدت کے لیے ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونوں دھوئے کو کفایت کرتا ہے تیمم دونوں حدیثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہو کہ نہ وضو کو کفایت کرتا ہے نہ پیٹھ دھوئے کو تیمم دونوں حدیثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور وضو حق میں باقی ہے یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہے پیٹھ دھوئے کو کفایت نہیں کرتا ہے وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے حق میں باقی رہا اور اگر اتنا پانی ہے کہ اس سے فقط وضو ہو سکتا ہے یا فقط پیٹھ کا دھونا دونوں میں ہو سکتے تو پہلے پیٹھ کو دھو کر جو اس غسل میں باقی رہی تھی بے وجہ تیمم واسطے حدیث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف کے نزدیک ہی تیمم کافی ہے اور اگر اس نے پہلے تیمم کر لیا حدیث کا اور بعد اس کے پیٹھ کو دھویا اس میں بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں نہ تیمم کافی ہو جاوے گا اور اگر اس نے اس بانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جناب کے حق میں اسکا تیمم ٹوٹ گیا اور دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر مسلم نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جناب کے اور دوسرے واسطے حدیث کے اور پھر پانی

سیرت مبارکہ  
ابو یحییٰ  
حجاج بن قسطن  
عمار بن

۴  
پیٹھ کو دھو کر جو اس  
غسل میں باقی رہی تھی بے  
وجہ تیمم واسطے حدیث کے  
تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ  
کے نزدیک ہی تیمم کافی ہے  
اور اگر اس نے پہلے تیمم کر لیا  
حدیث کا اور بعد اس کے پیٹھ کو  
دھویا اس میں بھی دو روایتیں  
ہیں ایک روایت میں پھر تیمم  
کرے اور دوسری روایت میں نہ  
تیمم کافی ہو جاوے گا اور اگر  
اس نے اس بانی سے پیٹھ کو نہ  
دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جناب  
کے حق میں اسکا تیمم ٹوٹ گیا  
اور دونوں روایتوں میں اب پھر  
تیمم کرے اور اگر مسلم نے دو  
تیمم کیے تھے ایک واسطے جناب  
کے اور دوسرے واسطے حدیث کے  
اور پھر پانی

اگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاویں گے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں مگر تیمم ٹوٹ گیا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب ہی صورتیں میں اور وہ بھی حکم میں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے تیمم واسطے جنابت کی اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہیں کیا ہے اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہے جنابت کا تیمم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہے کہ کسی کے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور سوخت بات ہے کہ اوس پانی سے جتنی بیٹھ دھوئی جاوے دھو کر نہ جنابت کم ہو کہ **ف** چلی ہے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ پانی کا ضائع کرنا بھی جوابدہ ہے کہ ضائع کرنا نہیں ہے کیونکہ اگر شاید گے جاوے سنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ تبقیہ بیٹھ کو گناہت کرنا ہے تو جنابت اوسکی اوہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے بیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی گناہت نہیں کرتا **فصل فیہ** اور اگر اتنا پانی پایا کہ بیٹھ کے واسطے کافی ہے دھو کر جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر بیٹھ کو کافی نہیں وضو کو کافی ہے وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے تو جنابت میں سے جو باقی ہے اوسکو دھو کر اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے تو تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی ہاوسنے موافق اوس جگہ کے دھو کرے پایا لیکن پہلے اوسنے حدث کا تیمم کیا بعد اوسکے بیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نہ کرے اس میں دو روایتیں ہیں بیادات کی روایت میں تیمم حدث کا کرے اور اصل روایت میں پھر نہ کرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک دم سے نجاست زیادہ ہو کرے تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً اُسے کہ اجماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تمہارے واسطے مباح ہے جو نہ شخص تم میں سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اوس صورت میں جب ایک شخص اوس سے وضو کر لے گا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے کیونکہ ہر شخص کو انکی کھلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی سینے تم سب کو دیا اور انھوں نے لے لیا تو کسی کا تیمم بجا کیونکہ اوس پانی میں سب کا حصہ ہے اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں تو گویا کینے پانی موافق اپنی طہارت کے نیلے پھر اگر وہ سب مل کے سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام عظمیٰ کے نزدیک تیمم اوسکا باطل ہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور تفصیل اصل کتاب میں اگر تیمم کرنے والا مرد عینی کافر ہو جائے وعاذ اللہ تیمم اوسکا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اوسکا باقی ہو اوس تیمم سے غلظہ درست ہے اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو تب ہی اوسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت میں اوسنے نماز تیمم سے بڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہے پھر نماز کا عاودہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو ہو ڈھونڈنا پانی کا واجب ہے جاوے گا اور غلو میں سے قدم چار سے قدم تک کھو تا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لافے سے قافلہ غائب ہو جاوے گا تیمم جائز ہے اور صاحب مجاہد نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کہ اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھے پھر پانی پو آئے اور اگر جب وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس میں سے ہے کہ اوسنے پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہے بعضوں نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا اس وقت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے بدلتے میں اور اگر وضو کا باغ بندوں کی طرف ہو کہ تیمم جائز ہے جیسے مسلمان کا قرون کے قبضے میں ہوں اور وہ وضو کرے کہ میں نے پانی اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہہ دیا اگر

تختہ وضو کیا تو قتل کرونگا تم اوسکو جائز ہے اگر جب شخص چلا جاوے اور مانع جاتا ہے نماز کو بوجھ وضو پڑھنا چاہیے ایسا ہی ہو جو سیر

## باب مسح موزوں کے بیان میں

مسح موزوں کا احادیث سے جائز یعنی ثابت ہو اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہو اور اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں صحیح مسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی مدت تین دن اور تین ہفتہ مقرر کی اور عقیقہ کے واسطے ایک دن اور لیکات اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابو بکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامت اہل سنت میں مسح خضین کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا وَنَسَحَ مَسْحَ الْخُضَيْنِ فِي الشَّعْرِ وَالتَّخْضِيرِ یعنی مسح کرتے ہیں ہم اوپر موزوں کے سفرو خضین اور کما امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا سینے ساتھ مسح کے یہاں تک کہ آیا پیر پاس مانند روشنی ہوں گے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا اسپر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزوں کا جائز نہیں رکھتا وہ بھی ہے اور اس باب میں قریشی صحابیوں سے روایت ہے اور تواتر المعنی بعض لوگوں نے اس حدیث کو گناہی تفصیل اسکی شامیہ میں لکھا ہے وغیر میں کہ جو کچھ احادیث کے اور یہاں بسبب اختصار کے ترک کیا **ص** بے وضو کو واسطے حدیث موزوں کے مسح درست ہے بلکہ یہ کہ جب ہو تو مسح جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے کہ جو کچھ ہو تم سفر میں یہ کہ نہ تو تارین موزوں اپنے کو تین ہفتہ اور تین دن تک مگر جناب سے اور نہ تو تارین پیشانی پر بیچنا اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ **ص** اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب تم کیم کیا بعد اوسکے اوسکو حدیث ہو اور اوسکے پاس وضو کے موافق پانی ہو اوسکو وضو کر کے موزہ پہنا بعد اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل کیا اور پھر پانی کھو پھر پانی مقدار وضو پایا سوا و پھر تم کیم کیا واسطے جناب سے تو اگر ارجح کرے تو وضو کرے اور موزہ اوڑھا کر اور پھر دھو کر واسطے کہ جب کو مسح جائز نہیں اور سنت مسح موزہ میں یہ کہ تین اوچکیوں سے ہاتھ کی کشادہ کر کے ہاتھوں کی اوچکیوں کے سرے سے پٹلی تک تین خط موزوں پر کھینچو اور اگر اوچکیاں کشادہ نہیں مگر تین اوچکیوں سے مسح کیا جائز ہوا اور اگر پہلا اوچکی ترکی اور مسح کیا اور پھر ترکی اور مسح کیا اور پھر ترکی اور مسح کیا اور تینوں ہاتھ علیہ کھینچ کرے تو درست ہو لیکن اگر تینوں ہاتھ کی کھینچا درست نہیں اور اگر انکو اٹھائے اور شہادت کی اوچکی سے مسح کیا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح موزوں سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی اوچکیوں کو سر موزہ پر رکھے سے ہتھیلی کے پانچ تیلی کے پٹلی تک کھینچے اور اگر اوچکیوں کے سرے سے مسح کیا درست نہیں مگر جب کہ موزہ مٹا کر پھر چاہا کہ جتنا واجب ہے تو جائز ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذخیر میں لکھا ہے کہ اگر اوچکیوں سے قطر بہتے ہوں درست ہے اور مسح سنت ہے ہتھیلی سے اور اگر ہتھیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی اوچکیوں کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہے لیکن اگر پٹلی سے شروع کرے گا درست ہو جاوے گا اور اگر مسح کو جھول گیا اور موزہ نہ کا پانی باوسکے موزوں کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اس طرح اگر سر کا مسح جھول گیا اور پانی لوسکے سر پر پڑا مسح درست ہے اور اگر گھاس میں چلا اور ظاہر موزوں کا تر ہو گیا اگرچہ شہم سے ہو کہ درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسح ظاہر موزوں پر کرے **ف** ظاہر موزوں سے مراد پشت موزہ ہے اور باطن سے مراد پیٹھ موزوں کے ہے و جبکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور روایت کیا ابو داؤد حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کار و بار دین کا عقل پر ہوتا ہے سو کمالی تمنا ہے کہ زمین اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اور پورے کے مسح کرنا واسطے ادا فرمیں گے یا اور نیچے موی کے واسطے ادا فرمیں گے یہ اور جو حدیث اس باب میں مندرجہ  
 رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ وضو کرنا یا سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غرضہ تنوکل میں مسوح کیا آپ اور پورے کے اور نیچے اوی  
 موی کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اور اتصال اوسکی سنکا  
 مغیرہ ثابت نہیں ہوا کہ ترمذی نے چھاپنے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے  
 اور ابو داود نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داود کو علی خطا ہر ہما کا لفظ واقع ہے یعنی مسح کیا  
 اور ابو داود نے **ص** اور موزوں کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اوسین اگر تین انگلیوں  
 کے برابر پڑا ہر ہوگا مسح درست نہیں اور اگر اوس سے کم درست ہے اور اگر موزہ ڈھیلا ہو کہ اوپر دیکھنے میں پانوں کھلانی پنا  
 مسح اوسچاڑے اور جو موی پر مسح جائز ہے اور جو موی سے کہتے ہیں جو موی کے اوپر پہن جاتے ہیں واسطے حفاظت موی کے  
 کیچڑ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چہ کے میں یا ماندا اسکے اوپر مسح جائز ہے اگرچہ فقط جو موی ہوں اور موزوں اسکے نیچے  
 اور اگر کپڑے کے میں یا ماندا اسکے تو اگر کئے تین کیلے بغیر موزوں کے پہنا ہی مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر موی بھی اوسکے نیچے  
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اوسکی موی کو پونچ جاتی ہے تو مسح جائز ہے تو اگرچہ موی چھڑے کے میں یا ماندا اسکے موزوں  
 مسح کر کے بعد موی کے اٹکو موی پر پہنا مسح اوپر درست نہیں ہو کہ برکے اور اگر قبل حدت کو اٹکھنا اور مسح کیا اوپر موی پر موی کو اتار  
 اور موزوں کو اٹھا اور موزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دوسرے موی پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک تہ کو اتار دوسری تہ پر  
 مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جو موی کو اتار اوسکے موی پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جو موی پر پھر دوبارہ مسح کرے  
 اور امام ابی یوسف صحروی کہ دو سر جو موی بھی اتار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر موزوں پر **ف** مسح جو موی پر ہوا  
 درست ہے کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اوسکے کٹھے  
 عمامہ اور جو موی پر **ص** اور جو موی پر مسح درست ہے اگر سخت تہا اور بغیر باندھنے کے تم سے اور نیچے اٹکے چڑا لگا ہوا تھا  
 چھڑے کا جو کہ تو اگر بغیر باندھے تم سے ہیں لیکن چڑا لگا ہوا نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہیں ہے جو حنبلان  
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے رجب کی صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر جو رحمہم اللہ  
**ف** جو بلا مسموح کہتے ہیں کہ موی پر بسبب حفاظت موی پہنا جاتا ہے یا کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 جو موی پر مسح درست نہیں اور روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داود و ابن ماجہ مغیرہ میں شعبہ کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 جو موی پر تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو موی پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت  
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ ماندا اسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو موی پر ضعیف ہے کہ اگر اسناد میں اسکی عیسیٰ بنیہ سنان کے ہیں ضعیف کیا اٹکو احمد اور ابن  
 اور ابو زرہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داود میں کہ مسح کیا جو موی پر حضرت علی اور ابن مسعود اور بلال بن عازب اور انس  
 بن مالک اور امام احمد و ابن سب اور عمر بن حریث رضی اللہ عنہم وغیرہم نے اور روایت کیا گیا ہے حضرت عمرو ابن  
 رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح موزوں موی پر درست ہے کہ بعد پہننے کے وقت حدیث کے طہارت تمام ہو کہ تو اگر اوسے

نہیں

سی بن سنان

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں پر دھو کر موزون پہنا بعد اسکے باقی اعضا دھو کر بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اس نے وضو کیا  
یا ترتیب سے نہ کیا تو اس نے پہلے دھو کر موزون پہنا اور دوسرے پر دھو کر موزون پہنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورت میں مسح جائز ہے یہی صورت میں  
وقت پہننے مسجد کے طہارت اس کی تمام نہیں اور دوسری صورت میں وقت پہننے دانہ مسجد کے لیکن وقت حدث دونوں صورتوں  
میں طہارت اس کی پوری ہو **ص** اور مسح جائز نہیں ہے عجا اور ٹوپی اور برقع اور دستاؤں پر **ف** امام محمد رحمہ اللہ  
موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونچا ہوا کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے پونچا لوگوں نے مسح عجا  
کہا انھوں نے جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالون کا ٹکڑے اور اس سے اخذ کیا جسے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور  
نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبدیہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچتی تھیں اور مٹی اپنی اوپر  
مسح کرتی تھیں سر پر اور پونچا ہوا کے اول میں مسح اور ہر عجا کے جائز تھا اور اب منسوخ ہو گیا اور یہی ہے قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا  
اور اگر فرض تھا ہمارا گا اور ہشام بن عروہ روایت ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عامر سے اور مسح کرتے تھے سر پر اور  
دستاؤں کو بھی عجا وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیہ اور وہ جو غیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اور ہر عجا کے مسح  
ہے اور دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ میں ہے **وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ إِذَا خَلَعْتُمْ كُفَّكُمْ**  
اور پر سر پہنے کے **ص** اور فرض مسح موزون برابر ترین انگلی کے ہین ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح  
میں فرض نہیں **ف** پہلے میں روایت ہے نیز بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں  
موزون اپنے کے اور کھینچا ان کو اور انگلیوں سے اوپر تک ایک بار اور لگایا کہ میں نے نظر کرنا طرف نشان مسح کے اوپر ہر روز آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے کہ گئی خط تھے اور انگلیوں کے **ص** اور مدت مسح کی قیاس کو وقت حدیث ایک بات اور ایک دن ہے اور مسافر کو تین دن  
اور تین بات **ف** مثال اس کی یہ ہے کہ شکیا ایک شخص نے نظر کو وضو کیا اور سوچا پہننے بعد اسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب  
مدت عصر کے وقت صلی جانیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل مکر ہوئی اور اور حدیث میں بھی اس باب میں آتی ہیں اور  
اکثر احادیث کا یہی ضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین بات ہے اور قیاس کے واسطے ایک دن اور ایک بات اور ایک  
روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مسح جب تک چاکرے یعنی کچھ مدت نہیں مگر جابستہ اذکار اور یہی قول ہے ابن عباس کا اور  
دلیل کہتے ہیں اس سے جو روایت کیا حکم نے انس رضی اللہ عنہ اور کہا صحیح ہے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے  
تم میں سے اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھی اولیٰ دونوں موزوں میں اور مسح کرے اوپر اور شاؤا اگر چاہے او کو مگر جابستہ اور  
ابن الحوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر عمل کیا ہے اور وہ جواب میں ماجہ اور ابو داؤد روایت کیا ہے ابی بن عمار  
رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کروں میں موزوں پر فرمایا مان کہ ایک دن فرمایا اور دونوں  
کہا اور تین دن یہاں تک کہ پونچے سات دن تک سوا بودا و درجتہ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے **وَقَدْ اُخْتَلَفَ فِي**  
**اِسْتِدَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ** یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد میں اس کی اور وہ قوی نہیں دوسرے کہ مخالف ہے روایت  
اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم شل حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ  
جس کو حکم نے صحیح کیا ہے اور واقطنی نے بھی اس کو روایت کیا ہے معتبر ہے جو آبا و سکا یہ ہے کہ وہ حدیث معمول ہے تین دن کی

حدث پر جیسا کہ گذرا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے مسح کو بھی توڑتی ہے **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جزو وضو کا ہے اور سکا یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو ٹوٹ گیا یہ بھی توڑ گیا **ک** اور کمالنا سو کہ کا بھی مسح کو توڑتا ہے اور پیر دونوں پر دھونا واجب ہو گا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو موز کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پر پھینک جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پر پھینک جاوے مسح ٹوٹ جاوے گا اور جب تک مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اور سپر فقط واجب ہو گا اگر وہ با وضو ہو اور اگر بے وضو ہو تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا موز سے مسح کو توڑتا ہے اور یہی لفظ قدوری کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑ کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہے مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موز موافق تین اونگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پیر اتنا ہی ہو کہ سے نکل جاوے مسح جائز نہیں اور اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہے اور اگر لنبہ پھٹا ہو کہ اوچتیں تین اونگلیاں برابر ساجاتی ہیں لیکن اتنا نکلنا مسح درست ہے اور اگر مٹا ہوا ہو لیکن چلنے کے وقت اتنا نکل جاتا ہے مسح درست نہیں بلکہ موزہ رسی وغیرہ سے بنا ہوا موز سے ٹخنہ کھلا ہوا اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوچتیں نکلنا نہیں ہوتا تو اوپر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہے تو اگر مقدار تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہو گا مسح درست نہیں والا درست ہے اور اگر ایک موز زمین پر پھینک دیا ہو گا جمع کرنے سے تین اونگلی کے موز ٹھہرے تو اوپر مسح درست نہیں اور اگر دونوں موز پھٹے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہتھکڑی طرح مسح درست ہے اور اگر مقیم موز پر مسح کیا اور ایک دن ات گزرنے سے پہلے مسافر ہوا تو تین دن کے بعد اوتارے اور اگر ایک دن ایک رات گزرنے کے پہلے مقیم ہوا ایک دن اور ایک رات کے بعد اوتارے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایک دن کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہو موز کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

### فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں

پٹی پر مسح درست ہے اگرچہ وقت حدت کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہے مگر جبکہ زخم یا چھب گیا ہو پٹی پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ اور سنن مسکیت ضعیف ہے اور اس واسطے کہ موز کے اوتارنے سے زیادہ اوپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب موز کا مسح درست ہو تو پٹی کا بھی درست ہو گیا اور اگر زخم یا چھب چکے کے بعد پٹی گری تو اس مقام کا دھونا فرض ہو و گیا پھر اگر اسکا وضو ہو تو فقط اسی مقام کو دھو ڈالے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پھر کرے تو ترک کرنا اسکا درست ہے **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے میں سر میں زخم لگا تھا اور اسکو حجام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا اور اکڑ کے مگر کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر پہنچی کہا عطائے کہ پونہ چاہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر پانچ جس جگہ اسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ **ن** اور اگر ضرر نہ کرے تو اوچتیں کئی روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اسکا اور فتویٰ اسپر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں اور اسپر کچھ شرط نہیں ہے کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث چھینب جیسا کہ گذرا پونہ پٹی پر مسح پٹی پر جب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا کر سکے جیسا کہ دھونے میں سکتا اس طرح پر کہ پانی اسکو ضرر نہ کرے یا پٹی بٹھی ہو اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اگر عضو کے مسح بے وقار ہو و گیا پٹی پر مسح جائز نہیں **ف**

اس واسطے کہ یہ سبب مذکور کے ہی اور جب عذر نہ ہو دیکھا تو مسح بھی جائز نہ ہوگا **ص** اگر اعضا اصلی کے پٹے ہوں اور ان کے دھونے سے عاجز ہو کہ پانی بہانا و سہ لازم ہو تو اگر یہ مانہ سکے تو اسی جگہ کا مسح کر لے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو ناجائز ہو اور اگر دوسرے دھو سکے **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **ص** اور اگر ہاتھ اوسکے پٹے ہیں کہ خود وضو نہیں کر سکتا اور مسح کرے اور تو اگر دوسرے سے اوسنے نہ کرے یا اور تیمم کر لیا جائے تو صحابہ کے نزدیک درست نہیں اور اگر اوسنے پیر کی پوائی کی جگہ پر وہ اپنی لگائی ہوئی کپڑی کو دوا پر گزاردے اور اگر پانی بہا یا اور پھر دوا پر گڑی اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو پھر دھو سکے اور اگر تندرستی میں نہ گری ہو تو نہ دھو کر اور اگر کسی شخص نے وضو نہ کر لیا اور گدی رکھ لے اوسکے اوپر پٹی باندھی بعض لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو مسح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک نہ دوسرے شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہے **ف** اس واسطے کہ مسح عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اوتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہوگا **ص** اور بعضوں کے نزدیک اگر وہی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہو تو اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہے اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **ص** اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرنا لیکن مقام جراحت سے اوتارنا ضرر کرنا ہی کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراحت تک دھو کر اور پھر باندھ لے اور مقام جراحت کا مسح کر لے اور اگر تشاخص اسپر نہیں کہ پٹی پر مسح درست ہے اور گردن گریہ کے اگر بدن کھلا ہے مسح اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خوف اس بات کا ہے کہ پٹی تڑپو اور تری اوسکی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گدی پر باندھی جائے اور اسکو عصا بھی کہتے ہیں **ص** اور تمام پٹی اور عصا کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی اور عصا کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عصا بے مسح کر لیا اور پھر اوندھو اور اوتارنا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح کرے گا تو بھی درست ہے اور اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی یا عصا باندھ بہتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصا کا کچھ ضرر نہیں بلکہ ایسا کافی ہو پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح موز کی واسطے ہے تو اگر پٹی گڑی لیکن اچھے پٹے سے گری ہو وہی جگہ کا دھونا واجب ہے خاص کے اور اگر بے اچھے ہو گڑی تو مسح باطل نہ ہو دیکھا خلاف مسح موز کے کہ اگر ایک موز کو اوتار لیا تو دونوں پیر کا دھونا واجب ہے

### باب حیض کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہیں جسکو رحم عورت بالغہ کا جھولنا اور عورت بالغہ نو برس میں ہوتی ہے بغیر کسی بیماری کے اور سن نامیدی کو بھی نہ پہنچے ہو کہ تو جو خون رحم سے نہ ہو دیکھا حیض نہیں اور اسی طرح جو خون نو برس کے قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیماری سے آوے گا اور جو خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون حیض ہو دیکھا اور بعض ساری اور جو خون بعد جتنے کے عورت کو آتا ہے وہ کو نفاس کہتے ہیں وہ بھی حیض میں داخل نہیں اور صحیح ہے کہ حیض بعد سن ایسا کہ نہیں **ف** ایسا کہ معنی نامیدی کے ہیں تو گویا وہ سن میں حیض سے نامیدی ہو جاتی ہے **ص** اور سن ایسا کہ بعض کے نزدیک ساتھ برس میں اور بعضوں کے نزدیک پچیس برس اور یہی تخویر کیا ہے مشائخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام نہر میں



**ص** تو جو خون عورت بعد اس سکن دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں **ف** چلی شیعہ شرح وقایہ میں کہ فرمائی  
ہماتہ زلفہ میں اور پس کر کہ بعد چھین برسک حیض نہیں رہی بل کہ حضرت عائشہ و سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا **ص**  
اور قوی اس پر کہ جب خون سیاہ یا سرخ دیکھے تو حیض ہے اور جس کا خاوند مر جاوے اور اس کو حیض نہ آتا ہو تو چار مہینے درج ہو سکتی  
عدت ہے اگر وہ عورت اگر اوگر لوٹدی ہے تو دو مہینے اور پانچ دن ہو اگر قبل تمام ہوئے عدت کے عیسیٰ **ف** یعنی چھ مہینے  
ما سید ہوئی اور سن ایسا کو پونچھ ہی ہو **ص** ایسا خون دیکھا عدت مہینوں کا باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا  
خون دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زیادہ سبز یا خالی ہے تو وہ حیض نہیں **ف** استخاضہ ہے **ف** بیان آویگا **ص**  
اور کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر  
تیس دن کا ہے اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک ات اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث میں ہے کہ کم مدت  
حیض کی واسطے عورت کے بارہ ہوا شیبہ تین دن اور تین ہمت اور اکثر مدت دس دن اور جزو یادہ ہو وہ استخاضہ ہے روایت کیا اسکو  
دارقطنی نے ابی امامہ سے کہ ماہ قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبدالمکات اسد میں اسکی مچول ہے اور علا بن خریض عیسیٰ روایت  
کیا عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب یادہ ہو اس سے  
تو وہ استخاضہ ہے اور سبب حسن بنتی کا کہ عیسیٰ کیا اسکو اور حدیث شہورہ بخند بن ابیہ سے اور روایت ہے عوف بن انس رضی اللہ عنہ  
کہ ابن عدی حسن بن نیاہ بن کہیں دیکھا مینے اسکو شہد بکارت تین بلکہ بیضا ہلکی قریب ضعف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے  
عبد الغزیز اور دسکی انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ماہ انھوں نے کہ عورت ماہ سے  
دس دن تک اور جزو یادہ ہو وہ استخاضہ ہے اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہ نہ ہونے تو عورت استخاضہ کی دن اور  
نہ دو دن میں یہاں تک کہ پونچھ دس دن کو سو وہ استخاضہ ہے اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے دیکھا  
جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ غیر مستحاضہ کے غیسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان بن مسجابی ہیں اور روایت کی سعید بن جبیر سے  
کہ ماہ حیض کے تیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان بن عیینہ اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اشد  
بن مہق سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے اور ضعف کیا اسکو محمد بن  
مجمول ہیں اور روایت کیا ابن عدی نے مال میں کاہن بن جہل رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حیض کم  
تین دن سے اور نہ اوپر عورت دن سے اور ضعف کیا اسکو محمد بن جہید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو عتیبہ  
معاذ رضی اللہ عنہ اور ضعف کیا اسکو محمد بن جہد بن صوفی سے کہ مجہول ہیں اور روایت کیا اب جوحی علی ملتانہ میں خدیجی رضی اللہ  
عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن اور کم مدت درمیان حیضوں کے پندرہ دن ہیں اور ضعف کیا  
اسکو سلیمان بن عیسیٰ نے ابو داؤد سے اور وہ واضع حدیث کا اور حدیث حجت ہے امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم  
مدت حیض میں بعضوں نے کہا ہے کہ کم مدت تین دن اور تین ہمت ہیں اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ  
اور اہل کوفہ کا اور اسے اخذ کیا ہے ابن المبارک نے اور خطا جو تابعی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی پیش  
اس باب میں نہیں آئی **ص** اور شروع حیض کا جسے ہوتا ہے کہ خون فرج خارج ہو اسکو اگر کسی عورت نے فرج داخل کر لیا ہے

سنن ابی یوسف

سنن ابی یوسف

سنن ابی یوسف

**ف** اگر سرفا کو کہتے ہیں جو عورتیں تمام حیض میں اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہیں **ص** اور خون اوسکی جگہ بند رہنے پر فرج خارج تک نہیں پہنچا یہ حیض متحقق ہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو اگر سرفا کہتے ہیں وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کرسف تک آجائے تو اگر فرج داخل ہوا کرسف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہوا حیض متحقق ہوگا مگر جب کرسف اٹھا لیا جائے تو اوتھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک نہیں پہنچے کوئی آویگا تب تک حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر وہ اپنی اہلیل میں یعنی سوراخ ذکر میں روئی رکھی ہو حکم یہی اور قلعہ خارج میں داخل ہوئی **ف** قلعہ اسے کہتے ہیں جہاں تک کہ ختنہ کیا جاتا ہو تو اوسمیں اگر پیشاب آجائے گا نماز ٹوٹ جائے گی اگرچہ باہر سے **ص** اور رکھنا کرسف کا کپڑا یا تمام حیض میں سخت ہو اور شیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہر وقت فرج داخل میں رکھنا کہ وہ ہر اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو گیا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہر اور جو رنگ مدت حیض میں ہو اس سفیدی خالص دیکھا سب حیض ہر **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی سیدہ روز میں اور زیادہ کی حد میں اور طہر متخلل کہتے ہیں اوس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کی رنگ میں سب چھ رنگ علم نے بیان کیے ہیں سفید سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی مل ہوئی ہو اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو اصل سنے کا یہ ہے کہ عورت حائضہ ان چھ میں سے کوئی رنگ نہ دیکھے ورنہ حیض ہر کہ سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی جہاں بیان نہیں کی جو قول مفتی بری اوسکو ذکر کر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہو کہ جب وہ خون کے بیچ میں آئے تو اگر تین دن سے بھی کم ہو تو وہ سب نزدیک حیض ہر اور اگر تین دن کو یک یا زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام عظیم سے ایک دن یا دو دن میں بھی حیض میں داخل ہوا اور بعضوں نے کہا ہر کہ اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ اس میں آسانی ہے فتویٰ پوچھنے والے اور فتویٰ دینے والے پر **ف** ہر کہ میں لکھا ہوا کہ اخذ لہذا القول ایس یعنی تسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہر اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور بائیں مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا منہ بآپن المبارک کی روایت امام صاحب نے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب نے تفصیل میں ان مذاہب کے خواص کا حفظ فائدہ ہر عوام کا کوئی فائدہ تصور نہیں ہوا سطر ترک کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہر اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو کہ تب بھی صحیح مذہب میں حیض ہر اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہلکے نزدیک حیض ہر **ف** اور فرق ان دونوں میں بیان کر کے اور بعض اہل یون کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں دلیل اولیٰ یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری ام عطیہ سے کہ کہا انھوں نے ہم نہیں گنتے ہیں تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور ہر کہ میں ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوا سے سفیدی کے سب کو حیض گردانا ہر اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **ص** عورت حائضہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جبکہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے پر وہ کہے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے کے نماز کے اور بعض خارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کیا لازم ہے اور یہ مذہب مخالف اصحاب میں مشہور ہے اور مرد و **م**رثا اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے وقت سے ساقط ہوگئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن کے کم اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریم ہو سکتی ہے نماز واجب ہوگی اور اگر اس کے وقت پر واجب ہوگی اور اگر روزہ عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روز میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہوگی اگرچہ نفل ہو اور اگر عائشہ عورت رمضان میں ن کو پاک ہوئی اور کچھ نکھایا وہ روزہ کافی نہ ہوگا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہوگا اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو اور اگر دس دن کے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریم کر سکتی ہو تو کل کاروزہ واجب ہوگا اور اگر اس کے کم ہو تو واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسنے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور عائشہ کو درست نہیں کہ مسجد میں آئے اور طہوان خانہ کعبہ کا کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم صرف میں کہ نام ایک مقام کا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں ہو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جاکرے میں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ نہ طہوان کرنا کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد سے لے لیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں عائشہ ہوں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ماتھے میں تو نہیں ہو اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا عائشہ کو مسجد درست ہے اور ہر کس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں مسجد کو واسطے جنب اور عائشہ کی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ و بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے مؤلفین کی خطابی نے اس حدیث کو اور کہا اسناد میں اسکی افلت بن حلیفہ صاف کوئی مجہول الحال ہے اور کہا ابن الزہری نے کہ وہ متروک ہے جواب اوسکایہ ہے کہ ابن الزہری کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزيمة نے اور حسن کہا اوسکی بھی بن قحطان نے واللہ اعلم **م**رثا اور اگر طہوان کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیز میں کہ وقت احرام محرم ہو جاتی ہیں حلال ہو جائیگی **م**رثا اور عائشہ کو نان سے نیچے زائونک چھونا درست نہیں اور چھوٹے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کو یا زائون ران ملنے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کچھ چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب بدن استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ کو اپنی عورت سے کیا درست ہے جس حالت میں وہ عائشہ ہو سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاندہ تلوہ سپر از رجب کو اختیار ہر ازار کے اوپر کا اور وہ جو چھوئے اس حدیث کو کہا کہ یہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکایہ ہے کہ مرسل وقت

تقریباً روایان کے مقبول ہو اور راوی سے پہلے کتب میں روایت کیا اس حدیث کو امام مالک و دارمی نے اور روایت جو  
 معاذ بن جبل سے کہہ مائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت کے کچھ وقت حیض کے کیا حال ہو گا کہ اوپر ازار کے اوپر پہنا  
 اسے افضل ہو روایت کیا اسکو زین نے اور معی نے کہہ ہوا کہ اسناد اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام  
 اور گناہ کبیرہ و بالاتفاق ممنوع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کچھ جماع کرے  
 حائضہ سے یا کسی عورت کی درمیان یا کسی کا پسینے کے پاس آئے اس سے خبر پوچھنے کو سواو سننے انکار کیا اسکا جو محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر نازل ہوا اور محمد بن ہریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ مین ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے  
 مباشرت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو  
 بھیجا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے لوں گے کہ کیا مباشرت کرھی ہو عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو کہہ مائیں  
 رضی اللہ عنہا کہ باندھے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جیسا اوپر لکھا ازار ہوتی تھی نصف رانوں تک رانوں  
 اور ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی داؤد و ترمذی رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے سنا بعض  
 ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوکلی لکھتے  
 اور شاید جسی سے کہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب و نفسہ کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگر چاہا کہ آیت سے  
 کم ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوسمیں ہے کہ قرآن  
 کے قصد سے ہو کہ اگر بغیر قصد سے ہو جیسے کہ کہ **لَا تَجِدُ لِّلْهُدٰی دِيْنًَا لِّلْعٰلَمِيْنَ يٰۤاَشْكُرُ لِّلنَّعْمَةِ تَوَكَّلْ عَلٰی نِعْمَتِ**  
**فَرَاتٍ** واسطے جنب اور حائض کے اس واسطے جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن میں سے  
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور داؤد قسطنطینی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو داؤد قسطنطینی  
 نے مرفوعاً اور ضوئ بن انوفون حدیثوں کو ضعیف کیا ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** **ص** عورت حائضہ کو تجھی قرآن کی درست ہے **ف**  
 اس واسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں کہ لاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہو اسکو اگر حیض آیا امام کنی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاؤ  
 اوپر ہر کلمے کے اوپر پڑھ جاؤ اور امام طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاؤ اور مرد آدمی کے بعد پھر پھر باقی آدمی پڑھاؤ ای طرح کہ لکھا  
 اور دعا قنوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور توحید و تخیل  
 پڑھنا مکروہ ہے **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث نے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **ف** اس واسطے کہ **وَا**  
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں۔ وکتی تھی کوئی چیز اور کو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور صاحب سنن  
 اور ابن خرمیہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ اور داؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن مسکن اور بیہقی  
 اور یحییٰ شریح استہمین اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں انیس سورۃ آل عمران کی  
 قبل وضو کے **ص** اور چھوٹا اسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ  
 قرآن شریف میں آیا ہے **لَا يَسْتَحْسِنُ اِلَّا الْمُطَهَّرُونَ** معنی نہیں چھوٹے ہیں اسکو مگر بالکل لوگ **ص** مگر خلاف کے

اوپر سے درست ہو اور غلاف اس سے کہتے ہیں کہ جہاں اس کے قواب جگہ کا صبا ہونا مکمل نہیں لہذا چھوٹا بھی اس کا درست نہیں اور لکھنا قرآن کا اگر چھوٹا نہیں جاتا یا یہ لکھے ہوئے کو درست ہو نیز ایک امام ابی یوسف کے اور نیز ایک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہیں اور بے طہارت کے استنہین سے چھوٹا مکروہ ہے اور اوس دو پوچھ سون کو جب آیت قرآن کی لکھی ہو چھوٹا مکروہ ہے مگر تحصیل میں چون تو چھوٹا تحصیل کا جائز ہے مکروہ نہیں اور جو عورت کہ دن میں جنس سے پاک ہو قبل غسل کے اوس صحت کرتا اور دست ہو اور جو اس سے قبل میں پاک ہو قبل غسل کے اوس صحت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہے **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پورے دن یعنی لپس ہوئے کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس صحت درست ہے اور اگر گرم میں اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست ہے اور وجہ اسکی صاحب ہدایہ نے یوں لکھی ہے کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور جب دن میں جنس سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس سے تو یہ تو اکثر مدت ہے اس سے زیادہ جنس نفاس نہیں ہو سکتا اور جو کم میں پاک ہوئی تو تمام دن کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو جانبہ اقطع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم **ص** اور اگر دس دن میں پاک ہوئی اور وہ وقت موافق غسل اور تکبیر تحریم کے گذر گیا تو اب صحت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے **ف** کیوں کہ نمازوں اور سپر فرائض ہو گئی تو حکم گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت کے کم ترین میں سے زیادہ میں تو قربت اوسکی جانب میں جب تک عادت کے موافق وقت گذر جاوے اگر چہ اس سے غسل بھی کر لیا ہو و کیونکہ عادت میں خون بہنے کے پھر جانیکا تو احتیاطاً یہ نہیں ہے کہ ذاتی الھدایہ **ص** اور اگر عورت حائضہ دن میں ایک یا دو دن یا زیادہ گذر گئے ہیں مگر عادت اسکی کم ہو واجب ہے اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ ہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہو یا زیادہ عادت سے ہو جاوے یا عورت مبتدئہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہے **ف** مبتدئہ اوس عورت کو کہتے ہیں جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی نہ ہو اوسکو **ص** اور اگر تین دن سے کم میں پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور قبضہ ہوئے کا خون ہو غسل کرے اور پڑھ لے اور ان سب صورتوں میں اگر چہ روز میں کے اندر خون گیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدئہ یا مستادہ ہو اور اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن کے گزرنے سے حکم طہارت کا کلیا جاوے گا اور غسل اوپر واجب ہوگا اور معتادہ اگر ایک دن خون نکلا اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون نکلا اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کہ مدت طہر کی پندرہ دن میں اور اکثر مدت کی حد نہیں **ف** ایسا ہم غلطی سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور اکثر کایہ حال ہے کہ کبھی برزق بریک طہر رہتا ہے **ص** مگر معتادہ کا موافق عادت طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے انداز میں اوس صحیح ہے کہ ایک گھنٹی کم چھ مہینے میں صورت اوسکی یوں ہے کہ اگر عورت کا دل احسن ہو اوسے روز خون نکلا اور پھر پاک ہی پھر خون اوسکا بار بار جاری باعث اوسکی دس تا تین گھنٹی کم ہو گئی اوسے تین گھنٹی کا ایک مہینہ ہو تو تین گھنٹی کا ایک گھنٹی کم ہو گئی یا ایک گھنٹی کم ہو گئی یا ایک گھنٹی کم ہو گئی

### فصل استحاضے کے بیان میں

جو خون کہ تین دن میں یا اس سے کم ہو یا دس روز یا زیادہ ہو یا اس کے چالیس روز یا زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اسی طرح جو خون کہ عورت کے فیض کی عادت زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے بھی مستحب ہے

مثلاً اوہ کی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اسے خون بارہ دن تک کچھا پانچ دن استحاضہ کے ہیں اور نفاس کی عادت کو  
تیس دن تھی اور خون اسے پچاس دن تک کچھا بیس دن استحاضہ کے ہیں یہ کم تو معتادہ کا ہے اور معتادہ کا خون اگر جاری نہ ہو  
سے دس دن اس کے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور پہلے نفاس میں اس کا خون ہمیشہ جاری نہ چاہیں دن نفاس کے گئے جانے  
اور باقی استحاضہ کے اور خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اس کا جاری رہا تو  
جتنے دن اس کے حیض کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اس کے نماز پڑھے غسل کرے کہ جب دن اور چھ حیض کے نماز ترک کرے  
اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اس کا رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم کے عہد میں تو پوچھا اس کے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے دیکھ کر گنتی رات  
دن کی کہ حائضہ فی تھی اندون میں مینے سے قبل اس عارضے کے سوتر کرے نماز موافق اس کے مینے سے سو جب گذر جاوے تو  
تو غسل کرے پھر گدی لگاؤ کسی پڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ کئی سندوں کے ساتھ صحیح اور ایک  
حدیث میں آیا ہر نَدْعُ الصَّلَاةِ اَيَاكُمْ اَوْ اَلْهٰكَا يَنْبَغِي تَجُوزُ نَمَازُ حَيْضٍ كَدُنُونٍ مِّنْ لِّمَنْ اَبُو داؤد وضعیف کیا اس روایت کو  
کہا کہ وہ ہم پر ابن عیینہ راوی اور حنفی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ لکھا ہے اور یہی قول ہے حسن اور سعید  
بن المسیب اور عطارد اور کحول اور ابراہیم اور قاسم بہتے تابعین کا **ص** عورت استحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطنی کرنا  
اوسے درست ہے **ف** اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں بیشمار کہان تک بیان کروں اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے  
**ص** جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور صحت ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اس پر پڑے اس کے ننگے تلو  
ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور نفلوں کو فرض کی تبعیت میں پڑے **ف**  
کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت استحاضہ میں کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے  
اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داؤد سنن میں اور یہی ہر مذہب امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابویوسف  
جمہم اندامین کا اور ثابت کرنا اس کا بہت مشکل ہے جسکو منظور ہے وہ مشکل الا تار امام طحاوی میں جو قبضیل ہے دیکھ لیں  
اور ایسا ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کہا سعید کے غسل کرے ایک طہر دوسرے طہر تک روایت کیا  
اسکو ابو داؤد اور بعضوں نے کہا ہر کہ اس میں ہم ہو گیا ہر صحیح یہ ہے کہ من خلطہ الی خلطہ یعنی طہر سے طہر تک لیکن یہ قول  
مناسقبہ نہیں ہوا اس کے طہر کی کیا تخصیص ہے سب ازین اس باب میں برابر ہیں مؤید ہے اسکی جو کہا ابو داؤد **و** **و**  
**مَسُوْبُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَكْبُوعَ قَالَ فَبَدَّ مِنْ طَهْرٍ اِلَى طَهْرٍ فَقَلْبَهَا**  
**التَّاسِ مِنْ طَهْرٍ اِلَى طَهْرٍ** یعنی روایت کیا اسکو مسوے کہ اس نے طہر سے دوسرے طہر تک سو بدل یا اسکو لوگوں نے  
طہر سے دوسری طہر تک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طہر سے طہر تک ہے اور بھی مؤید ہے اسکی جو کہا ابو داؤد **و** **و**  
**وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ** کہ مذہب ان کا وہی ہے کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یکہ طہر سے طہر تک غسل کرے **و** **و**  
**وَعَلِمَهُ مَا تَرَاهُ** اور ربیعہ کا مذہب یہ ہے کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی اور صحت ہوا استحاضہ  
کے اسکو بوجہ اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضوں کا یہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرے اور

دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں فافہم اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہونٹوں کے  
 اور یہی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخرج کیا اسکا الوداؤنی اور وہی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہے روایت ہے کہ  
 حکم رضی اللہ عنہ کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اور نسے غاوند اوند کے اور سنا میں ابوصدیک کی  
 معلیٰ بروی بعض لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور انکو اور امام احمد ان سے روایت نہیں کرتے تھے لیکن کہلوی بن سین نے روایت ہے کہ وہ وقت میں او  
 اسی کو اختیار کیا ہے وہ شہین اور صحیح ہے ہر ص اور ہر نزدیک ہر وقت نماز کی واسطے وضو کرے اور او وقت میں جتنی چاہے وضو کرے  
 نوافل پر اور اس کے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آتا توڑ دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک  
 دونوں وضو ٹوٹ جاتا ہے جس شخص نے قبل وقت نماز کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد نظر کی نماز پر وضو کرے ہر ایک کے نزدیک امام ابی یوسف  
 کے نزدیک درست نہیں کہ بیک وقت کے داخل ہونے سے اولے کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اولے کے بعد کے وضو ہر ایک کے نزدیک جابجا اور امام  
 کے نزدیک نہیں ٹھیک کہ بیک وقت کا ہر ایک کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابی یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جابجا

### فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اس خون کو کہ تہہ میں جھٹنے کے بعد آتا ہے اور اس کی کم مدت کی حد میں اور اکثر مدت اس کی پانچ دن ہیں **ف**  
 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ انھوں نے نفاس الی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس پانچ  
 دن ہستی تھیں روایت کیا اسکو الوداؤ اور احد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے الوداؤ کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو  
 حکم کیا ساتھ تھا کہ نہ نمازوں نفاس کے اور صحیح کیا اسکو حکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت سات  
 دن ہے **ف** اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اور نہجت ہے **ص** اور جس عورت کا ایک پچھ پیدل ہوگا اور چھ مہینے سے  
 کم میں دوسرا پچھ پیدل ہوگا تو اوں کو قوائین کہتے ہیں اس کی ماں کا نفاس اول اس کے سے معتبر ہوگا اور عدت اس کی دوسرے  
 اس کے سے گذریگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے اس کے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو پچھ پیدل ہوگا بعضہ بعضا  
 اس کے مخلوق نہ ہو نہ خون آئے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے پچھ پیدل ہونے سے لوٹتی ام ولد ہو جاوگی **ف**  
 ام ولد اس لڑکی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ ہے کہ بعد نماز اس کے کے آزاد ہو جاتی ہے تو یہ بیان کیا کہ اگر لڑکی  
 سے ایسا پچھ پیدل ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاوگی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند جو بچہ کو  
 اگر تو جنے کی تو بچہ طلاق پر اور وہ سقط جنی تو شہ طاد ہو جاوگی اور عورت پر طلاق پر بچا دیکھا اور عدت تمام ہو جاوگی

### باب نجسوں کے بیان میں

**ف** جماعت کو پاک کرنا واجب ہے نماز کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہو کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
 وَثِيَا بَاك فَطَيِّسٌ یعنی کپڑوں کو اپنے سو پاک کرنا اور احادیث میں بھی یہی حکم ہے **ص** اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نجس ہو  
 نجس ہو جاوے ایسی جماعت جو کھائی دیتی ہے یا بیانی اور سر کر اور گلاب اور جو چہ کہ ہستی ہے یا بیانی کی سی اس سے پاک کرے  
 اور اگر اس کا نہ بانی رہا تو اس کو زائل ہووے تب بھی پاک ہو جاوگی **ف** بانی کے مثل کیا سنی کہ جب بچہ یا بچہ یا بچہ یا بچہ یا بچہ  
 جیسے بانی سیدہ ام ابیوسف اور امام ابی یوسف کا ہے اور کہنا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہیں جائز ہے نجس کا



پاک کرنا اگر بانی سے **ص** جو چیز کے ناپاک ہو جاوے اوس نجاست سے کہ دکھائی نہیں دیتی نہیں بار کے دھو اور ہر بار کے چوڑنے سے پاک ہو جاوے گی اور تیسری بار میں خوب موافق زور دینے کے چوڑے تو اگر خوب زور سے چوڑے گا تو پاک ہوگا ایسا ہی چوڑنے اور جسکا چوڑنا ممکن نہیں تین بار دھو اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ ہر قطرہ نہ بے اور ٹپکنا موقوف ہو جاوے اگر سوکے میں ایسی نجاست جسکا دل ہووے بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر پٹنے سے پاک ہو جاتا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تردّد از بھی ہووے اور خوب سے پاک ہو جاوے گا اور اوس پر فتویٰ ہے اور جو دلدار سوکے دھونے سے فقط پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب فقط دھونے سے پاک ہوتا ہی **ف** روایت کیا ابو داؤد حضرت ابی ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تھکے جوتے میں نجاست تو مٹی اوسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی امر وی عایشہ رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تردّد از ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک ہووے گی اور دلیل اونکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیر کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دھواوے کو اور اگر خشک ہو تو کچھ لازم نہیں ہے کہ روایت کیا اسی **ص** اگر کسی چیز میں بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر مٹی سے بغیر دھونے کے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہی اور سوکھی مٹی اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن یہ جب ہو کہ مٹی اتقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تھیں مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور یہی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے مٹی کو پھر نخلتے تھے نماز کو اسی کپڑے میں اور میں دیکھتی تھی نشان دھونے کا اوس میں روایت کیا اوسکو تھیں رحمۃ اللہ علیہا اور ایک روایت میں مسلم کی ہے کہ میں کھرچتی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اوی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں کھرچتی تھی سوکھی مٹی کو نماز میں اپنے کپڑے سے اور کہا امام لمحاوی نے شکل الآثار میں حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَبِشْرِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَيِّمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْمَنِيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ كَيْدَ الصَّلَاةِ وَأَنْ يَقْبَعَ الْمَاءُ لَيْقِي ثَوْبِي يَعْنِي كَمَا حَضَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے کہ میں دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان بانی کے اونکے کپڑے میں ہوتے تھے **ص** اگر سرزد کر کا پاک ہے اس طرح ہر چیز پیشاب نے فوج سے تجاوز نہ کیا اور بعد پیشاب کے استنجاء کیا اور مٹی خشک ہوگئی کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن میں اگر مٹی لگے خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی جب تک نہ دھوے گا **ف** صاحب ہر پانے وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فَنَاتِ حَرَارَةُ الْبَدَنِ جَاذِبَةٌ لَا تَبْعِدُ إِلَى الْبُحْمِ وَالْبَدَنُ لَا يَسْكُنُ فَوَلَّاهُ حَرَارَتِ بَدَنِ جَاذِبٌ يَسُوْنُهُ عَوْدُ كَيْدِ مَنِيٍّ طَرَفٌ جَرَمٌ خَشْيٌ سَے اور بدن کھڑا ہوگا ممکن نہیں **ص** تنوار یا چھری یا اور جو لوکے مثل خیز میں ہیں پٹنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور پر ہووے اور جو چھوڑا ایسا ہو کہ دھونا اوسکا دشوار ہو ایک ات دن اوس پر بانی بہاؤ پاک ہو جاوے گا اور اینٹیں ناپاک یا اینٹیں بھی ہوئیں یا نرملے کا گھر اور درخت اور گھاس اگر کٹی نہ ہووے اور خشک ہو جاوے اور نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین خشک



تو نماز پر دست ہوا اگر نیچے تو نماز پر دست نہیں اور زمین خشک ایسی ہی جسے زمین کو بڑا ہلکی گئی ہو اور سبز کھیرا کھرا کرنا پڑے دست ہوا اگر اگر کھانا کچرے کا جھڑیاں اتھا بھول گیا اور دوسرے کھانا وغیرہ سوئی کے دھولیا نماز اور سبز کھیرا کھرا کرنا کچرے کے دھولیاں چھانٹ کر اسی طرح روئیں بلکہ اگر کسی نے نماز اور کچرے کو ہونے کا خیال کیا تو اس سے نکال کے اسکو کچھ دیدیا سبک ہو جائیگی ضرورت کے سبب

## فصل استنجے کے بیان میں

استنجا کرنا اس حدیث سے جو دونوں ہوتا ہے کچھ وغیرہ سے یہاں تک کہ صاف ہو کہ بغیر کتنی کے سنت ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کتنی بھی سنت ہو اور سونے اور ریح سے استنجا نہیں **ف** اگر کوئی کہے کہ سونا اور ریح کھل گیا جب کہ کما دونوں راہوں سے پھر اسکے فکر سے کیا فائدہ جواب دے سکا یہ ہو کہ سونے میں گمان ہو ریح وغیرہ کے نکلنے کا واسطے اسکو بھی بیان کیا اور استنجہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماومت فرمائی ہو اور تین پتھر نکالے ہونا کچھ ضرور نہیں اگر دو پتھروں میں چھان ہو جاوے کافی کر اور ہر مذہب میں کوئی شہادت پتھروں کا مستنون نہیں اور حدیث ثابت ہوتا ہو کہ جو بول میں احتیاط کرے اس کے واسطے بڑی عمدہ شدید ہو روایت کیا اور قطنی اور حاکم وغیرہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پتھر کو دینا سب سے اکثر عذاب قبر کا واسطے ہوتا ہو اور امام شافعی نزدیک تین پتھر ضرور چاہیے روایت ہر مسلمان رضی اللہ عنہ کے منع کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم استنجا کر تین پتھر سے کم میں روایت کیا اسکو مسلم نے اور ابی داؤد اور نسائی اور مالک نے اور لیل ہمارے مذہب کی یہ کہ روایت کیا ابو داؤد او ابن ماجہ وغیرہ کہ اگر استنجا کرے پس چاہیے کہ طاق کیو جسے کیا سوا چھالیا اور جسے نکلیا سو کچھ حرج نہیں اور ابن سعد رضی اللہ عنہ روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر نکلو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح ہے کہ شرط پاکی ہو اور تین ڈھیلوں کے سنت ہو نہیں شک نہیں کہ کوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **فَعَلْ فَقَدْ أَحْسَنْ** جسے یہ کیا سوا چھالیا اور جسے نکلیا ہو کچھ حرج نہیں اور سنت کا یہی حکم ہو اور ابن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ثابت نہیں تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھروں سے استنجا کیا اور بغیر تسلیم کے اسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہیں واجب اور سنت میں ترک تو حرج ہے **ص** گرمی کے دنوں میں پہلے اور تیسرے پتھر سے چھ کی طرف پال کرے اور چار کے دنوں میں پہلے اور تیسرے پتھر سے لگے کی طرف پال کرے اور پہلی صورت میں دوسرے پتھر سے لگے سے پال کرے اور دوسری میں پیچھے سے اور عورت جائے گرمی میں ہمیشہ پہلے پتھر سے پیچھے سے پال کرے اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا **آدب** روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ہمیں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کہ نکلے پینے سے مگر یہ چھو پانی کو یعنی پانی دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب آیت نازل ہوئی **فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ** یعنی مسجد قبلہ میں لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہے طہارت کرنے والوں کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر وہ الصلا کے تحقیق اللہ تعالیٰ نے نشاکی اور پتھار سے چھ طہارت تمہاری کہیں کیا ہو طہارت تمہاری پس کہا انھوں نے کہ ہم وضو کرتے ہیں نہ کہ لے لے اور غسل کرتے ہیں جناب سے اور استنجا پال کرتے ہیں ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو وہ یہی جو لازم ہے تو ہم اسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور زر بن حبہ اللہ علیہما تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت سے مراد قرآن میں بھی استنجا کرنا پانی سے ہے اس واسطے کہ مسجد قبلہ والے خاص اس میں اور صاحبین نے زیادہ سے ورنہ وضو اور صاحبین بھی کرتے تھے

یہ حدیث کی کوئی روایت نہیں  
موسیٰ بن جعفر کا بیان ہے  
کہ اگر کوئی کسی کو  
نہایت صحت سے  
مکمل کر دے  
تو اس کو  
اللہ تعالیٰ  
بڑی عبادت سے  
پہنچائے گا

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچا اپنی کوتاہی کا  
 عبد اللہ بن عمر نے سو کیا جسے اوسکو سو پایا جسے اوسکو دو اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور روایت کیا ابھی اس حدیث  
 اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی پہاڑ قبلہ کے کہ پہاڑ اوس سجدے کے ایسے لوگ ہیں جو دست رکھتے ہیں جہت  
 کو فرمایا کہ تھے استنجائے بانی سے سوز نازل ہوئی ناؤ میں یہ آیت **ص** تو پتہ دیا تھو پہر مخرج کو خوب صاف کر کے ملے ہوئے  
 اور ایک اونٹنی یا دو تین اونٹلیں باطن سے دھوئے اور اونٹلیوں کے سر سے دھونا درست نہیں ہے دونوں ہاتھ دھوئے اور اگر پاؤں  
 مخرج سے درم برا بھی تھا ورنہ سر کی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سے درم برا ہو جائے  
 بھی دھونا فرض ہے اور کھانے اور پانی اور گوشت اور دھن سے ہاتھ استنجاء درست نہیں **ف** لیکن پانی اور گوشت سو سونا ہے  
 کہ روایت کیا ابن سعد رضی اللہ عنہ نے گوہر کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر چہ غسل یعنی پنجپس کر کے یا نہ کر کے  
 اور بھی روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن سعد کے کہ جب نے قاصد جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے اونٹن  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت اپنی کو کہ استنجائے کرین پری اور گوشت یا کھانے سے استنجائے کہ استنجائے کیا اور نہیں  
 منع کیا بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے مخرج سے بھی ایسا ہی مخرج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے  
 اور اسی باب میں روایت ہے خرمیہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلطان کے اخراج کیا ان دونوں کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجی  
 کرنا دہنے ہاتھ سے سور روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجائے کرین ہمو دہنے ہاتھ  
 روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے ہم سب نے اور روایت کیا بخاری اور ترمذی ابو داؤد  
 وغیرہ نے ابی قتادہ کے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم اپنے پیش پیرے کے اپنے کو دہنے ہاتھ سے اور  
 استنجائے اپنے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد آنحضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا ابنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور یا ابن ماجہ واسطے چمانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ سنا  
 عثمان رضی اللہ عنہ نے فرماتے تھے کہ نہیں چھو اپنے دہنے کے ہاتھ سے جب کہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور  
 اسلام لایا میری خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجائے کیا انھوں نے دہنے ہاتھ سے اس سے خارج کیا اس حدیث کا زین بن حارثہ نے بھی **ن**  
 اور چمانے میں قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا اور نہ نہ کرنا مکروہ ہے تحریری اور کھل اور میدان میں بھی بہار نزدیک ہی حکم ہے **ف** کیونکہ  
 روایت ہے ابی یوسف کے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم چمانے کو سونہ سونہ کر و طرف قبلہ کے اور نہ پیٹھ کر و طرف او  
 اور لیکن مشرق کی طرف ہونہ کر و اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب اسطے مینے کے لوگوں کے کیونکہ قبلہ اوکھ مشرق اور مغرب میں  
 اور جبکہ قبلہ مشرق یا مغرب ہے اوکھ جنوب شمال کی طرف ہونہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھ عالموں نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے  
 سوطا میں اور روایت کیا اسی باب میں ابن ماجہ ابن ماجہ اس سے اور اسناد میں اسکی ابو یزید جصوق کہما کی کہ نام اوکھ علیہ صلی  
 بن عبد کا جھول ہے اور ابو سعید خدری اور اسناد میں اسکی ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے روایت ہے اور دوسری روایت ہے ابن ماجہ کی ابو سعید  
 خدری ابن سعید ہے اور وہ ضعیف ہے اور بہار نزدیک ہے کہ اس حدیث میں اسکی اور گھر میں سب میں کہ کہہ دیا ابیوب انصاری کہ تم  
 نام ہر توجہ میں ابی سعید کہہ دیا ہر طرف قبلہ کے سوچتے تھے ہم اس سے اور استنجا کر کے تھے اس سے ہم اس سے اور اس سے

موندہ طرف قبلہ کے کرنا ممنوع ہر وقت پچانے کے اور بعضوں نے رخصت ہی پر قبلہ کی طرف موندہ کرنے کی جبکہ قبلہ اور اس کے  
درمیان میں کوئی چیز داخل ہو جیسا کہ روایت ہر مردان مسافر سے کہا انھوں نے دیکھا سینے میں عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا انھوں نے  
اوپر سے اپنی کو طرف قبلہ کے بھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا سینے اونٹ سے کیا نہیں منع کیا گیا اس سے کہا  
انھوں نے کہ ان منع ہر میدان میں لیکن جب ہو درمیان میں اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز کہ جھپٹانے تک جو کچھ خرچ نہیں اخلج  
کیا اسکو ابو داؤد اور بعضوں نے طلاق رخصت ہی پر لیکن موندہ کرنے میں طرف قبلہ کے سودا لیل تا بہن حدیث جابر رضی اللہ عنہ  
کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم موندہ کریں طرف قبلہ کے پیشاب میں سو دیکھا سینے اونٹ کو ایک سال بیشتر قبل فاسک کہ نہو  
کرتے تھے طرف قبلہ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور کما ترمذی سے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کما شیخ ابن القیم نے کما ترمذی  
نے کہ پوچھا سینے بخاری اس حدیث کو پس کہا انھوں نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ابان بن صالح  
سے اور وہ مجہول ہیں اور میں حجت ہو مجہول کی روایت سے اور جواب دہ سکا یہ کہ کما ابن منذر نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہے مشہور ہے حدیث لا  
اور وہ ابان بن صالح بیاض عمیر کا ابو محمد قرشی ہے روایت کیا اس سے ابن حزم اور ابن عثمان و ابن اثیر اور عبد اللہ بن ابی جعفر نے اور  
شہادت الیہ اساتذہ روایت اسکی کے بخاری اپنی صحیح میں مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطاء اور توشیح کی اسکی بھی ابن عیین اور ابو حاتم اور  
ابو زرہ رازحی اور نسائی نے اور الدہمیری ابن کبار روایت کیا اس سے ابوداؤد و ابوداؤد طحاوی اور حسین بن علی وغیرہم نے اور اس  
حدیث پر انھوں کو کیا صحیح بن سچ نے اور نہیں حجت پڑی جاوگی اس سے احکام میں تو پھر ہر حال میں کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور طرح  
مسنوخ ہوگی اس سے حدیث میں منع کی باوجود اس بات کے کہ اس کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ کان میں ہو کہ اوں لوگوں کے  
مذہب پر جو مکان میں رخصت دیتے ہیں یا یہ امرنگی مکان سے تھا کما شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کہ فَكَيْفَ تَقْدِمُ عَلَى التَّصَوُّبِ  
الصَّحِيحَةِ الصَّحِيحَةِ بِالْمَنَعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوگی یہ حدیث اور بخصوص صحیح صریح بالنع کے چھڑ کر کوئی کہے کہ  
تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے سو کیا کہتے ہو روایت عراق بن عیاش رضی اللہ عنہما دبا بن جصہ کے تو جواب دہ سکا یہ ہو کہ یہ حدیث  
صحیح نہیں یہ موقوف ہے پر عیاش رضی اللہ عنہما لہما یہ ترمذی نے کتاب الغل میں نقل احسن البخاری اور کما بعض حافظوں نے حدیث کے  
کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اس کے سبب کو بڑے عالم لو کہ نہ دیکھ کے پہچانتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اسکی جو خالہ بیاضی اصلت  
کا ہے ہونے اس حدیث کے متن کو یاد نہیں کیا اور نہ اسکی اسناد کو قائم رکھنا مخالفت کی اسکی اوسی حدیث میں تعقب صاحب عمل کرنے  
نام اسکا جعفر بن یوسف نقیہ ہے روایت کیا اس نے اسکو عراق سے اس نے ہروہ اس نے عیاش رضی اللہ عنہما کہ وہ انکار کرتی تھیں  
سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اس نے عیاش رضی اللہ عنہما منقطع ہے اور صحیح جعفر کی ہے باوجود کہ اسکی مخالف جابا شد  
صحیح وارد ہوئی ہیں اور کما عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المرسل میں انرم سے کہ کما سنا میں ابو عبد اللہ کہ ذکر کیا بعضوں نے  
حدیث خالد کو عراق سے اس نے عیاش رضی اللہ عنہما اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سونا انھوں نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زیادہ تھیں  
اسکی شرح ابو داؤد میں ہے اس کے سبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا انھوں نے اور پٹھہ کرنے میں طرف قبلہ کے تسلیم  
لئے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پھرنے دیکھا کہ موندہ تھا آپ کا طرف تمام کے اور پٹھہ  
طرف قبلہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد نسائی نے اور حنفی ہے کہ رخصت میں بھی حدیث صحیح وارد ہوئی ہیں فائدہ

ابن ابی جعفر

فائدہ



آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت شفق غائب ہو تک اور شفق کہتے ہیں سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہو  
اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہو اور عشا کا اوس وقت ہے اور وتر کا عشا کے بعد صبح تک  
دونوں کا وقت نہ ہوتا ہے۔ ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہو اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہا  
اس طرف ہیں کہ وقت ظہر کا پندرہ سائے کے برابر ہو تک ہو سکا سایہ زوال کے بعد مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ  
رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک ہوتا ہو اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ آخر وقت مغرب کا پس  
آفتاب کا ڈوبنا ہو کہ انھوں نے تاخیر کی جاوے مغرب بعد از اعتبار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبریل علیہ  
کی امامت کی ہے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ سے  
دو بار نزدیک خانہ کے پہنچے پہلی نماز ظہر کی پہلی رکعت میں جب ہوا سایہ مثل تیس جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ  
ہر چیز کا مثل ہو سکے پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب آفتاب اور اظہار کیا روزہ آٹھ پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی  
پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز  
مثل ہو سکے جس وقت کہ نماز عصر کی پندرہ روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا ڈونا ہو سکا پھر مغرب جس وقت کہ گئی تھی  
اور عشا جس وقت کہ گئی تھی رات پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر انقاعات کیا طرف سے جبریل علیہ السلام اور کہا کہ  
محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیاء علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کی ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد و ترمذی  
اور کماؤسنہ کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اور کماؤسنہ کہ صحیح الاسناد ہے لیکن اسناد میں اسکی  
عبدالرحمن بن عمارت کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور بخاری بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توفیق کی اوسکی ابن سعد  
اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کیا عبد الرزاق نے عمریؓ اور تھون عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے انھوں نے  
اپنے پاس سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا اسکا اور اسناد میں اسکی عمریؓ ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کہا شیخ تھون الدین بن  
دقیق الحمید نے کہ یہ بھی متابعت ہے اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ مانے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحاح  
رضی اللہ عنہم سے نو میں سے جابر رضی اللہ عنہ میں اور روایت میں اونی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گری آدھی رات اور  
یا تھائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کما بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبداللہ بن عمروؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب کہ زوال ہوا آفتاب کا اور ہوا سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے کے جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت  
عصر کا جب تک کہ نہ نزل ہو آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور  
وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا  
جب تک کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا فاق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب  
فاق اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا  
اوسکو ترمذی اور یہ شین حجت ہیں امام شافعی پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غائب ہووے  
شفق اور عصر کا وقت جب مغرب تک ہو سو دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ عِزْرَ صَلَاتِكَ بِالْعَشِيِّ الصَّافِيَةِ وَالْمُحَرَّمَةِ

عبدالرحمن بن عمارت  
عبدالرحمن بن عمارت







روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ اور شیم اور علی اور حسن بن علی اور  
ابن الدرداء اور ابن سعد رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس طرح کہنے ہیں اور روایت  
اعمش کہ تھے اصحاب عبداللہ بن سعد بن شیبہ کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ اور شیم اور علی اور حسن بن علی اور  
اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فخر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے  
تو اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی ہو سکتا تو اس سے  
حدیث تفسیر صنیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیر میں پڑھنا منسوخ ہو گا اور حدیث ابن سعد بن شیبہ کی صحیح میں  
بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہر اور امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہو کیونکہ روایت ہر عایشہ رضی اللہ عنہا کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صحر کو سو پھر قیام میں حور تین اونہیں پہچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صبح ہی کے  
تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہر اور یہی مذہب ہر اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی  
یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلافت تیسرا صاحبوں تابعین کے ہر اور خلافت ہر تیار کے واللہ اعلم  
گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہر اور جاکر مین جلدی کرنا صحیح بخاری میں ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھو  
نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جو شہنم ہر **ف** اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہو  
**ص** اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ پڑے مستحب ہر **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے  
کہا انھوں نے کہ میں نے کوفے کی مسجد میں داخل ہوا سواذان دی تو دیکھتا ہوں عصر کی اور ایک شخص نے ماست کی اوسکو اور کہا خبر دی میرا پاپ  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس زمانے کے اور میں نے پوچھا نام اوں شیخ کا سو بیان کیا اوں لوگوں نے کہ عید  
بن نافع بن خبیث بن ارضیف کیا اوسکو عبدالواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر میں اور کہا کہ میں نے  
کیا وہی عبدالواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث ہر پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پھر قرآن کی جاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر بکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم کچھ گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا  
شیخ ابن الہمام کہ یہ ممکن ہو غروب تک اسے چھتے باہر پکائے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ اوس کے نزدیک بدین **ص** اور تاخیر عشا کی  
تمانی رات تک مستحب **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری رات پر  
تو اللہ تاخیر کر تا میں عشا کی تمانی رات تک یا آدمی ات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہر اور اسے ثبات ہوتا ہو کہ عشا کے قبل سونا  
اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہو کیونکہ روایت کیا چھ عالموں نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مروہ کہتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین  
بعد عشا کے اور بعضوں نے جائز رکھا ہر باتوں کو بعد عشا کے گرمیوں میں اور دلیل افکی یہ کہ روایت کیا ترمذی نے صلوٰۃ میں اور شافعی  
منافین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سچ اس کے کسی ہر میں ملائکہ  
اور کچھ صحیحین میں بھی ابی عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہی اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ  
رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہو باتین کرنا بعد نماز عشا کے اگر واسطے دو حضور کے صلی اور سافر  
اور ایک روایت میں یہ واسطے دو میں کے اور حضور نے کہا ہر گرمی میں جلدی ہو ہی سبب اگر حاجت کم نہ ہو اور آدمی ات تک تاخیر اوسکو سبب

نہ

نہ

اور آدھی رات کے بعد مکروہ ہے **ص** اور وتر کی آخرات تک اگر جاگنے کا یقین ہو تب ہو اور اگر جاگنے کا یقین نہ ہو تو عشا کے ساتھ پڑھ لیں اور مغرب کی جلدی تب ہی **ف** اور جلدی کے معنی ہیں کہ اذان اور اقامت میں نہ پڑھیں گے مگر ساتھ ایک طغیانیہ کے کیونکہ روایت کی ابو داؤد میں عبد اللہ ایک سیٹ طویل اور استخرا و سکایہ ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہی کرتے تھے میری ہنسی پر جب تک کہ نہ تاخیر کیے مغرب کی ستاروں کی روشنی نہ ملے اور نہ کھوجھیلنے تک اور اسکی اسناد میں ابن مسعود اور ضعف و سکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے ثابت نہیں اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی قبول نہیں کیا شنبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہہ دیا ہے میں نے انھوں نے حدیث میں اور روایت کیا اونسے مانند فوری اور ابن ادریس اور حمد بن زید اور زید بن زنجع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک نے اور طویل کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انکی تو قیوں میں اور ذکر کیا اسکو ابن عباس نے ثقات میں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا انھیں کلام کرنے سے فقط **ص** ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی تب ہی اور نمازوں کی تاخیر **ف** اسواسطے کہ تاخیر عثمانی قلت جماعت کی ہے بسبب پانی کے اور تاخیر عصر میں تو ہم ہر اس بات کا وقت مکروہ نہ ہو جاوے اور فجر میں ہواسطے تو ہم نہیں کہ یہ مدت مدید ہو دوسرے کہ اس میں طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہیں اور امام صاحب مروی ہے کہ سب میں تاخیر تب ہی واسطے احتیاط کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہیں **ص** آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور حبوق عین و پہر و نماز اور عجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے عقیقہ بن عامر رضی اللہ عنہ وسلم وغیرہ میں کہ اتین ساعت ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے کہ نماز پڑھیں ہم ان وقتوں میں یا قبر میں کہ میں ہم مردوں کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہاں تک کہ بلند ہو جاوے اور حبوق عین و پہر ہو یا تک کہ زوال ہو آفتاب کا اور جب کہ ڈوبتا ہو یا تک کہ ڈوب جاوے اور بوطا میں یہ کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے میں ان وقتوں میں جائز ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جسے کے دن و پہر کو جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے بسبب اطلاق کے ان وقتوں پر اور دلیل انکی یہ کہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے اسکو تو پڑھ لیں اور اسکو جب یاد آئے اسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی نبی عبد مناف کے زمانہ کو کہ کسکھو ان کرنے سے اس گھر کے پانچاڑھنے سے حبوق چاہے کہ بڑھے دن میں یا رات میں اور ابو ذریٰ رضی اللہ عنہ روایت ایسی ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور یہی نے اور وہ حدیث چارعت سے ضعیف ہے اول القطع ہے اور اس میں مجاہد اور ابی ذر سے اور ضعف ابن مہزیل سے اور ضعف حمید بن اسحق سے اور اسے اسکی سے اور روایت کیا اسکو یہی رضی اللہ عنہ اور داخل کیا قیس بن سعد کو در میان حمید اور مجاہد اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اسکو وریان اور ابو یوسف کی دلیل یہ کہ جو سنہ شافعی میں پہلی ہر رضی اللہ عنہ کہ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دو پہر کو مگر دن جسے کے اور عجدہ تلاوت بھی نہ نماز کے ہے **ص** اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہے **ف** اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جسے پانی ایک گت نماز سے سو تحقیق کہ پانی ہاوسنے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علما اسکا صحیح سے اور جسکی نماز میں یہ حکم ہواسطے نہیں کہ وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا ہوگی بجا انھیں صھر کے کہ وہ جب وقت مکروہ میں ناقص ہے واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب **ص** جب امام دن جسے کے خطبے کے واسطے اٹھے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

نماز کا نکر وہ ہوتا ہے اس سبب کہ اوسین خطبہ سنت سے باہر نہا ہوگا **ص** اور بعد فجر کے سو سنت فجر کے اور  
 درمیان عصر اور غروب کے فصل کر دہ ہوتا ہے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز بعد صبح کے  
 یہاں تک کہ طلوع ہو و آفتاب بعد عصر یہاں تک کہ غروب ہو و آفتاب بعد زوال یہاں تک کہ شمس صاف نہ ہو کہ نماز پرستی  
 ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہم جمع ہیں کہ نماز بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب  
 اور عین ہی نہیں بن عمر رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کہ نہ اٹھا پکا تو چھوڑ دے نماز کو یہاں تک کہ  
 ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت میں ہے ابن عمر سے حضرت عیسیٰ بن ابی ذر کہ اذان اذان الصلوٰۃ حتیٰ تریب فیہ یعنی  
 جب شروع ہو جاوے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کہاؤ وحد شتا عند روع شعبة عن سعد بن ابی ابراہیم عن یزید  
 بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود  
 قال قال صلی اللہ علیہ وسلم مکمل صلوٰۃ بعد صلوٰۃ بعد الصلواتین بعد الغدا حتیٰ تطلع  
 الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب الشمس یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ طواف کیا نہ اٹھا کعبہ کا ساتھ ساتھ عین  
 کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سونہ نماز پرستی سو پچھاسینے اوسے سو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز پرستید و نماز  
 کے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب و بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم نماز پرستتے تھے دو رکعتیں بعد عصر کے سو فیض صیانت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی دلیل اسکے کہ دوسروں کو اوسے منع کیا  
 اور مثال اسکی ایسی ہی مسجد روزہ وصال کا خود ابوہریرہ اور حمہ امیہ علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے  
 بعد عصر کے دو رکعتیں اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اونسے **ص** اور قضا اور نماز جنازہ  
 اور سجدہ تلاوت اور قنوت میں کو کو نہیں اور دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا باہر نہیں مگر حج کے سفر میں غصرت نماز کے بڑے  
 اور غرضت عشا کے جیسا کہ آگے آجگاہ جیسا کہ روایت صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ میں عہدہ مسجد مسجد رسول اللہ علیہ  
 کہ نہیں کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پرستی ہو گا وقت پر لیکن عشا اور مغرب کے جمع کیا تھا اور ان کو ایک دن خود اپنے میں  
 نماز پرستی تھی فجر کی اوس سے نہ قبل وقت کے اور بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اسکا بیان آگے آجگاہ **ص** جو عورت عصر کے  
 وقت یا عشا کے وقت پاک ہوئی جہین پاک ہوئی دو ہی نماز او سپلازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت  
 پاک ہوئی نہ رکھی ہو پھر اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھا اور اگر وقت موافق نہیں پھر یہ کہ باقی رہا تھا کہ رکعات بالغ ہو یا  
 کافر مسلما ایچ او نماز او سپلازم ہوگی اور قضا او سکی واجب ہے گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عورت کہ اخیر وقت نماز میں  
 حاضر ہوئی او سکی نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی **ف** صبح کی نماز کے وقت میں سوائے  
 فجر کے اور فصل پڑھا کر وہ ہو کیونکہ روایت کیا مسلم نے حضرت رضی اللہ عنہما کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہیں پڑھتے  
 مگر دو رکعتیں نہیں اور ابوہریرہ اور زید بن اوس کی روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھتا فجر مگر دو رکعتیں و اللہ اعلم

اذان سنت ہی یا نچون فرض اور نماز جس کے واسطے اور سوا اسکے نوافل وغیرہ میں اوقبل وقت کے سنت نہیں **ف** تو اب  
 حیدر زبیر نے ان دونوں جاوگی روایت ہی صحیح مسلم میں جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کے نماز پر مبنی سینے عید کی ساتھ آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم کے ایک بار یا دوبار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہے کہ سون میں اور جسے کی اذان میں حدیث سابقین برید کی  
 صحیح و اور قریب میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علیہ اذان دینے کی نہیں **ص**  
 تو اگر قبل وقت اذان کے پھر لوگ وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی راست اذان دیت ہو  
**ف** اور ہرگز ایک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان اسطے آگاہی کے ہو اوقبل وقت کے تجیل ہو اونکے نزدیک اس واسطے بجا نہیں کہ اذان  
 کا ہی عمل ہو اور ان سب پر حجت یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دیا نہ تک کہ ظاہر ہوا  
 فجر اور پھیلایا تاکہ اپنے کو عرض میں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے بلال رضی اللہ عنہ اور ضعیف کیا اسکو ابو یوسف نے ضعیف کیا اسکو کہ  
 شداد نے نہیں پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہو اور ابن القطان نے کہا کہ شداد موصول ہے نہیں بچا ناجا مگر روایت جعفر بن زرقان  
 اور روایت کیا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال اذان دیکر یہاں تک کہ طلوع کرے فجر کہا امام میں کہ ہناد کا  
 صحیح ہو اور روایت کیا عبدالعزیز بن ابی داؤد انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان ہی قبل  
 فجر کے سو غصہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اؤنگو  
 کیا تم نے ایسا کہا کہ میں اٹھا میں سے سو جانا سینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ پکارو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا  
 ابن عبد اللہ ابن ابیہم سے کہا انھوں نے جب اذان دیتا تھا موزن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر گئے اور اعادہ کر اذان کا اول  
 اہل حرم کا کچھ نہایت میں وقت درود احوادیت صحیحہ کے اوسکے خلاف پر حجت نہیں **ص** اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا بعد  
 کے سنت ہو اور موزن کو چاہیے کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو پونہچے **ف** حدیث میں آیا ہے **لَا تُخَوِّذَنَّ لَكَ خِيَانًا**  
 یعنی اذان دے تم میں جو لوگ بہتر میں اور امامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسناد میں اوسکی حسین ہیں  
 منکر ای بیٹہ کہ آیا یوزرے اور ابو حاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ موزن لہنی گردن لالہ ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثیں  
 فضیلت میں اذان کے آئی ہیں **ص** جب اذان کے وقت کی طرف موزن کرے اور دونوں انگلیوں کو شہادت کی کانوں میں  
 کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو الشیخ نے کتاب اللذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے  
 دونوں انگلیوں کو اپنے کانوں میں اور کہا کہ لہنہ کہ تیری آواز کو اور روایت کیا ترمذی نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ بلال رضی اللہ  
 کو اذان میں بچا کہ دونوں انگلیاں اونکے کانوں میں تھیں اور کہا کہ یہ صحیح ہے **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ  
 روایت کیا ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے  
 کہ بچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہ تو توجلدی جلدی کہہ اور توقف کر در میان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہو جائے  
 کمانے والا کمانے اور مینے والا اپنے سے اور پچانے پچرنے والا اقصا حاجت سے اور نہ کھڑے ہونا کہ اس واسطے جب تک کہ نہ دیکھو کجاؤ  
 یہ حدیث ضعیف ہو اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے  
 اقامت کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مانند اسکے **ص** اور نہ گاؤں اس طرح کہ کچھ حرکت یا حرف یا دکر

۱۰

۱۱

بڑھائے اور فقط اچھی آواز سے کہنا کر وہ نہیں بلکہ اچھا ہی اور ترجیح یعنی پہلے شہادتین کو کہہ دے کہ پھر کلمے ایسا کہ  
**ف** بیساکہ عبدالسبن نے روایت کیا اور اس میں ترجیح نہیں اخراج کی اسکا دقطنی اور ابو داؤد و کما ابن خزمہ نے سننے  
 محمد بن یحییٰ سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہیں بیچ حدیثوں عبدالسبن سے کہ اذان کے باب میں صحیح تراویح سے یہاں تک کہ کہا کہ  
 حدیث ابن یحییٰ کی ثابت صحیح ہے اور کما تروی نے نقل کیا کہ میں نے سنا میں نے بجا رکھی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث بزار علی بن ابی  
 رضی اللہ عنہ غریب ہے معارض ہے احادیث صحاح کے اور کما صاحب ہدایہ نے کہ نہیں ہے ترجیح مشہور حدیثوں میں اور روایت کیا  
 ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تھی اذان بیچنے والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور  
 روایت کیا اسکو ابن خزمہ اور ابن جبار نے اپنی صحیح میں کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اسکا صحیح ہے اور حدیث میں غیر کے  
 ثقہ میں توثیق کی کوئی ابن جبار نے اور کما شیخ تقی الدین رفیق العید امام میں کہا ابن جبار نے کہ سنا میں نے اپنے پاس کہ سعید بن عمرو  
 ثقہ ہیں اور وہ کما صاحب ہدایہ کہ ترجیح جو ابی مخدوم کی حدیث ابن ابی ہریرہ سے تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھوں نے  
 اسکو ترجیح جانا غلط ہے کہ ابو داؤد میں ہے یا سنا صحیح ابی مخدوم کہ انھوں نے کہ میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ابو  
 طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ **تَوَلَّوْا اَللّٰهُ اَلْبَرُّ اَلْاَبَرُّ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ**  
**لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہے تو آہستہ سے کہہ پھر  
 بکار کے کہہ تو اس سے پہلے تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح ہے کہ یہ حدیث معارض ہے اسکو جو روایت کیا طبرانی نے او وسط میں  
 یہی حدیث ابی مخدوم کی اور نہیں ذکر کیا امین ترجیح کو اور جب وفون معارض ہوئے دو وفون ساقط ہوئے اور باقی رہی حدیث  
 عبدالسبن نے رضی اللہ عنہ کی سالم جمیع عل سے **فَنَبَتْ مَذْهَبًا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ص** حتیٰ علی الصلوٰۃ  
 جبکہ تو داہنی طرف ہونہ پھر اور جب حی علی الفلاح کے تو بائیں طرف ہونہ پھر اور اسی جگہ کلمہ ہے  
 اور اگر جانے کہ اتنے میں آواز نہ پونجی داہنی طرف میں دیکھ سے سر نکال کے کہ دو باجی علی الصلوٰۃ اور بائیں طرف  
 کے دیکھ سے نکال کے دو بار کہ حی علی الفلاح اور فجر میں بعد حی علی الفلاح کے دو بار الصلوٰۃ خیر من النجوم  
**ف** کیونکر روایت کیا ابن ماجہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ کہ وہ آئے پاس حضرت صلی  
 علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کریں انکو ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سونہیں سو کہا بلال رضی اللہ عنہ الصلوٰۃ خیر من النجوم  
 دو بار تو مقرر کیا گیا یہ اذان میں اور یہ حدیث نفع ہے کیونکہ نہید بن سنان ابن مسیب بلال رضی اللہ عنہ اور وہ حجت بن یزید کا کہ  
 وقت ثقہ بنے اور انکو علاوہ اسکے مروی ہے حدیث ابی مخدوم میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہونا صبح کی کہہ تو  
**الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النُّجُوْمِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النُّجُوْمِ** اللہ اکبر اللہ اکبر روایت کیا اسکو ابو داؤد و ابن ابی شیبہ اور انس سے  
 مروی ہے کہ کہ انھوں نے سنت ہے یہ بات کہ جب نماز فجر میں حی علی الفلاح کے الصلوٰۃ خیر من النجوم دو بار دہرایا گیا  
 اسکو دقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور قول صحابی کا مرسل ہے حکم رفع میں ہے اور وہ جوہر آئین ہے کہ کہ بلال رضی اللہ عنہ نے الصلوٰۃ  
 خیر من النجوم دو باجی پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سونہیں تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہے کلمہ  
 کہ اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں ہناد صحیح **ص** اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہ



مگر وہیں کلمہ جلدی جلدی کے اور بعد ہی علی الغلج کے دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و ابن ابی شیبہ سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہے کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سوکھا مثل اذان کے مگر یہ کہ بعد ہی علی الغلج کے دوبار قَامَتِ الصَّلَاةُ زیادہ کیا اور ابولہلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ ہمارے نزدیک حجت ہو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث کے سوا اذان ہی آؤ دو دوبار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے حسن ترمذی بخیر و من اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اسکے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کہ دو دو بار اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جریر کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی توجہ بخیر بنی امیہ تو گزرا یا تھا تو ایک ایک بار اور اذان اور اقامت میں بائیں ٹھہرے اور بعد اذان کے پھر کچا زنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہو اور اسکو توبہ کہتے ہیں **ف** اور یہ ہے میں کہ توبہ نماز فجر میں اچھی ہو اور باقی سب نمازوں میں مکروہ ہو اور لکھا ہے کہ توبہ نکال لیا اسکو علی گونہ بعد از صبح رضی اللہ عنہم اجمعین کہ سبب ثل جانح احوال آدیں کہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں تشریف لگئے اور سنا ایک نؤذون کو کہ توبہ کی آؤ تو کہا انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارا اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی بخیر سند اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہو اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھتا ہوں میں حرج کیلئے واسطے اہم کہ سچ اذان سب اذان کے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَبَنِي كَانَتْ حَتَّى عَلَّمَ الصَّلَاةَ سَيِّدَنَا عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستحب جانے لکھا کہ آدمی سب بارہا میں حکم جانتے اور امام ابی یوسف اس واسطے ان لوگوں کو فحاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہیں مسلمانوں کے امور میں نسبت اور لوگوں کے اور یہی حکم میں ابن قاضی اور بدعتی **ص** اذان اور اقامت میں بیٹھے مگر مغرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اسکو فائتہ کہتے ہیں تو ایک فائتہ کی واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہوں پہلی فائتہ کی واسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کہ بڑا تو اذان ابی قتادہ رضی اللہ عنہ بیچ قصہ تفرس کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ ساتھ نماز کے سونا پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے دو مرتبہ پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور آخر اذان کیا اسکا مسئلہ نے اور روایت ہو لینی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھاتھا اسکو بے نکلنے کتاب کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ یزیدی اور عمران بن حصین اور ذی محمد حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک نے و توفان ابن حبیب سے سنا اور ذکر کیا او سمین اذان کو اور مراسلات ابن سبیب کے بمنزلہ امر فوعات کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو یہ کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کہ سو گئے تھے نماز پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے ساتھ ان کے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابو یوسف نے روایت کیا اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول تھا انکو کوفاتے فضا کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار نمازوں کے واسطے **ص** اور باقی کی واسطے اختیار ہی چاہے ہر میں اذان اور اقامت کے یا فقط اختصار اقامت پر کہے اور بے وضو کو اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان ذکر نماز نہیں تاکہ اس کے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور ذکر کبر مکروہ اور اگر کوہے تو عاودہ ہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہو اور ایسی ہی اقامت اسکی تو اگر جنب نماز کی کسی پھر عاودہ کیا جاوے گا اور اگر اقامت

توقامت کا اعادہ نہ ہوگا **ف** کیونکہ تکرار اذان کی شروع ہو اور تکرار اقامت کی یا شروع اور اگر اذان کا بھی اعادہ کرے تو ناجائز کیونکہ اذان اور اقامت سنت ہیں **فقط** اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی طرف ہو اور اعادہ او سکا استحباب ہو اور اگر مسافر یا کوئی شخص جمع مسجد میں جائے نماز پہنچتا ہو اذان اور اقامت کو نہ کہے نہ کر دے ہی لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط کہے تو جائز **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹوں ابی بلیقہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونوں اور اقامت دو اور اقامت کرے ہر تم میں ایسا بھیجیں اور ترمذی میں **ص** شخص کہ شہر میں گھر میں اپنے نماز پڑھتا ہو اگر اذان اور اقامت دونوں کو نہ کہے اور محل میں اذان اقامت ہوتی ہو جائز ہے کیونکہ عبد اللہ بن مسعود فرمایا کہ محل کی اذان ہو کہ گھات کرئی ہو **ف** روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی **ص** اور دیہات میں اگر ایسی مسجد ہو کہ اذان و اقامت او میں ہوتی ہو تو اسکا حکم شہر کا ہے اور اگر او میں ایسی مسجد نہیں تو جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اگر اذان و اقامت دونوں نہ کہے تو مکروہ ہے اور فقط اذان کا ترک کرنا جائز ہے اور جب تکیر کہنے والا علی الصلوٰۃ کہے امام نماز کے واسطے کھڑا ہو کہ اور جب وقامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

### باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

وہ شرطیں بالی بن کی ہر غماست حقیقی اور مجلی سے اور بالی کپڑے کی اور جائز کی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَثِيكَ فَطَقْ عَيْسَى كِبْرُونَ كُوْلِيْنَ بَاكٍ كَرُوْا فَرَمَا اللّٰهُ اَنْ لِّوَانٍ كُنْ كُمْ جَنْبًا فَاَطَقْ وَ اَيْسَى اَلْجَنْبِ تَوَمَّ سَوْبَاكٍ كَرُوْصٍ اَوْ جُجْبَا نَا عَوْرَتٍ كَا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْ فَاِزِيْنتَ تَكْمُرُ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اَوْ تَوَمَّزِيْنتَ اَيْ كُوْزِيْكَ مَرْهَازَ كَ اَيْسَى وہ کہ چسپا عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہر نماز حاضر کی مگر ساتھ چادر کے روایت کی ابو داؤد و ترمذی اور حسن کہا اسکو اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور ابن خزمیہ نے اپنی صحیح میں **ص** یا پنجون قبلہ کی طرف موند کرنا چھٹے نیت کرنا **ف** دلیل اول کی یہ ہر قَوْلٌ اَوْ جَوَّحٌ مَّكْمُوْشَطْرٌ اَيْ عَنِ بَصِيْرٍ مَّوْمَنَةٍ لِّبَسَتْ كَوَطْنَ اَوْ اَيْسَى قبلہ کے اور دوسرے کی دلیل قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلَا تَعْمَلُ بِاَلِشَّيْءِ اَيْ نِيَابِ ثَوَابِ عَلَوْنَ كَا ساتھ نیت کے ہو اور صلوٰۃ خود موضوع ہو حصول ثواب کی واسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہے ایک امر موجب ثواب کا **ص** عزت و حرمت کی ناک کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہر **ف** روایت کیا داؤد قطنی نے عطار بن ایسار انھوں نے ایوب رضی اللہ عنہ کہا انھوں نے سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنوں کے ہو اور سنا دین او کی سوا دین او و ضعیف کیا اسکو عقیل نے لیکن قوشین کی او کی ابن مسعود نے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فَوْحَا کہ زانو عورت سے ہو اور سنا دین او کی چھٹن کی ضعیف کیا او کو ابو حاتم اور داؤد قطنی نے اور روایت ہے عمر بن العاص کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک کے نیچے سے گھٹنے تک ستر ہی روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے اور ابن خزمیہ نے معلوم ہوا کہ ناک ستر میں داخل نہیں بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور گھٹنا ستر میں ہے بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ابن ستر میں ہے مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہمارے یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجَنْبِ عَوْرَتُكَ اَيْسَى اَنْ عَوْرَتُكَ اَوْ رِثْرَیْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ **ص** اور لوٹن کی بھی یہی روایت مگر یہ شرط اور بھی ہو اس کی عورت ہو اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن پر مگر سونہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم عورت عورت میں داخل نہیں **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْءُ عَوْرَتُهُ مَسْنُوْكَہٌ اَيْ عَنِ عَوْرَتِ عَوْرَتِ

یا پنجون قبلہ













اور ابو زرہ جندبہؓ نے اور جب ثابت ہو فعل صحیح بخوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرات سکتی تھو  
کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر حال کے فعل سے اور عین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث میں  
اور عین اور دعا ہی ذکر کیا اور کوشش میں اللہم و ما علیہ نماز کیا و ہوا و اھم من النخل لانه متفق علیہ و مع  
ذٰلک کہ یقولون انہم عینا احد من الانبیاء الا نبیۃ یعنی صحیح ہر کل حدیثوں سے اس واسطے کہ اتفاق کیا  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ابو جندبہؓ نے نہیں کہا کہ میں نے ساتھ سنیت خاص سبحانک اللہم کے تو ارادہ دعا اسکے بدلے  
کچھ حرج نہیں اور جائز یہ فقط اور وہ جندبہؓ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معمولی ہو پر و افضل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہائی  
ابو یزید ہوا سکی و جو مروی ہو صحیح ابی حواء اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے تو فرمایا کہ  
اللہ اکبر و جھٹ و جھج آخر تک بخلاف سبحانک اللہم کے کہ وہ ثابت ہو فی الفضل میں ص و بعد نماز  
تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے و کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے و اذ  
قرأت القرآن فاستعذ باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرٹ اللہ مراد یہ ہے کہ شیطان کے پیہانے  
کہ وہ خارج ہو قرات قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبق پڑھے تو تعوذ تابع قرات کا ہی نہ تابع ثنا کا سوچیں  
قرأت پڑھے و تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اسکے  
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور فاتحہ اور سورۃ کے مع میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسبیح کے اور امام شافعی کے  
نزدیک تمہیکو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دین قرات کو کمال  
لشویت العلمین سے شروع کرتے تھے و نواس سے معلوم ہو کہ ثنا اور تعوذ اور تسبیح آہستہ پڑھتے ہوئے اور  
صاحب دینے کلمہ ہر سبق قبل ہر سورۃ کے ہر مین کما آہستہ کے تو کلام اور ذکر کیا اور میں تعوذ اور تسبیح اور آمین کو روایت کیا کہ  
ابن ابی شیبہؓ نے ابی نعیمؓ سے روایت کیا ہے و ابی وائل سے انصونؓ نے عبد اللہؓ کے و تھے آہستہ پڑھتے تھے اللہ الرحمن  
الرحیم کو کوشش میں خبری اور ابن حبان اور نسائی میں ہی نعیمؓ نے کہ نماز پڑھی میں نے پڑھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچو  
انصونؓ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پڑھی و لا الصّٰلٰتین پھر کہی آمین پھر سلام پھر کہی  
قسم یوسنات کی جسکے قبضے میں میری جان ہو تحقیق کہ میری نماز مشاہرہ ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
کہ ابن عمرؓ نے نہیں شکی ہو سکی محبت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم ہے کہ نہیں کہوں کہ جائز ہے ستائیم  
کا باوجود آہستہ پڑھنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے احتیاط میں تب تک سنائی دیتا ہی خصوصاً یا اس  
مقتدی کو اور صحیح ہو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کما حاکم نے  
صحیح ابی نعیمؓ کے اور صحیح کیا و سکودار قطنی نے اور کما ترمذی نے نہیں ہی اسناد او سکا قوی اور ضعیف کیا او سکو اکثر محدثین  
نے انکما بعض حفاظ نے نہیں کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر او سکی اسناد میں گنگوہی اور اسی سبب صاحب اسناد اربعہ اور  
امام احمد اس حدیث جہر کو اخراج نہیں کیا باوجود شغل و تک کے علویر ضعیف ہے کما امام العلما میں الحدیثین شیخ نعمی اللہ  
ابن تیمیہؒ نے اور روایت کی ہے دار قطنی سے کہ میں صحیح ہو فی حضرت جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہو دار قطنی سے



یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں اور غیر واحد ہو اور خبر واحد سے زیادہ کی کلام اللہ پر نہیں جائز ہو اگر واجب العمل ہو تو کہا جئے  
ساتھ وجوب تھا اور سور کے اور دلیل امام شافعی کی یہی وجہ روایت کیا بخاری سلم نے کہ **صَلَاةُ الْاِمَامِ اَوْ اَمَامَةٍ اَوْ اَمَامَةٍ اَوْ اَمَامَةٍ**  
یعنی نہیں ہونا اگر تھا تھا کتاب کے اور تقدیر اس کی یہی ہے کہ نہیں ہر کمال نماز کا مگر فائزہ کتاب سے جیسے دوسری حدیث  
میں فرمایا **اَلَا يَمَانُ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَمَلَ لَهُ** یعنی نہیں ہر ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث  
خلل کی ہیں **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فَضْلاً** اور بعد تیسرے کے فائزہ اور سورت پڑھ اور بعد **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** آیت میں کہ اور مقتدی  
بھی ہماری نماز میں آہستہ آہستہ **ف** اور دلیل اس کی وہ بھی جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ  
اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مسند رک میں شعبہ انھوں نے سلم بن کہیل سے انھوں نے جبر بن سے انھوں نے علقمہ بن اہل سے اعلیٰ  
اپنے باپ سے کہنا پڑ بھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پہنچا حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم غیر المصنوع  
**عَلَيْكُمْ وَلَا اَمَامَةً لَكُمْ** برکتی آیت آہستہ اور روایت کیا لاؤ کو جو اوپر اور ترمذی وغیرہ سفیان انھوں نے سلم بن کہیل سے  
انھوں نے جبر بن سے انھوں نے اہل بن جبر سے اور او میں کہ کہہ کیا انھوں نے اولیٰ بنی کو ساتھ آئیں کہ تو مخالفت کی اس میں سفیان  
کی طرح پر اولیٰ بن کہ پہلی روایت میں جبر بن سے اور اس میں جبر بن سے اور اس میں علقمہ بن کہ نہیں اور کہ ترمذی علی کہیں میں کہ چلا  
میں نے بخاری سے کہہ کیا علقمہ نے سننا ہے اپنے باپ سے کہہ کیا بخاری کہ پیدا ہوا علقمہ بعد نے اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع شکم  
کیونکہ روایت کیا سلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہہ کیا شیخ ابن ابی اسحاق اور جرجہ دی دارقطنی نے روایت سفیان کو ابو یعلیٰ  
وغیرہ نے بھی یہ حدیث کو شعبہ بضمون رفع روایت کیا بخاری اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ اس حدیث کے بدل کر کہ ابن مسعود  
رضی اللہ عنہ قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی یہ جو ابن ماجہ میں کہہ تھے علیہ السلام جب آئیں کہنے گئے کو بیج جاتی تھی  
میں کہتا ہوں کہ معارض ہر اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی نعیم نے اس آیت سے **حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَتَانَسْقِيَا**  
**عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنَسٍ عَنْ قَاتِنَةَ** **قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ**  
**وَلَا اَمَامَةً لَكُمْ فَتَالَ اَمِيْنٌ وَخَفَضَ يَخْصُوْتُهُ** یعنی اُمیْن اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد جنت حیدر  
رفع صوت آئیں کہ گویا تو دو حدیثیں مخالف ہوئیں اس ایک حدیث کی تو صحیح ہی ہو گا اگر آہستہ آہستہ **ص** بعد ازاں  
مگر کہہ کہ حدیث کو کرے جھگڑا اور دونوں ہاتھ رکوع میں دونوں انو پر رکے اور اوٹھیں کہ کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرما  
حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اللہ کے صحیح حدیث تلویح کے اور آخر اس کا یہ کہ اُمیٰ میں میرے جب تو رکوع کرے سور کہ کہوں  
لپٹے کو اوپر دونوں انو اپنے کے اوٹھادہ رکھ اوٹھیں کہ اوٹھانے رکھ دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اس کے  
طبرانی نے جامع طہین اور طہین بدین کی منسوخ یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کے دونوں ان میں کہے بل لیل اسکے  
جو مروی ہے محمد بن مصعب بن سعد بن ابی وقاص کہ کہنا نماز پڑھی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی سینے کو کامیر باپ نے  
کہہ کہ اس کو پہلے ہم کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ کہیں دونوں ہاتھوں کو اوپر دونوں کے **ص** اور علقمہ کو بدلا  
اور علقمہ کو بدلا کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ابی اسحاق و ابی اسحاق نے ابی اسحاق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو



بعد اسکے بوقتہ کو دو کفن کے بیچ میں **ف** کیونکہ روایت ہی سند ابو یعلیٰ مین ابی اسحق سے کہا کہ وصفتہ کیا ہوا سے ہمارے  
 براہین ہارنہ سجدہ کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اور دونوں کفن کے اور اٹھایا سرین کو اور کہا کہ اس طرح کرتے تھے آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب پرانیہ وائل سے نقل کی ہو یا نہیں گئی ہو کہ شایع ابن الہمام نے کوئٹہ میں حدیث کا اٹل  
 غریب یعنی ہونا اسکا حدیث وائل سے غریب ہو اور صحیح مسلم میں یہ حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا  
 رکھا موندنا پناہ دونوں کفن کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے منہ کے تو اب معارض ہو گا اور اسکے جو صحیح بخاری میں  
 حدیث ابی حمید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں کفن برابر کا نہ ہونے اور اس مقام میں روایت مسلم کی مقدم ہو بخاری  
 اس وجہ کہ سند بخاری میں قلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہے کہ وہ ثقہ ہے لیکن کلام کیا گیا ہو اور میں ضعیف کیا اسکو نسائی اور ابن مسین  
 اور ابو حاتم اور ابو داؤد بھی باطلان اور سیاہی اور روایت کیا اسحق بن اہویہ نے سند میں **أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَصَمِ بْنِ  
 بَنٍ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ سَنَادَهُ كَيْفَ سَنَدِ رَجُلٍ مِمَّنْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ دُونَ مَا تَقَابَلَ  
 كَانُونَ كَلِمَةً سَنَادَهُ صَحِيحٌ وَأَمَّا رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فِي مَصْنُوعٍ مِنْ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي هَامٍ سَنَادَهُ أَوْ لَفْظًا وَكَانَ  
 وَكَانَتْ يَدُ الْأَمْرِ أَذْنِيَهُ** اور تھے ہاتھ آپ کے مقابل کالوں کے اور روایت کیا اسکو بعض بن غیاث نے انھوں نے حجاج  
 انھوں نے ابی اسحق سے کہا کہ پوچھا میں نے براہین ہارنہ سے کہ سنا رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدہ میں جب نماز پڑھتے  
 کہا کہ یہاں دونوں کفن کو اللہ اعلم اور سجدہ کرے مکمل اور پیشانی دونوں پر کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور عبد  
 الوہاب میں کی ہے اور نزدیکی کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے جلتے تھے نکل اور پیشانی اپنی کواں لگ سکتے تھے دونوں  
 ہاتھوں کو دونوں پہلو سے سوار کرتے تھے کفن کو برابر کا نہ ہونے اور روایت ابو یعلیٰ مین ہوا اور مسند کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سو جایا ناک کا اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتضایا امام صاحب کے نزدیک ہاں پہلو اور صاحبین کے نزدیک نہیں ہاں ہر گز دور سے  
 اور یہی روایت ہوا امام ابو حنیفہ سے کیونکہ حدیث کیا صحاح ستہ والوں نے ابن عباس سے ہی اس حدیث کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ سجدہ کو ہاتھ سات اعضا پر چبھاد و دونوں ہاتھ اور دونوں بازو اور کتار ہاتھوں کو اور روایت کیا مائند اسکے ہزارے اور روایت کی گئی  
 سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث کو کھنا دونوں ہاتھوں اور زانوں کا سنت ہے نزدیک ہمارا اور لیکن کھنا  
 قریب کا سو کہا ہو قدوری میں کہ وہ فرض ہے سجدہ میں **كَذَلِكَ فِي الْمَدَائِدِ** صور او گھیلان ملی ہوئی کے اور وہ دونوں ہاتھ کو پیٹتے  
 جہاں کے اور پیٹ کو ران سے اور او گھیلان دونوں ہیر کی قبلہ کی طرف کرے اور زمین پر سجدہ کرے **لَا يَلْعَلُ** کہے یا زیادہ اور اگر  
 بگڑی کے پھر پر یا نسل کپڑے پر یا اوس چرخہ کا حم پر سجدہ کیا اگر پیشانی قرار بگڑی ہو تو جائز ہو نہ درست نہیں **ف** کیونکہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اور پھر ماس کے روایت کیا ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حمید مین سجدہ ذکر جزا براہیم بن یحییٰ  
 رحمہ اللہ علیہ کے **حَدَّثَنَا أَبُو يَكْنَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْبَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْسَى  
 الْحَافِي الشَّوَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْقَاسِمِيُّ شَا مُحَمَّدُ بْنُ  
 الْحَرِثِيِّ شَابَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ شَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِدْهَمَ عَنْ أَبِيهِ إِدْهَمُ بْنُ مَنْصُورٍ الْحَمَلِيُّ عَنْ سَعِيدِ  
 بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى الْكَوْبَةِ عَامَّةٍ يَعْنِي خَضِرَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

اور اگر

عبارت

۲  
صلوات  
وہی ہے جو  
کتاب میں  
آیا ہے

سہہ کرتے تھے اور پھر عامی کے معنی بھی عامی کے اور پھر اس میں اہم ہے نہ اور عالم مشہور تھے میں قال النسائی وقتہ  
 أحد الزهاد وقال البخاری مات سنة اثنتين وستين ومائة كما سألني في فقهنا من وركب في  
 بين كما سألني في سنة باسٹھ اور جو جری میں اور روایت کیا طبرانی نے اور سہ میں عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ دیکھا ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سہہ کرتے تھے اور بھی عامی کے اور روایت کیا اسکو ابن ہدیٰ نے کامل میں حدیث عمر بن شریح سے  
 انھوں نے جابر جعفی سے اسنے عبد الرحمن بن سابط انھوں نے جابر سے کہا کہ دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سہہ کرتے  
 اور بھی عامی کے اور ضعیف ہے عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب متابع ہے کو شیعہ ابن جبر سقانی نے شیعہ کذاب یعنی ضعیف  
 غالی کذاب ہے اور کہا نزدیکی ضعیف چلانی ضعیف ہے نہایت اور کہا بعضوں نے متروک الحدیث ترک کردی  
 حدیث اسکی اور روایت کیا اسکو حافظ ابوالقاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد میں حدیث ابن ابی اوفی بن عبد اللہ بن  
 ثناء ابو بکر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن حصین الطرطوسی نے ثناء لکھیں بن عبد اللہ ثناء سائب  
 بن عبد العزیز بن عسک عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجد علی کواکب النعام  
 کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہہ کرتے اور بھی عامی کے اور اخراج کیا اسکا یہی نے سنن میں منہام انھوں نے حسن کہا کہ  
 اچھا یہ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھگڑتے تھے اور ساتھ دیکھنے کے کہ ورنہ میں لو کہ تھا سہہ ہر آدمی اور بھی عامی کے  
 اور ذکر کیا اسکو بخاری نے صحیح میں تعلیق اور کہا کہ حسن ہے تمی قوم کہ سہہ کرتی اور بخاری اور ابی کے اور دونوں ساتھ دیکھتے ہیں  
 ہوتے تھے اور روایت کیا ابن ابی حنیہ ثناء شریک عن حصین بن عبد اللہ عن عکرمہ عن ابن عباس  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی ثوب واحد یسجد یسجد لاجل الارض وبن دحانی میں  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز میں ایک کپڑے کے بچانے تھے اسکی فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو واسکی اور  
 اسی حدیث کو صاحب ابودینہ ذکر کیا ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور سہی بن اہویہ اور ابویعلیٰ او طبرانی اور ابن ہدیٰ نے کامل میں  
 اور ضعیف کیا اسکو حسین بن عبد اللہ کے سبب اور دو کپڑے کہ شریک واسکی ہنا میں قاضی کو نے کا ضعیف ہے کہا ترمذی نے  
 وشماریہ لکھیں الخاطی یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہے اور توشیح کی اسکی بہت لوگوں نے اور اسکی معنی میں یہ وہ حدیث روایت کیا  
 چہ عالموں نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی میں اور جب طاقت رکھتا تھا کوئی  
 ہمارا کہ کہیں نہ پناہ پوز میں کچا تھا کپڑا ہزار میں ملواری پر سجد کرتا تھا اور سجد میں کچا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو ہاتھوں پر  
 کیونکہ حدیث میں آیا ہے روایت ابن جہان فرماوا جاکت عن خبہ عیث اور کشادہ رکھو دونوں بازو پٹا اور روایت کیا ابوہریرہ  
 نے ابن عمر سے کہ کہ خبری کہ کو سفیان انھوں نے آدم بن علی کہ سہہ کرتا تھا کچا جو بن عمر نے اور میں نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ اپنے زین  
 سے جدا کرتا تھا اسکو کہا کہ وہ بیٹھ بھائی میرے کے نہ بیٹھ جانوروں کا سا بیٹھا اور ہاتھ کو اپنے دونوں کتہ ہاتھوں پر ہاتھوں پر  
 کیونکہ یہ کہ کچا سجد کرتا تھا جو سب سے اور جدا کیے پٹ کو دونوں ہاتھوں کے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے  
 اسد کہ اگر کوئی کچا پڑا تو وہ میں نکل جاوے روایت کیا اسکو مسلم اور مالک و طبرانی وغیرہم نے اور جو حدیث میں ہے کہ انھوں نے  
 کشادہ رکھنے کے باوجود کہ کو انیت ہو کہ روزہ و کھلیو کھلون قبل کے کہ کیونکہ روایت کہ نماز میں حدیث میں حدیث میں حدیث میں

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونچے نہ بہت نیچے کرتے تھے بلکہ اوسط  
 درجے میں رکھتے تھے اور موند کرتے تھے اونچے موند کا طرف قبلہ کے اور بہت کمین ہونے پر کیا یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ  
 جب سجدہ کرتا تو موند کا طرف قبلہ کے اور بہت کمین ہونے پر کیا یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ  
 مطلع نہیں ہوا اور سجدہ کو جو کوع وجود میں کی جاتی تھی اگر تین سجدہ کے تو لازم ہے کہ طاق کے ساتھ بائیں جانب اسات بائیں طرف کیونکہ  
 میں آہی کان بھٹکنا بالی تریغنی خم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ و تبرک کہا صاحب حبس حج القہنی نے عرض کیا کہ  
 سُبْحَانَہُ اَعْلَمُ یعنی یہ حدیث غریب ہے اور لکھنا جائز ہے اگر آدمی سجدہ کے ہجوم کے سبب ایک شخص دوسرے کے پیچھے چلا گیا  
 اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو تو درست ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتا پڑھتا ہے مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہے نہیں پڑھتا تو سجدہ کا  
 درست نہ ہو کیا حضرت پیٹھ کو ران سے ملے اور بعد سجدہ کے پھر سر اٹھاؤ اور کبیر کے اور المینان سے بیٹھے اور پھر کبیر کے اور سجدہ کر  
 ٹھہر کے کہ نہ کھڑے حدیث عربی میں ارشاد فرمایا پھر اٹھا سر اپنا یہاں تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا تو  
 دوسرے سجدہ کر لیا امام ابوحنیفہ کے نزدیک جانتے ہو گا اور محمد کے نزدیک اور اندازہ رفع میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر سجدہ کی طرف  
 قریب ہو جائے گا نہیں جائے ہو گا کو کہ وہ سجدہ میں ہے اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہے جائے ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جائے گا چالیس  
**ص** اور پھر کبیر کے اور اٹھ کر سر پھر ماتھے پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہو کر بغیر تکبیر کے اور دونوں سجدہ سے سر اٹھا کر  
 پھر زمین پر بیٹھے بلکہ فوراً کھڑا ہو گیا اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے پھر اٹھ کر اٹھ کر سجدہ کرتے ہیں **ف** اور دیکھ  
 امام شافعی کی وہ یہ چھ روایت ہے مالک بن الحویرث سے کہ انھوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز کے کہ جب اٹھتے تھے وہ دونوں  
 سجدہ سے نہیں اٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے سیدھے اور جوابا سکا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی میں تھا اور  
 نماز موضوع استراحت کے واسطے نہیں اور دلیل دوسرے یہ ہے جو روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جب اٹھتے تھے آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم نماز میں اٹھتے تھے اور پکارتے کہ قدامت کیا اسکا ترمذی بخالد بن ایاس سے انھوں نے سنا کہ مولیٰ تو اسے انھوں نے ابی ہریرہ  
 سے اور کہ ترمذی نے اسی پر عمل انراہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہے ابن الاثیر ضعیف ہے نزدیک محمد بن ابی اسحاق  
 ضعیف کیا اسکا ابن عدی نے لکھا کہ لکھی جاوے گی حدیث و سکی باوجود ضعف اس کے کہ کہا بھی القحطانی نے ابن سیرین سے تملیل  
 کی ہے خالد بن یحییٰ جو صحابہ میں اور وہ خطاط ہی تو کچھ تخصیص خالی نہیں اور قول ترمذی کا کہ اس پر عمل ہوا بل علم کا تخصیص ہی  
 اس کی قوت اصل کو اگرچہ خاص طریق ضعیف ہوا اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن سعد کہ وہ اٹھتے تھے نماز میں اور پکارتے کہ قدامت کیا  
 نہیں بیٹھتے تھے اور انہیں اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا شعبی سے کہ تھے عمر رضی اللہ  
 عنہما صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھتے تھے نماز میں اور پکارتے کہ قدامت کیا اور روایت کیا نعمان بن ابی عیاش سے کہ پابا سینے  
 بہت لوگوں کو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کوئی سزا دیتا تھا سجدہ ثانیہ میں ہاتھ رکعت یا دوسری رکعت میں اٹھتا تھا  
 جیسے وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا یہ بھی نے عبدالرحمن بن بکر سے کہ انھوں نے دیکھا ابن سعد کو نماز کے بعد  
 اور روایت کیا اس کے عبد الرزاق نے ابن سعد اور ابن عباس اور ابن عمر سے قریب اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ سب  
 اٹھتے تھے اور پکارتے کہ قدامت کیا اور زمین بیٹھتے تھے تو عمل دوسرے واجب ہو گا **ص** اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ہو گی

حدیث ابن عباس

حدیث ابن عباس



اور ثناء اوسین نہ پڑھے اور اتھار بھی نہ اٹھا کر **ف** یعنی ہاتھ نہ اٹھا کر مگر تکبیر اولیٰ میں اور تکبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں ہوتی ہے بخلاف امام شافعی کے کہ اوکے نزدیک ہاتھ اٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہیں تو ہر رکعت میں اوکے نزدیک رفع یدین ہر اور اس مسئلے میں بہت تفصیل ہے سب بیان نہیں کر سکتا والاکن با یک فقرہ جو با وکی کچھ بطور انحصار کے موافق تحریر صاحب تہذیب القدر کے بیان کیا جاتا ہے اول تو روایت کی طرانی نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ نہیں اٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں جس وقت کہ شروع کرے نماز اور جس وقت داخل ہو جس درام میں ہر طرف نما کیلئے کہے اور جس وقت کہ نما ہو مگر پہلو جس وقت کہ نما ہو سات آدمیوں کے رات نما کو اور زلفہ میں دو مقام میں اور جس وقت کہ رکوع کی اور ذکر کیا اوسکا بخاری نے حلقہ کتاب فرد میں بیان رفع یدین میں اور کہا وکیع نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اٹھا جائوین ہاتھ مگر سات جگہ میں وقت شروع کرنے کے اٹھنا مقبول کہے کے اور صفا اور وہ پر اور عرفات میں اور زلفہ میں دو مقام اور نزدیک حجر بن عدی کے اور کہا شیعہ نے نہیں سنا حکم نے قسم سے مگر چار پیش اور یہ نہیں ہر اوس میں تو یہ رسل ہر اور غیر محفوظ اور کہا ابراہیم کیا اصحابوں ہر ایک نے مخالف کیا اس حدیث کو سات دفع کے کثیرات عیدین میں اور تکبیر قنوت میں اور کہا شیخ تقی الدین نے امام میں اعتراض کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقوں سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلیٰ متفقہ ہوا اور متروک ہر احتجاج اوس اور دوسرے کہ وکیع نے وقت کیا اوسکو اور پھر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکم نے اور وکیع اہل بیت سے انھوں نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے کہ روایت سے تباہین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ سنا دیا اون دونوں اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتوں میں وقوع الا یک یومی ہو یعنی ہاتھ اٹھا جاو اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوال سات جگہ کے اور جگہ نہ اٹھایا جاوگانہ لا یقع الا یک یومی الا فیہما جودا لیت کر تا ہر صر رفع یدین ہر اہل بیت میں دوسرے کہ محال ہے کہ لا ترفع الا ید ی وکیو کہ احادیث صحیحہ ذال میں اس رفع پر اور بت سے احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوا لفظ میں بھی خبر سے ہاتھ اٹھا دیا ماندا ستعا وغیرہ کے یہ کلام ہے شیخ تقی الدین ابن دقین العید کا اور وجہ اس یہ ہے کہ صر او نہیں تو جب سوائے ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوس کے اوپر کرنا پڑیگا اور تحقیق کہ دفع اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جس کا اخرج کیا حکم نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے پاس عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر کندھوں کے پھر تلبیک کہتے سوجب ارادہ رکوع کا کہتے پھر ہاتھ اٹھاتے اور جب ہر اٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب ہر اٹھاتے تھے تین ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہا شیخ غنی العام نے کہ جب اٹھاتا تھا سوا صر ہر سات دفع کے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وکیع سے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھوں میں ہاتھ صر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونماڑ بھی اور نہ اٹھاتے ہاتھ مگر اول بار پھر ناعادہ کیا کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اخرج کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے سفیان سے اور جو غفر بن ابی المبارک سے کہا کہ نہیں ثابت ہوئی تو یک سیکر حدیث ابن مسعود کی سو کچھ نہیں ضرر کرتا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہو جاوے اور وہ جو بعض علماء نے کہا ہے کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہے غیر مقبول ہے کیونکہ ترمذی کی روایت

اور انھوں نے کہا  
صاحب ابو یوسف

نہ

ابن عمرؓ نے اور اخرج کیا اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کما بعض لوگوں نے کہ نہیں سنا عبدالرحمن نے علم سے باطل ہوا اور کیا  
 اوسکو ابن عباسؓ کی کتابا نفاذ میں اور کہا کہ انتقال کیا اوس نے سننا کو میں اور سن اوس کا سن ہوا یہ ہم بھی کا تو کیا چیز نافع ہر سامع  
 اوس کے سے اور حال انکا اتفاق ہر سامع براہیم بھی ہر علم سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب التفریق و المتفرق میں بیج بیان ترجمہ بل الرحمن  
 کہ اوس نے ساہو علم سے اور بعضوں نے جو کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ بات تھو لا یعقود کی نکر ہی نقل کیا گیا ہے وہ دارقطنی اور  
 محمد بن نصر موزنی سے ہوا ابن القطان کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھوں نے اور اسو اسطے نسبت کی اسکی بہت لوگوں نے طرف ہم  
 سفیان ثوری کے مانند بخاری کتاب دفع الیدین میں اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ ہم کیا اسون  
 سفیان ثوری نے اوس معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب ولایت کی انھوں نے چند روایتیں بغیر بات گمان کیا اسکو خطا اور حال انکہ زیادتی نقصان  
 کی قبول ہے اور خصوصاً صاحب کہ اوپر متابعیت بھی کی جاوے متابعیت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہے اوسکو روایت  
 نسائی سے اور اخرج کیا دارقطنی اور ابن سعدی محمد بن جابر سے انھوں نے حاد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابیہم سے انھوں نے  
 علم سے انھوں نے علم سے کہ انہے طبعی سینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر کے سونا دیا تھا انھوں نے  
 ہاتھوں اپنے کو مرقف شروع کرنے ناز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کہ صواب براہیم کامرسل کرنا ہی اس حدیث کو  
 اور ابن سعدی کہ اوپر یہ رفع سبب جہ محمد بن جابر کی توین کی اوسکی ابن جہنی اور روایت کیا اوس کا محمد بن شبل ابو اور  
 ابن جوف اور شام ہر جان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور نوید یہی صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور اوزاعی  
 سو کہا اوزاعی نے کیا حال ہے تھا کہ نہیں ہاتھ اوٹھاتے ہو وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ نے  
 ثناء عن ابن ابي حنيفة عن علقمة بن وائل عن عبد الله بن مسعود عن ابي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم كان  
 لا يرفع يديه الا عند افتتاح الصلوة ثم لا يعوقه شي من ذلك يعني نهين او ثحالة تخرت صلى الله  
 وسلم ہاتھ مرقف شروع کرنے ناز کے پھر نہیں اعاذ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں تم سے زہری کا  
 انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے رفع یدین میں اور تم کہنے ہو کہ حدیثی صحاح عن ابن ابي حنيفة سو کہا ابو حنیفہ نے کہ  
 حماد افقہ ہر جہتی اور براہیم افقہ ہر سالم سے اور علم نہیں ہے کہ فقہ میں ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہوا وکنو تو  
 صحبت کلہی اور اسو کہ واسطے نہایت فضل ہے اور عبداللہ بن سعد ہر ابن عبداللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ فقہاء  
 کے جیسا کہ ترجیح دی ہوا زاعی ساتھ علوا سنا کے اور وہی مذہب ہے حضور نزدیک ہمارا اور روایت کیا علی اوسی پھر بیعتی نے حدیث  
 حسن بن عباس سے سند صحیح اسو کہ کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے پیچ اول کبیر کے پھر نواہد کیا  
 کہا اور دیکھا میں نے ابراہیم اوشیمی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی ابواضہ کیا ابوکاسم ساتھ روایت ملاؤس بن کیسان ابن عمر سے  
 انھوں نے عمر سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے چکر رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی ابن کثیر سے  
 انھوں نے عاصم بن کبیر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؓ نے اوٹھاتے ہاتھ پیچ اول کبیر کے پھر نواہد کیا اور وہ جو روایت کیا  
 ترمذی نے حضرت علیؓ سے کہ یہی اللہ علیہ وسلم تھے جو قائم کرنے ناز کو اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر کھنک اور کرتے تھے مثل اوس کے  
 جب کہ لو کہ پکھنے تھے قرأت کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی چلے پکھنے تھے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ پکھنے

ناز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدوں کو اٹھاتے تھے ہی طرح پر اور صحیح کیا اوسکو ترمیمی تو یہ حدیث  
منسوخ ہو بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجدے کے اور جانا چاہیے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثیرین حدیث اور کلام بہت  
واسع ہی طرف مطالعہ کی اور ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے وجہ حسن اور روایت کیا ابو حنیفہ نے حدیث انھوں نے ابراہیم سے کہا کہ  
ذکر کیے گئے نزدیک اہل وائل بن حجر کہ دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود  
سوکا ابراہیم نے کہ عراقی فریقین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اور صلوات کے اور کیا یادہ جاننے والا ہی عبد اللہ  
اور اصحاب عبد اللہ کے یاد رکھا اوسنے اور نہ یاد رکھا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی جیسے پیشمار لوگوں نے عبد اللہ  
کو اٹھاتے انھوں نے ہاتھ فقط وقت ابتدا صلوات کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہی ساتھ شراعیہ اسلام  
ڈھونڈھتے والا ہر احوال سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتسک کر ہاتھ قول اوسکے کے اولی ہی وقت تمارض کے واللہ اعلم ورحمہ  
اس باب میں المصنف شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جانا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہیں ہو بلکہ شہوت افون وایات کا  
حال اگر رفع یدین بہت سی حدیثیں موضوع ہیں اور ضعیف ہیں جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہیں رفع یدین حال انکہ وہ بالاتفاق  
موضوع ہی اور طعن کیا بسبب اس کے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضوں نے اس باب میں ہندو را فرما کیا ہے جسکا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ ان  
سے ایک صاحب سفر السعادت نے کہا کہ چار سو آثار اس باب میں مروی ہیں حال انکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہیں کیے بلکہ بخاری نے جو ان  
کتاب رفع یدین میں بتائی ہیں اور میں تمنا کے ربع بھی آثار مذکور نہیں جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جملہ ان سے اس باب میں  
اعتبار صاحب سفر السعادت کا کیا ہو اگر کوئی انکو لاکھ بار بھی سمجھا تو یقین ہو کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آئیں اور تصدق عوام  
سے دور نہ رہیں یا تو تفصیل کی اس کتاب مختصر میں گنجائش نہیں ملے گی کو ایک اشارہ کافی ہے **و** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے  
بائیں پر کو بچھا کے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اوٹکلیوں کو پیر کی قبیلہ کی طرف کرے **و** صحیح مسلم میں حدیث  
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ بکیر کے آخر تک پہنچا کہ کہا بچھاتے تھے یا ان پر اور  
کھڑا کرتے تھے داہنے پر کو اور سنن نسائی میں مروی ہے ان کے سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی ناز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو  
اور کرے اوٹکلیوں کو طرف قبلہ کے اور بیٹھے بائیں پر پر **و** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں الوٹکلیوں کو اوپر رکھے اور اوٹکلیوں کو  
کی طرف کشادہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک نہ صرف اوٹکلیوں کو بانہ سے اوپر کی اوٹکلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ  
کھڑے لاکے اوٹکلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ یہاں حلاؤں سے بھی ایسا ہی منقول ہے **و** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل بن  
کمالہ شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور ترمذی میں ہی حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا میں نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بیٹھے  
واسطے تشہید کے بچایا بائیں پر کو اور رکھا بائیں ہاتھ کو اوپر بائیں ان کے اور کھڑا کیا داہنے پر کو اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز میں رکعت تھے داہنی کھڑا اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب اوٹکلیوں کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ  
اوس اوٹکلی کے جو نزدیک ہر ہام کے اور رکعت تھے بائیں کھڑا کو اوپر بائیں ران کے کہ شیخ ابن الہمام نے ولا شکاک ان وضع الکتف  
مع قبض الاصلایح لا یظہر حقیقتہ یعنی نہیں شک ہو کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنا اوٹکلیوں کے نہیں ظاہر ہوتی ہے  
حقیقت اوسکی یا مادی ہے کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا اوٹکلیوں کا وقت اشارہ کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہو کہ اوٹھنا نماز میں ہے محض غلط ہے اور پھر طرہ اوپر یہ کہ کما قبل الحدیث بھی کلمہ ہمارے  
سمان المدیسیہ لوگ محدثین کی ہتھکڑی کی کہیں گے تو ان کے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف روایت ہوگا اور خود  
صاحب فتح القدیر لکھا ہے وَهُوَ خِلَافُ الذِّكْرِ الْوَالِدِ وَإِيَّاهُ يُخْلَفُ دُرُوبُ رِوَايَاتِهِ **ص** اور تشہد  
پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہی التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا  
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ تشہد میں اس سے زیادہ نہ چرچ **ف** مصنفین ابی شیبہ میں مروی ہے  
حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخَذَ عَلَقَةً بِيَدِي فَقَالَ  
أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ بِيَدِي فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَعَلَّمَنِي التَّشَهُدَ التَّحِيَّاتُ  
لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْخَرَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ بَنِي كَيْسٍ يَعْنِي كَمَا قَامَ سَمْعٌ أَنَّهُ كَبَّرَ عَلَقَةً مَاتَهُ بِهَا  
سُكُوكًا كَبَّرَ عَبْدُ اللَّهِ مَاتَهُ بِهَا سُكُوكًا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَهُ بِهَا سُكُوكًا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَهُ بِهَا  
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اوپر تہنیک ہیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوپر دو سجدہ سو کہ ہیں و فی  
الباب عن عائشة ثوراس باب میں مروی ہے عائشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی  
دو رکعتوں میں تو گویا تو سے بیٹھتے ہوئے پہلے بیان تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسا ہی  
روایت کیا مصنفین ابوبکر سے بسند صحیح اور روایت کیا علی بن مسعود کہ سکھایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد  
اور کف سے آپ کے گن میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سو کہنا جب بیٹھتے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کہے  
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرَفِي اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک صحت اس تشہد کی اگر  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ماتھ پکڑ کے بتا کیا تمام تعلیم کیا اگرچہ بطلان تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہے اور  
ایک نہ ترجیح کی یہ کہ اگر تمہارے اوپر اتفاق کیا لفظا ومعنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہے اور اس مسئلہ  
اگرچہ خارج کیا اس کا سو کہنا بخاری اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات صحیح میں ان کے نزدیک وہ چھپر اتفاق کیا ہو بخاری سلم نے نہ کہ چھپر  
اتفاق کیا ہو انھیں نے اور اس واسطے اجماع کیا علی کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہے حدیث ابن عباس کی اس باب میں اور کما ترمذی نے  
کہ صحیح ترمذیوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہی اور علی بن مسعود کا کفر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیصہ کہ کما دیکھا میں نے صلی اللہ  
علیہ وسلم کو خواب میں ہو چوچا میں نے آپ کے آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد میں ہو فرمایا آپ کے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے  
ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اونسے طبرانی نے کہ تم سے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرَفِي تشہد ابن مسعود اور عائشہ سے بھی تھے میں کہ کما انھوں نے تشہد میں صلی اللہ علیہ وسلم  
سو کہنا التحیات لله آخر تک کما نووخی اسناد جید یعنی اسناد او کا جید ہے اور بھی موافق ہوئے ان کے مسلمان روایت کیا  
طبرانی اور بزار نے ابی اسحاق کہ کما نووچا میں نے مسلمان سے تشہد کو کما سکھاتا ہوں میں کما جیسا سکھایا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
تب بیان کیا التحیات لله اور کما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کما ماتھ میرا حدیث سلیمان نے اور کما ماتھ ابوبکر نے اور کما



علیہ السلام نے جسے بھی نماز اور بھیجی درود بھیجے اور پھر اہل بیت پر قبول کیا اور کسی نماز اور کسی اور نصیحت سے اور  
 بیان کیا اور پھر نصیحت اور سکا باوجود اس بات کے کہ احناف کے ہوا کے رفع وقت میں بیان کیا اور سکودار قطنی نے اور لیکن  
 حدیث اول سورایت کیا اور سکوا بن ہاشم کہ لا صلوة لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم يذكر اسم الله  
 عليه ولا صلوة لمن لم يصل على النبي ولا صلوة لمن لا يثبت الاضداد یعنی نہیں ہاں ہی نماز  
 اوکی جسکو وضو نہیں اور وضو اسکا جسپر اسکا نام نہ کر نہیں اور نماز اوکی جسے درود نہیں ہاں ہی اور نہیں نماز ہاں ہی اور نہیں  
 جو نہیں دست رکھنا اضا کو اور سنا دین اوکی عبدالمہمض ضعیف ہوا اور کہا بن جابر نے لا یصححہ نہیں جوت پر جابلی  
 اوسے اور اخرج کیا اوسے طبرانی نے ابی بن عباس اوسے بھی نے بھی مرفوعا مانند اس کے کہا لوگوں نے حدیث عبدالمہمض کی  
 اشبہ بالصواب ہوا وجود اس کے کہ باعنے کا ام کیا ہوا ابی بن عباس میں اور روایت کیا بھیقی نے عیسیٰ بن اسحاق سے  
 انھوں نے ایک شخص سے بنی حارث بن انھوں نے ابن مسعود انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ جب تہجد پڑھے کوئی تم میں نماز میں ہو  
 اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك على محمد وعلى آل محمد وادعهم محمد و آل محمد كما  
 صليت وباركت وادعهم محمد وعلى آل محمد وادعهم محمد و آل محمد وادعهم محمد و آل محمد وادعهم محمد و آل محمد  
 ارحم عجل کالفظ اور رحمت علی ابراہیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن سنا دین اس حدیث کی وجہ شخص حمل ہوا اور  
 بعضوں نے کہہ دیا کہ غیر اس کے اور درود بھیجیں لیکن میں نہیں پائی اللہ صل علی آل ابی کاؤنی اور جب کہ صابوہ بنی حارث کے  
 جائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور درود بھیجا ہمارے لئے کرخی کے نزدیک ماری عمر میں ایک بار فرض ہوا جب کہ حضرت سہیل اندلسی  
 کا نام مبارک آوے جیسا کہ انتہا کیا اور سکولناوسی لیکن فریفت اسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں تھی ہاں  
 سنت ہوا بنو زکوة ثابت ہوا ہوا آپ کو آپ کے نام پر درود بھیجے اور سکیر باخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت میں یہ بات بھی محبت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ زبان کہنے سے نہیں ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت میں کوشش کہ  
 کہ مرفوق ہوا اور آپ کے نام پر جب کہ کیا جاوے اور بھیجنا لازم جائے تب وہ محب رسول اللہ کہ جاوے گا والا یہ محبت نام کی ہے اسکا آخرت  
 میں کچھ اجر و ثواب نہیں اور یہ دلول ہر اکثر احادیث صحیحہ کا والله اعلم بالصواب ص پر سلام کرے دہنی طرف اور نیت کرے  
 اونکی جو لوہر آدمی اور فرشتے ہیں اور بائیں طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی اللہ کی بھی نیت کرے امام کی جانب میں اور اگر امام  
 اس کے سامنے ہو تو دونوں جانب میں نیت امام کی کرے اور امام دونوں سلاموں میں نیت کرے اور بعض کے نزدیک نیت پہلے سلام  
 اور بعض کے نزدیک کسی میں کرے اور جو ایلا ہر وہ دونوں سلاموں میں نیت فرشتوں کی کرے روایت ہاں بن مسعود  
 کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرے دہنی طرف اور کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ بیان تک کہ دہنا رخسار آپ کا  
 دکھائی دیتا تھا اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ بیان تک کہ دکھائی دیتی تھی سفیدی ہاں میں حساس کی  
 اخرج کیا اسکا سنانی اور زیدی وغیرہم کو بھیج کیا اوکو اور ہر ایک نزدیک لفظ سلام کا مٹا واجب بظلف واسطے شافعی کہ ان کے نزدیک فرض  
 اور دلیل اوکی حدیث ہے چھوڑ دین بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولیٰ نازل کی تسلیم ہوا دلیل ہاں ہی نہ بیان ہوئی جو جو پکڑی اور پٹ  
 سے فرشتے کی نیت نہیں تھی اور بیت ہی پیشین اس باب میں آئیں ہیں کہ ادھی کہنے بائیں فرشتے ہیں نہ کر کیا انکو شیخ کمال الدین ابن الہمام نے

نماز میں

نماز میں

نماز میں

نماز میں

## فصل قرأت کے بیان میں

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اور امین اختیار کرے اور قضا میں ضرور  
 آہستہ پڑھے اور ادنیٰ درجہ ہر کایہ یک دو سر سے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک انی درجہ  
 ہر کایہ یک آپ سے اور ادنیٰ سر کا یہ کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح  
 جو اپنے تئیں سنائی دیکے واقع نہ ہوں **ف** اور ظہر اور عصر میں سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلواۃ  
 التہائم کما یحییٰ نمازوں کی گوئی ہو اور رادیہ یکا و سیم قرأت ایسی کہ سنائی دیکے نہیں یہ حدیث ہدایہ میں ہے لیکن کہا ہوئی  
 لا اصل لہ یعنی نہیں پہل اصل حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد الرحمن بن مسعود نے قبول مجاہد اور ابی سعید رضی اللہ عنہما  
 اور سرور جہر میں حدیث صحیح ہے شراؤنی بن اور اس میں اتفاق صحابہ ومن بعدہم کا یہی سبب ہے کہ کوئی حدیث مسترح  
 ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عیدین کے جہر میں بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جماعت نے سو ابنا جری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں **سَبَّحَ اسْمَ رَبِّکَ الَکَ عَلا وھَلْ اَنتَ حَدِیْتُ الْغَاشِیَۃَ** اور صحیح مسلم میں ہے  
 ابی واقلشی سے کہ پچھا مجھے عمرؓ نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے **ق**  
**وَالْقُرْآنَ الْحَمْدُ وَرَافَقَتْ بَیْتُ السَّاعَةِ** اگر عشا کی دو رکعتوں اول میں سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ  
 پڑھ لے اور فاتحہ اور سورت دونوں کا ہر کرے اگر امام ہو اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں جبوترے تو پچھلی رکعتوں میں پڑھے کیونکہ دوسری  
 رکعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ اور سیم پڑھ لے گا تو ایک رکعت میں دو فاتحہ لازم آئی گے اور اگر فاتحہ تکمیل کی ہو  
 اور قرأت فرض ایک آیت ہو اور اتنا پڑھنے والا نہ نکال ہو گا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے  
 اور اگر اس میں جو نام نہ سورہ بروج وانشقت کے پڑھے اور اقامت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور ظہر  
 و عشا میں بروج تک کہ اگر مغرب میں کم کرے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **و** اور پہل اس میں ہو جو روایت کیا عبد الرحمن بن  
 مصنفین اخبرنا سفيان الثوري عن علي بن زيد بن جدعان عن الحسن بن علي قال كتب عمر  
 الى ابي موسى الاشعري ان اق افي المغرب بقصار المفضل وفي العشاء بقصا المفضل وفي  
 الضحى بطول المفضل یعنی لکھا عمرؓ نے طرن ابو موسیٰ اشعریؓ کے کہ پڑھ مغرب میں قصا مفضل یعنی کم کر کے آخر تک اور عشا میں  
 اور صا مفضل یعنی بروج تک اور صبح میں طول مفضل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک  
 سورت کا سیم نماز میں کرنا کھوی اور قنوی چپکا کھڑا ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو  
 اور چپ ہوا و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرأت امام کی کافی ہو اسکو اور فرمایا کیا ہو واسطے میرے  
 جھگڑا کیا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لو کہ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال افلاکی طرف جگے قرأت قرآن میں خلل نہ پڑے  
**ف** اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ کہ اضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں نے ساتھ  
 رفع اس کے کہ مثل ارقطنی اور قنوی کے اور ابن جریج کے کہ صحیح ہے کہ کہ مرسل ہے اس واسطے کہ حفاظ نے مثل دونوں ضعیف اور ابی لامح  
 اور عبد اللہ بن عمر اور ابی خالد الدلانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر رعایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عایشہ سے

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اور امین اختیار کرے اور قضا میں ضرور آہستہ پڑھے اور ادنیٰ درجہ ہر کایہ یک دو سر سے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک انی درجہ ہر کایہ یک آپ سے اور ادنیٰ سر کا یہ کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح جو اپنے تئیں سنائی دیکے واقع نہ ہوں



[illegible]





غلام کہتے تھے تو اس واسطے کہ اسکو حدیث سے فراغت نہیں کہ حکام نماز کے لوگ تو انکا شمار ہوتا ہے میں اور فاسق کو نہیں  
 دین کا نہیں اور انہما بنیاست پر یہ نہیں کہ سکنا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہیں کہ اسکو تعلیم کرے اور لوگ اسکی امامت نہ  
 کروہ جائینگے اور بدعتی کے ہتھے بھی اسواسطے کروہ ہر حضرت عبداللہ بن عمر اسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اسکا لوگ پڑا  
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے نہاک سے بسند صحیح کہا انھوں نے نہ امامت کرے غلام اور اوس قوم میں آزاد لوگ ہوں اور  
 روایت کیا سعید بن جبیر سے کہ انھوں نے اندھا امامت کر کے اور روایت کیا زیاد بن ہریرہ سے کہ ایک بوجھالینے ان سے بھی اسکو  
 کا اندھا امامت کر کے کہ ایک احتیاج ہو اسکی نکلا اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدیثنا معمر بن شیبہ عن شیبہ عن ابراہیم بن ابراہیم  
 آن ابا جعفر کی امامۃ الاخرین یعنی ابی جعفر نے کروہ کہا امامت امر ابی کا اور غلام جب فقیر ہو تو امامت کی  
 کروہ نہیں روایت کیا اوسینے حدیثنا شریک بن مسلم عن ابی ابراہیم آتھ سئل عن امامۃ العبد کا حکم ابی  
 فقال العبد اذا فقه احب الی کہنی غلام جب فقیر ہو تو دوست نہ ہو نزدیک سیر واسطے امامت کے اور ولد الزنا کی امامت  
 اسواسطے کروہ ہر کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیثنا عبد الوہاب الثقفی عن یحییٰ بن سعید قال بلغنی  
 ان عمر بن عبد العزیز قال لرجل کان یقوم فقاما بالحق لا یعرف من ولادہ ففعلہ ان یعظمہم  
 یعنی تھا ایک شخص امامت کر تو قوم کی تحقیق میں اور نہیں معلوم تھا کہ کس کا لڑکا ہی سونے کیا اسکو عمر بن عبدالعزیز نے امامت سے  
 اور کہا حدیثنا ابن فضیل عن یحییٰ عن محمد بن ابراہیم آتھ کہ ان یقوم فقاما بالحق لانا وصاحب التیمیۃ یعنی کروہ  
 رکھی تھا پھر امامت ولد الزنا کی اور جیل خور کی اور کہا عبداللہ نے کہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں کہ قاری تھا اسے آتھ ہوں انرا  
 اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت تھام اس باب میں اور اگر ہر لوگ امامت کر لیں تو نماز جائز ہوگی کہ کو حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا پھر نماز پیچھے ہر نہ کہ بد کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہے لیکن بہر نزدیک حجت ہے  
 اور اس سن کی کو روایت کیا ابو نعیم اور حقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے **ص** اور جماعت عورتوں کی جو امام مرد ہو تو کہ کروہ ہر اور  
 اگر جماعت کی جو عورت امام ہو وہ مقتدیوں کے برابر کھڑی ہو **ف** اور کیا ہر ایسا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صاحب ہا ہے  
 کہ یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا اور کلام کیا اوسین شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کہ فی شرح القدر میں اس باب میں چند روایتیں اور روایت  
 عبدالرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے داؤد بن ابراہیم سے انھوں نے عمرو سے انھوں نے ابن عباس سے کہ انھوں نے امامت کو عورت  
 عورتوں کی اور کھڑی ہو انکے پیچ میں اور اس سے معلوم نہیں ہوگا کہ حدیث امامت نسائی منسوخ نہ ہو بجا نہ ہو کہ ابن عباس کو نسخ  
 نہ پہنچا ہو اور حدیث میں آیا ہو کہ نماز عورت کی بہتر ہو عورتوں اور گھر سے متعلقہ میں روایت کیا اسکو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے  
 صحیح میں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہو اپنے تاریک گھر میں اور نہ جگہ  
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں جماعت کی گنجائش نہیں کہ تین روحی یہ کہ یہ حدیثیں ال میں اوپر کہ امامت مطلق جماعت کے اور خصوصیت  
 جماعت خاص کی نہیں کلام ہمارا جماعت خاص میں ہر اور روایت ہے کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کہ امامت  
 اپنے گھر والوں کی اور خود ہی عورت کہ امامت کے واسطے لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے اور توشیح کی اسکی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے  
 انھیں قلع القدر میں ہر اور کہ عورتوں کی امامت نہ کروہ نہیں اور بیان کیے ہیں اس باب میں ابن ابی شیبہ نے ہمارے

حضرت علامہ علی بن ابی طالبؑ سے **ص** صحابہ ان عورتوں کا ہر نماز جماعت میں اور بڑھادیوں کا نماز اور عصر میں منہ ہونکہ وہی اور فجر  
 مغرب و عشاء میں بڑھادیوں کا آنا مکروہ نہیں **ف** اور جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرواؤ نہ بڑھادیوں  
 اسکی مسجد میں اسکی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن ملے عورت تمہارے کسی مسجد میں جانے کی تو منع نہ کر  
 اوسکو اور ذیل منع کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشاء میں حاضر ہونے سے اور صبح میں بڑھادیوں کو  
 عورتوں کو مسجد میں جانے سے مگر ان کو بغیر نماز کے نہ جانے منع کرواؤ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو  
 جو کالاء عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے منع کرتے اوسکو جیسا کہ منع کی گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی اور روایت کیا ابن عمرؓ  
 نے تمہیں عشاء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسوں سے منع کرواؤ عورتوں کو نہایت پسند سے اور آرائش دکھانے کی  
 راہ سے مسجد میں کہو نہایت لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہاں تک کہ حکمیں عورتیں اونکی کھانے کی راہ سے مسجدوں میں اور صبح ہی ہر کس  
 نے ان میں خصوصاً ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور قضاے دینداری یہ کہ گھر میں اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکلے اور منع کیا  
 نکلنے سے اور اسی پر نبوی ہر **ص** متوضی کو ستیم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کو کچھ اور سیدھے کے حضور ہونے والے  
 کو بیٹھنے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اس کے سے بڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے  
 اقتدا درست ہر **ف** پہلے سلم میں خلافت ہر عہد رسالہ کا ان کے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے  
 اور وہی قیاس ہے لیکن ترک کیا ہونے سے اجاقیاس کے ساتھ نفس کے اور وہ یہ کہ بڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھنے کے  
 اور لوگ ان کے پیچھے کھڑے تھے اور بڑھی حضرت ابو بکرؓ نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اور صبح ہونے  
 اس میں بہت روایتیں اور خارج کیا اسکا بخاری سلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کے اور پاک کی ساتھ  
 اور قاری کی ساتھ ان پڑھے کے اور بیٹھنے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ کرنے والے کی ساتھ اشارے کے پڑھنے والے کے اور پڑھنے  
 پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہو اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہو  
 تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اواسطے جائز نہیں کہ لڑکے کے اوپر تو نماز نماز ہے  
 اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو  
 عورتوں کو کہو کہ پیچھے کیا اوسکو اللہ اور مردی ہر صنعت ابن ابی شیبہ میں کہ کما عطا اور عمر بن عبدالعزیز نے کہ نہ مات کرے لڑکا  
 قبل احرام کے فرض میں اور بغیر فرض میں اور ایسا ہی مردی ہر عام اور مجاہد اور شمس کہتے ہیں کہ نہ مات کرے لڑکا تک  
 اوسکو حرام ہوگا اور کہنا ابراہیم غمی نے نہیں حرج ہے کہ نہ مات کرے لڑکا قبل احرام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **ص**  
 امام قزاق کا طول کرے اور ہر طرح سے پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز غیر میں **ف** کیونکہ مردی ہر  
 صحیحین میں کہ جب نہ مات کرے تم میں کوئی توجہ یہ کہ تخفیف کرے نماز میں کہو کہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے صاحب طبع  
 لوگ ہیں اور جب ایسا چھ تو جتنا پاس طول کرے اور سلم میں یہ کہ اوس میں ضعیف اور بوڑھے اور ضعیف اور مریض صاحب حاجت ہیں اور  
 صحیحین میں ہر شخص سے کہ ان میں نہیں ہر میں نماز ضعیف کی امام پیچھے ضعیف یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مرد اس سے یہ کہ  
 قرأت کو نوسے زیادہ کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاویہؓ نے ایک بار شروع کی جو بڑھادیوں میں سلام پڑھا ان میں نے



اور اکیس بڑھکے جلاگیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عثمان میں پڑھنے کو سبج ہم ربک لعلی اور اقرا  
باسم ربک اور دشمنس وضما وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہی غرض بہ صورت رعایت حال ضرور  
اور یہ سطح تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک ات میں چلو گئے نہ کرتے ہیں جماعت کے مکروہ ہر تین دن کے میں نہیں چکا  
**ص** جب مقتدی ایک ہوا امام اسکو دہننی طہن کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام ملے بڑھ جاؤ اور انکو حکم تاجہ کرنا کہ  
کیونکہ ایک آدمی کا گئے پڑھنا بہت آدھوں کے ہشتہ سے آسان ہے **و** پہلے سئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس  
کہ یامین ایک ات نزدیک سیویہ بیٹی حارث بن ابیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا یا جنس  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو بکرا سر پہ اور کر لیا چکو داہنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری سلم وغیرہم نے اور اگر  
اوسکے پیچھے یا بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گناہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک  
اوسنے آگے بڑھ کے نماز پڑھاؤ اور امام اپنی پوسٹ کے نزدیک بیچ میں اور دونوں آدھوں کے کھڑا ہوو اور حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑا کیا ہوا  
اور علقمہ کو دہننے بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ سلم  
اور کہا ابن عبداللہ نے صحیح بیچ میں ہی رفع اوسکا مجمع انکے نزدیک وقف ہی میں سجود پر اور کہا نوہی خلاصہ میں ایسا ہی اور اخرج کیا  
اوسکا سلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے سے قیصر میں فقط رفع ہی اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی  
جابر رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور انہی نے کہا وکی دادی ملیک نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھایا  
آپ نے پھر کھا کھڑے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر بیان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری  
ہم سے پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اسی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے  
امام سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابریں ہستہ انھوں نے حضرت علیؑ سے کہ فرمایا انھوں نے  
جب ہوں تین آدمی تو آگے ہواؤں ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ ان سے کہ مندا سکے جو اوپر گزرا اور ہی مذہب ہمارے کے  
اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھیں **و** کیونکہ ہرے میں ہی کہ فرمایا حضرت صلی  
علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی بھرپور ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور  
حدیث غریب ہی نہیں ہا یا اوسکو مینے اور روایت کیا محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یزید کی نے  
انھوں نے عمرو بن ہنیار سے انھوں نے حضرت علیؑ سے کہ انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جب کہ اکا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا  
اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علیؑ نے پڑھائی نماز جو کسے سے اور وہ جب تھے یا بے وضو تھے  
تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا  
امام ضامن ہر اور روایت بولای امام سے کہ اکا کہ نماز پڑھی عمرؓ نے ساتھ آدمیوں کے جماعت سے جب وہ اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا  
حضرت علیؑ نے کہ چاہیے جسے تھا کے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علیؑ کے روایت کیا اسکو  
عبدالرزاق نے اور وہ جو روایت کیا واقفی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے براہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
جو امام بھول جاکو اور نماز پڑھاؤ قوم کی اور وہ جب ہوں تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اوکلی او غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

ما

بیچ

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اس کا بھی حکم ہی ضعیف ہو جو ترک ہو اور خاک نے نہیں ملاقات کی برابر کی اور حکم اتفاقاً  
**ص** اور پہلے مرد و عورت میں بیچنے پر عورت میں بیچنا صحیح حدیث میں آیا ہے اور فرمایا حضرت صلی  
 علیہ وسلم نے قریب ہوں مجھے عقل لئے لوگ یعنی بالغ پھر جوان سے نزدیک ہیں پھر جو اسے نزدیک ہیں آخر حدیث میں بیچنا یا اسکو  
 مسلمان و ترندی اور ابو داؤد اور نسائی نے تو صفت میں بیچنا کہ خوب ملے کہ ٹپکے ہوں اور عجب باقی نسبت اور جو شخص صحت کی  
 جگہ شالی کو بند کرے یعنی او سین کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو او سین کھڑا کرے تو حدیث میں یہ کہ نہ حضرت جوگی اسکی روایت کیا اسکو  
 بڑے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں صحیح القندری میں سب مذکور ہیں تو سختی اسکو کہتے ہیں کہ آئین  
 عورت اور مرد دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور اسکو عورت پر قدم یا کایو کو یا کاشاہہ مرد کا او سین موجود ہو اور اگر کوئی  
 مونہ کر لیا کیونکہ ایک شاہہ عورت کا او سین موجود ہو جو عورت پر قدم یا کایو کو یا کاشاہہ مرد کا او سین موجود ہو اور اگر کوئی  
 عورت لائق مشورت ہو اور امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہو اور نماز میں نہ ہوں نہ شریک میں مرد کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور  
 اگر امام نے نیت عورت کی نہیں کی ہو نماز عورت کی باطل ہو جاوے گی اور نماز کی شرکت سے معنی یہ ہیں کہ دونوں اپنے تحریک کو امام کے  
 تحریک پر بنا کر اپنے لئے الگ ہوں اور ان دونوں کے واسطے امام ہو اور نماز میں جو وہ دونوں پڑھتے ہیں یا حقیقہ مثلاً دونوں متفق ہیں  
 یا حکم مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں صحت ہو اور اسنے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی  
 تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور یہ ہونے کی اگر اسبق کے اور کرنے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی یہ جب کہ امام عورتوں کی یہ کہے  
 اور اگر نیت کی تو عورت کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اذکار سے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے تو اقتدا  
 اسکی صحیح نہ ہو گی کہ امام اسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر مرد کو اقتدا نہیں کیا کی ایک دلیلت میں نیت امام کی شرط ہو  
 ایک دلیلت میں شیخ طہنہن تفسیر میں اسکی شرح وقایہ عربی میں خوب ہے کہ جب کسی پچا ہے دیکھ لے اور اگر امامت کی ان پڑھے فاعل راوی ہو  
 کی تو کسی نماز فاسد ہوئی یا کسی کو فاسد کیا اگرچہ صحیح دو عورتوں میں ہو سکی نماز فاسد ہو جاوے گی لیکن نماز قدری کی سوا اسکی اسطرح کہ اسنے قراء  
 باوجود قدرت ترک کی اور نماز ان پڑھوں کی سوا اسکی اسطرح کہ جب انھوں نے غیبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ اقتدا کریں تاکہ  
 قرات اسکی ان لوگوں کی قرات ہو جاوے تو گو یا دون لوگوں نے بھی قرات ترک کی اور دوسرے مسئلے میں خلاف امام زفر کا ہو

## باب حدیث میں بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز میں حدیث ہو تو وضو کر کے تمام کر لیسے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین نے نزدیک امام ہو جائی  
 اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **و** اور امام شافعی کے نزدیک شروع پڑھنے اور باقی نماز کو بنا کر کے کیونکہ حدیث  
 منافی نماز کا ہے اور چنانچہ فاسد کرتا ہے نماز کو ایسی ہوا فق قیاس و لیکہ ترک کیا ہے بڑیل اس کے جو فرمایا۔ سوانہ صلی  
 علیہ وسلم نے جو شخص قریب سے یا کسی اسکی پیچھے یا مذی ملے اسکی نماز میں تو چاہیے کہ پیچھے اور وضو کرے اور بنا کرے  
 اپنی نماز پڑھ کر حدیث کو پڑھ کر قرائت وضو کر کے بیان میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے امام اس کے موافق اور عمر اور علی  
 اور ابو بصیر کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید  
 بن جبہ اور شعبی اور ابی ہریرہ اور عطاء اور کھول اور سعید بن المسیب حمہ اللہ علیہم جمع ہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ حدیث

باب تحریک فی الصلوٰۃ



حضرت عائشہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاوے تو چاہیے کہ ایک سے  
 مالک اپنی پھر پھر اور اس کے بعد سے خون کھنکھائی جیسی واسطے کے فرمایا کہ پکڑے رہے مالک اپنی **ص** اور اگر ایک نماز کو  
 ہو تو تو قنویں میں سے کسی کو نہ دیکھو پھر وضو کرے اور نماز جہان ضعیف کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور شخص کیلئے  
 ہو کہ وہ بھی ہونے کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہو امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے  
 اور مقتدی بھی ایسی کرے **ف** کیونکہ وہی یہ حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو کسی کے یا کسی اور کی پھرتے ہوئے  
 کہ کئے ہاتھ بنا اور پوز کے لئے کہ اسے اپنی جگہ پر آوے جو جسکو کوئی حدیث نہ پونچا ہو وہ ایسا ہی ہے کہ میں نے اور کمالیہ ابن ابی اسلم  
 غریب ہو اور اس پر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور عائشہ سے اور روایت کیا اثر میں حضرت ابن عباس  
 سے کہ کئے ہمارے دو حضرت عمر واسطے نماز پڑھنے کے توجہ اصل ہو نماز میں تو کچھ انھوں نے اتھا ایک شخص کو جو ان کے داہنی طرف تھا  
 پھر سے پھرتے تھے انھوں نے کہ توجہ نماز پڑھنے کی کیا کیا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک تونے توجہ ادا کرے انھوں نے نماز کیا  
 کہ جب اصل جو امین نماز میں تو کچھ بیٹے ایک چیز اور چھو اپنے اسکو ہاتھ سے تو پائی بیٹے اسکو تری ندی کی اور روایت کیا بخاری  
 نے عمرو بن مہیون استخوان کو یعنی خلیفہ کرے کہ او روایت کیا اسعد کہ نماز پڑھیں ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک وزر کو کسیر  
 پھوٹی اونکی سوکڑا اتھا ایک شخص کا اور اس کے کیا اسکو اور پھر وہ اس کے اور صاحبین کی اسباق پر جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن عمر  
 بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلد سے اسطے آخر نماز کے قبل  
 سلام کے تو تھکتے کہ جائز ہوئی نماز ان کی اور کہا ترمذی نے نہیں ہر اسناد اسکا قوی اور اضطراب کیا ہو اسکی ہر اسناد میں **ص**  
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مخنوں یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو احتلام ہو یا قہقہہ کیا یا قصد  
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست او سپر ٹپکائی یا اس کے زخم سے خون جاری ہو یا او سنے جانا کہ میں نے  
 حدیث کیا اور مسجد یا صفوں سے نکل گیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر سے  
 پڑھے اور اگر مسجد یا صفوں سے باہر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی ہٹا دے نہیں ہوا تو بنا کر نادرست ہو اور اگر بعد تشہد کے جان  
 حدیث یا کوئی اور عمل نافی صلوٰۃ کے کیا نہ تو کسی تمام بجائیگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا موزہ او سنے  
 تھوڑے حل سے جو نافی نماز نہیں اتار لیا یا مدت سوڑ کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آگئی یا ننگے نے کپڑا یا یا اشارہ  
 کرنے والا کو ع اور مسجد پر قادر ہو گیا یا ترتیب سے کو نماز قضا یاد آگئی اور اسکا بیان ملے کے آو گیا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نما  
 فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جسے میں جھڑکا وقت آگیا یا اندر والے کا حذر زائل ہو گیا یا پچی زخم سے تندرستی کے سبب گری  
 ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد  
 امام نے قہقہہ کیا یا قصد حدیث کیا یا سبق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر بانیں کہیں یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہوگی اور اگر امام  
 قرات میں نکل گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہو اگر کہ ایک آیت پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور پھر خلیفہ  
 نماز فاسد ہوگی اگر امام نے سبق کو خلیفہ کی تو درست ہو اور سبق نماز کو تمام کرے اور مدد کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے  
 اور سبق باقی نماز اپنی پڑھ لے **ف** مسبوق یا وکونہ میں جو جہاں کہتے ہیں کہ وہ کھتے ہیں کہ زیادہ شریک ہوا ہو اور

ساری نمازوں سے امام کے ساتھ نپائی ہو کر اور مرد کو اس کے کہتے ہیں جسے ساری نماز امام کے ساتھ ہر جہے ہو کر اور عورت کو اس کا یہ ہر کہ سبق تو سلام پیر نہیں سکنا کیونکہ اس کی نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی ہو اس لئے کہ وہ بھی کہیں کو خلیفہ کر دینگا کہ وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پیر کرے اور جب سبق نماز کو امام کی قیام کرے تو پھر اگر اس کو حدیث ہو یا کوئی اور عمل منافق سلوہ اوسے کیا مانند تقدیر اور کلام کی اور سجدے سے بچنے کی فاسد ہو جاوے گی نماز اوس کی اور پہلے امام کی جسے جو کو خلیفہ کیا تھا اگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پانچ خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز اوس کی ہو گئی اور قیام کر لی اور نماز پچھے خلیفہ کے اور مقتدیوں کے نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر کوئی عیاضہ میں حدیث ہو اور وضو کر کے بنا لیا کر کوئی اور سجدہ کو پھر دوبارہ کرے اور اگر کوئی عیاضہ میں یا دو کہا کہ ایک کعت کا کوئی اور سجدہ نہیں کیا تھا اور ایسی وقت و مسکو تھا کیا تو جس کو اور سجدہ میں یا دو کیا تھا اوس کا بھی تو نا ناقص ہے اور اگر نہ تو نا یا تو کچھ صحیح نہیں اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدیث ہو تو وہ شخص اوس کا خلیفہ ہو جائے اگر چہ امام خلیفہ نہ ہوے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہو امام کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہیں کیا ہے اور عورت مرد اور کالوا امت کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے مرد ہو جاوے گا سو نماز کی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

### باب نماز کے مفسدا ت اور مرد و عورت کے مہین

مفسدا ت یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں جیسے مہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بچوے یا خواب میں ہو کہ **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اگر بچوے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اونی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ أَهْلِ الْاُتْمَتِ الْاُخْطَا ءُ وَالنِّسْيَانُ یعنی اوشکا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس لفظ سے وَضِيعٌ عَنْ أَهْلِ الْاُتْمَتِ الْاُخْطَا ءُ وَالنِّسْيَانُ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری خطا اور نسیان اور حسیب و معلول زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن جابر ابن جابر نے لکھا کہ امام نے لکھا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری سلم کے اور ہمارے اصل نقل ہے احمد حضرت سلمی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معلومین حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہیں ملائی ہے اوسین کلام آدمیوں کا اور یہ متوجع اور کبریا اور وقت قرآن روایت کیا اوسکو سلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا ہے محمول ہے اور یہ معنی گناہ کے اور نماز کے فاسد ہونے پر دلالت نہیں کرتا **ص** دوسرے قصد اسلام کرنا اور اگر بچوے سے کہ گناہ نماز فاسد نہ ہوگی **ف** کیونکہ سلام ایک نہ کرے اور اگر اسے اوجالت نسیان میں محمول ہوگا اور ہر ذکر کے بخلاف اوس کے کہ جب قصد کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا **ص** تیسرے جواب سلام کا گناہ قصد ہو یا بچوے سے چھٹے آہوا وہ یا اوف کہنا یا چوبین آواز سے رو نا کسی مصیبت یا اور چھٹے بغیر عذر کے گناہ نسیان چوبین کا گناہ یا اٹھوین ہی جیسے کہ جواب **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِیْہِ رَحْمَتُکَ** سے دینا اور خبر خوش کا کچھ کچھ شوق سے اور پھر **سُبْحَانَ اَللّٰہِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ** سے تین سو امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے امام کو بغیر شائع نہ کہا ہے کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہو یا ایک آیت سے دوسری آیت پڑھی اور اوسنے قمر یا بتانے والے کی نماز جانی رہی اور اگر امام نے قمر علیہ السلام کو بھی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر امام کو بناوے گا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ جو دسویں صحت سے دیکھ کر ہر مہینہ میں جس جگہ پر سجدہ کو پڑھوین جو کہ آدمیوں کے ہوتے ہیں نہ گناہ جیسے کہ یا اللہ علی ظلالی عورت سے ہر

نکاح کرنے یا محکو نہ ہونا یا نہ ہونا چاہیے اور جو عین عمل کثیر کرنا اور عمل کثیر بعضوں کے نزدیک وہ جو عین وفون ہاتھوں  
انگائے کی حاجت ہو اور بعضوں کے نزدیک عمل کثیر وہ جو جسکو مصلیٰ کثیر جانے اور یہی ہند ہب نام ابو حنیفہ کے قریب ہے اور اگر کسی ایک  
رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدا کی اور کثیر تحریر کی لیکن ہاتھ نہ اٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہے پہلی کھیت سب سے  
محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہے تو یہ رکعت اوہین محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روک  
یا عمل قبل سے یعنی عمل کثیر تکثرت جو پہلے یا بعد سے کما نئے یا کوئی اسکے سامنے سے گذر جاوے تو نماز نہیں جاتی اور گذرنے والا  
گنہگار ہوتا ہے اگر مقام سجہ میں نہ میں پڑھنے کسی چیز حاصل کے گذرے تو پوشیدہ ہے کہ وہ شخص اگر چھوٹی سجدہ میں نماز پڑھتا ہے تو جس جگہ  
گذر گیا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی سجدہ یا نفل میں پڑھتا ہے تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام سجہ میں گذر گیا تو گنہگار ہوگا والا نہیں ہوگا اور بعضوں  
کے نزدیک جہاں تک اسکی نظر مقام سجہ پر نظر کرنے میں پہنچتی ہو وہ مقام سجہ میں داخل ہو تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہے  
اور پہنچے دکان کوئی گذرنا تو اول روایت کے موافق گنہگار ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گذرنے والے کے اوپر مصلیٰ کے کچھ  
احسان مقابل ہوئے تو گنہگار ہوگا اور گنہگار نہ ہوگا **ف** ما نا چاہیے کہ گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز میں نہایت برا ہے اور بڑی  
میں اسکی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گذرنے والا سامنے مصلیٰ کے کہ کیا عذاب ہو اور یہ  
البتہ بہتر ہے اس کے واسطے کہ کھڑا ہے چالیس اس کے گذر جاوے اس کے سامنے سے کہا ابو انضر راوی کہ نہیں جانتا میں کیا پڑھا  
فرمایا اپنے چالیس دن یا چالیس سال اور روایت کیا اسکو ہزار نے اور اوہین ابن حنفیہ یعنی چالیس رخ لیا اور  
بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا لگتا یا گدھا نکل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہے اور یہاں تک نزدیک کیسے گذرنے سے نماز نہیں جاتی  
دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں تو رتی ہی نماز کو کوئی چیز اور دفع کر داسکو جہاں تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ  
شیطان ہے روایت کیا اسکو علی کسٹہ سوار دہی اور سند میں اسکی مجالد ہوا اور اوہین کلام ہے اور بخاری میں ہے کہ اس شخص سے  
ڑٹائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ کے انھوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
اور ابو بکر اور عمرؓ نے کہا کہ نہیں قطع کرنا نماز کو کچھ پس دفع کر دہاں تک کہ طاقت ہو اور ضعیف کیا رفع اسکا اور وقف کیا اسکا سو گنا  
اور کہا وہی شرح صحیح مسلم میں حدیث کہ یقطع الصلوٰۃ مرفوضہ ضعیف ہے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ نہیں ہے کہ کوئی  
حسن سے اس واسطے کہ وہ مروی ہے جو حدیث یونس سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتیں ابو داؤد اور  
دارقطنی اور صحیح اوسط طبرانی میں ہے اور بہر حال نہیں برابر ہے اس کے صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرنا یہ صلوٰۃ کو جب نہو سنا  
مصلیٰ کے مانند لکڑی بالان اس کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کہا ہے کہ کیا سبب ہے کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور رخ کتے کو کہا کہا  
اسی نتیجے بھائی میرے کہ پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہے کہ امام احمد  
نہیں شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہو لیکن میرا دل میں گھٹے اور عورت سے شک ہے کہ ابن ابی حنیفہ نے اور کہا امام احمد نے یہ قول اس واسطے  
کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے  
ہماتے تھے تھے ہاتھ سے برسر اور گھروان میں اوس دن چرخہ نکلتے تھے اسکو بھائی سلم فرماتے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے  
اور صحیح ہے ابن عباس کے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نماز پڑھتے تھے سو اتر امین گئے تھے پھر اور چھوڑ دینے اسکو لگے

صف کے سچ پر واؤ کی اوسکی آپنے اور بنایا جیسے کہ میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے نقل کیا  
اسناد صحیح کے کہنا ہون میں کہ کہنے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہو فضل بن عباسؓ کہ زبیرؓ نے کہا نبی صلی  
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا جھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ وہ  
اوتے سنے تھیں تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اوتے کہ ایک حکم پر  
اگر قید ہو مگر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو البتہ کوئی حدیث ہے نہ صریح سے نہیں ہی واللہ اعلم وعلیہ السلام **فصل** شنبہ  
جنگل میں نماز پڑھتا ہے وہ مقام سجدہ میں دونوں ابرو میں ایک برو کے برابر ستر کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہو واور ایک  
اوتھ کا ملوٹا اور ستر کو رکھ دینا زمین پر یا سجادے کے زمین پر یا کھینچ لینا درست نہیں **ف** اور ستر کی طرف قرینہ ہونا چاہیے  
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور وہ روایت  
اسکو ابو داؤد نے اور یحییٰ بن کریم نے قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کر  
سے اپنے مثل لکڑی بالان اونٹ کے تو نضر کر لگا لگا جو سانسے تیر ہوگا اور خارج کیا سلم نے عایشہؓ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں ستر صلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی بالان کے اور پہلے میں ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کیا عاجز کوئی تم میں کا اس کے کہ جب نماز پڑھے سحر میں یہ کہ ہو گئے اوسکے مثل بالان اوس کے اور یہ حدیث ناقص سے نہیں ہی اور  
گرسے مرد ایک تھوڑی اور ہی گز شرع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو کس سے  
اپنے ایک ستر یا سیاہی ہی پہلے میں اور گمشدہ کمال الدین ابن الہمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ہی لیکن روایت کیا ابن جبار اور  
حاکم نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف ستر کے اور چھوڑ  
اوسکو جو گدھے اوسکے سانسے ہو کہ اور روایت کیا اوسکو احمد اور برزہ اور زیادہ کیا ابن جبار کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے  
اور کہے ستر کو ایک ذون وک سانسے ہوا سلم نے روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن الاثیر و انھوں نے اپنے اپنے کہا کہ  
نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو قابل ہونے ابو جبار  
ابو کہ اور نہیں قصہ کرتے تھے اوسکا قصہ کہنے لکھنی نماز میں اوسکی طرف گاہ زکھتے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ ساتھ بت پرستوں کے  
اور ولید بن کامل اوسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضباہ مہول ہے اور جواب سکا یہ ہے کہ جبل قرن ثانی میں مقبول ہے اور دوسرے کہ  
سکون کیا اس حدیث سے ابو داؤد نے اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کو تو نہ کہے اوسکو دریا  
آنکھوں کے بلکہ کہے اوسکو یا میں ابرو کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سبک نے اپنی سنن میں ضباہ مہول اس کے اور ضعیف کیا  
اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کما فی القدر میں کہ یہ دلیل ہے اور پھر خط کے **ص** اور اگر ستر نہ ہو تو کوئی شخص گدھے یا بچہ  
یا سوا آدمی کے سچ میں گذرے تو اوسکو تسبیح یا اشاعت سے منع کرے اور دونوں سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ  
ابو ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اشاعت سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سنا تھا کہ سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان کہ محمد بن قیس  
مجموع ہے اور نہیں پہانی جانی مالوسکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ یا ابن ماجہ میں اوسکے پاس روایت ہے اور اوسکا مہول ہونا

وہی ہے کہ  
نماز

محمد بن قیس

ثابت نہیں چہ تا او کمالی اور تہذیب میں ہو کہ اخراج کیا او سکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ  
 حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہ روایت کیا او سکھو سکے **فصل** اور امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی گناہت کرنا چاہیے اور  
 جو جائز اس میں کوئی نہ آویجا یا اس مجاہدہ ہو تو سو کا نہ گذار دست ہوں کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 بطحا کہ میں اور ان کے سامنے ایک نیز تھا اور عورتیں اور گھمے گذرتے تھے اسکے او دھرا ورتھا واسطے قوم کے سترہ  
 اور روایت کیا اسکھو بخاری سلم نے اور اخراج کیا ابو داؤد نے اسی باب میں اسناد صحیح سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

### فصل مکروہات نماز میں

چلتے سہل کپڑے کا اور وہ یہ کہ چادر کو سر پر گذرے پر ڈالے اور اسکے کناروں کو چھوڑے اس طرح کہ لٹکے رہیں اور قبا  
 میں یہ کہ گذر ہون پر ڈالے اور دونوں آستین کو ہاتھوں میں نہ ڈالے اور دونوں طرفوں کو نکلا **وف** اس واسطے کہ منع کیا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل سے نماز میں اور اس کے کہ آدمی ڈھانپ کرے کیونکہ اپنا رعایت کیا او سکھو ابو داؤد اور اس کے کہ زور  
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے فقط کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کہ ڈھانپے مونہ یا پنا نماز میں لیکن اسناد میں اس کی  
 صحابی کا نام مذکور نہیں بہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس نے منع کیا ناگ کو چھپانے سے روایت کیا  
 یہ عمر سے اور اسی طرح سعید بن مسیب اور ابی ہریرہ اور عطاء مکرہ رکھتے تھے اس کو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے صنف  
**ص** دوسرے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور عبادت سے بیکسر کپڑے یا بدن کے میلنا **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے مکرہ رکھیں اسطے تمہارے تین چیزیں عیث یعنی بھانڈہ کلمہ کرنا نماز میں اور رفتہ در کین اور بیسی قریون  
 روایت کیا او سکھو فضائی طریق ابن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عباس سے انھوں نے عبداللہ بن مبارک سے انھوں نے بھی  
 بن ابی شیبہ سے **مرسل ص** چوتھے سب بالوں کا جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے جڑ میں داخل کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا  
 عبدالرزاق نے انھوں نے ثوری سے انھوں نے فصل بن اسد انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہ ان کے منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نماز سے اوش شخص کو کہ بانوہ ہوا بالوں کو سر پر اور او سکھو عربی میں مقتضی کہتے ہیں اور روایت کیا اکھلائی نے اور اوش شخص کے  
 بجائے نام سعید قبری کا لیا او سکھو کہ انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا او سکھو  
 بن ماجہ نے سفیان سے اسی سند اور متن اور بیچ ہون مروی ہر حال میں **ص** پانچویں اور گلیوں کو چٹخانا **ف** کیونکہ روایت  
 کیا ابن ابی شیبہ سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹخا تو او گلیوں کو اور تو نماز میں ہو کہ  
 او شخص جو عادت میں بلکہ کاشمی نے کہ وہ کذاب ہے اور رافضی ہے **ص** چھٹے گردن سے کہ دیکھنا اور لاکھ کے گوشے سے منبر  
 گردن پہنے کے گردن میں **ف** کہ صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جابے مصلیٰ لکھ کو بچا تا ہو اور  
 کس گروشی کو تا ہی البتہ التغات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا یحییٰ نے شعب الایمان میں کہ جب  
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہو کوئی ہون کہ نماز پڑھے کھڑے ہو کہ کوکل کر دیا ہی اللہ و سیر ایک فرشتہ کے پیکار تا ہو  
 اسی پیشہ آدم کے کہ جانتا تو کہ کیا ہی نماز میں تیری اور کس سے گروشی کو تا ہی تو تو التغات کرتا اور التغات کے معنی ہیں کہ پھر او دھرا  
 دیکھنا اور روایت کیا احاکم نے اور صحیح کیا او سکھو ابو داؤد ابو ذر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بتا ہی اللہ تو جعفر

بند کئے اور وہ نماز میں ہوتا ہے پھر جہالتغات کرتا ہے ہند، پھر لیتا ہے اسے ہونہ پناہ دیتا ہے اور روایت ہے اس کے ذرا پہلے  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ توالتغات سے نماز میں ہوا سطر کے التغات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرورت ہو تو نفل میں فرض میں روایت کیا  
اوسکو ترمذی نے اوصحیح کیا اوسکو اور بے گردان پھر مکر وہ نہیں کیونکہ روایت کیا ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور یاکیم نے  
اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التغات کرنے نماز میں رہنے بائین اور نہ پھر تھے  
گردان اپنی کہا ترمذی نے یہ غریب ہے اور کہا ابن القطان نے صحیح ہے اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہے اور ظاہر ہوا اوسکا  
ایک طریقہ دوسرا سند بزمین **ص** ساتویں نکلے یوں کا ہٹانا اگر ایک بار سجدے کے لیے **ف** اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم  
عبث سے ہے اگرچہ کہ جب سجدہ کرنے کی جگہ ہو تو اسوقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
واسطے ابو ذر کے کہ ایک بار ایسی ابو ذر ورنہ پھر پڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد اللہ بن ابی  
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شئی کو بہانہ تک کہ پوچھا میں نے آپ کے نکلے یوں کے ہٹانے کو کہا کیا  
رضت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ اور روایت کیا گیا اسوقت کہ ادا قطنی نے اور وہ بھی صحیح ہے  
اور روایت ہے کہ ترمذی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سجدے کی نکلے یوں کو اور تو نماز پڑھتا ہوا اگر ضرورت پڑے تو کیا  
اور راوی اس کے معنی ہیں **ص** آٹھویں کہ ہر ہاتھ کے **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس  
روایت کیا جامع نے سوا ابن ہاشم کے ابو ہریرہ سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہ نماز پڑھتے آگے گھر پر ہاتھ رکھے  
اور دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ مخالف ہے حدیث شامور کے اور وہ ہاتھوں کا بانہا ہر وقت کے بیچے **ص** نویں دونوں  
ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دونوں کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سرین پر بیٹھتے اور دونوں  
زانو کو کھڑکے کیا دھوین سجدے میں دونوں بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ بے یمن ہونے فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا مجھ کو  
سیر و سست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں ایک یہ کہ جو بیچ ماروں شل جو بیچ مارے میں کے یعنی جلدی جلدی  
سجدے میں جاؤں اور پھر جلدی اور کھنڈھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں شل بیٹھکے کہے اور یہ کہ بچھاؤں میں بچھاؤ مٹری کا اور یہ کہ  
غریب ہو نہیں ملی مجھ کو اور سند اس میں ہے ابو ہریرہ کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں اور ذکر کریں  
دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التغات مانند التغات ابو مڑی اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کہتے کی طرح بیٹھنا ہے اور اس کے بچھاؤ کی دونوں بازو اپنے مانند  
بچھاؤ درندوں کے واللہ اعلم **ص** بارہویں چار زونیں ہند بیٹھنا **ف** اسواسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**  
تیرھویں اکیلے امام کا کھڑا ہونا سب کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا بیچے یا قوم کا دوکان پر امام کا کھڑا  
**ف** اسواسطے کہ وہ مشابہ ہو اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور اوس میں امام کھڑا ہوتا ہے  
اور دوکان کی بندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قاست آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہاتھ اور اس کے کم میں کہ اس میں  
اور بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد جب تک ہو کہ تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چودھویں کھڑا ہونا  
صحت کے بیچے جمین جگہ باقی ہے **ف** اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرجے کے یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض آیات میں ہے کہ نماز کا اعادة لازم ہوگا اگر سجدہ نما  
 پہنچے صف کے پھر ہیکہ **ص** چند روہین تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اس کے آگے یا برابر اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے پیرائے  
**ف** کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو روایت کیا اسکو مسلم عایشہ  
 ایک حدیث طویل میں اور اس کے معنی میں بہت حدیثیں صحیح آئین میں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے  
 نماز کا اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو **ص** شوٹھویں سرنگے نماز پڑھنا سستی اور کمالی کے سبب اور اگر  
 واسطے عاجزی کے پڑے تو مکروہ نہیں ستر ہوئے بڑے کپڑوں میں جو گھر میں پہنے رہتا ہو اور لوگوں کے پاس اون کپڑوں سے  
 نہیں جاتا اون کپڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرنا ہی اور شرم کرنا ہی اس کے پاس بڑے کپڑے پہن کے  
 جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں حال آنکہ اگر کسی ایسے کے دربار میں جاتا ہو تو جو اس کے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں او سکو پہن کے  
 جانا ہی نہ کہ جب گاہ حکم اسکا کہیں میں جاوے تو جو اچھے کپڑے ہوں بغیر تمام اس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہے کہ اس کے پاس اور  
 کپڑے ہوں ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونھی کپڑوں سے جو پہنے ہی نماز پڑھے **ص** اٹھارہویں خاک کے دوڑ کرنے  
 کیواسطے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا او میسویں آسمان پر نظر کرنا بیسویں سجدہ کی گڑھی کے پیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا  
 ابن ابی شیبہ عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرنا ہی اور پیچ عمامے کے سوا شاة  
 ماتم سے کہ اوٹھالے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کر کے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عبادہ بن مسعود  
 سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر پر اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن ہریرہ  
**ص** الیسویں آیتوں کا گنا **ف** اسو سے کہ پیشانی ہی نماز میں **ص** بائیسویں کپڑا جس میں تصویر ہو اسکا  
**ف** کیونکہ وہ مشابہ ہریت کے اوٹھالنے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہی **ص** اور سجدہ کے اوپر و طلی اور پیشانی پر  
 پہننا مکروہ ہی **ف** بسبب عزت اور حرمت مسجد **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہی **ف** کیونکہ اس میں  
 قلت جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ کچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سچین  
 اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کرنا ہی اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا  
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نہاتے تھے راہ طعن ستون غیر کے کہتے تھے کہ سیر واسطے تیری بیٹھ ہو اور غافل  
 اس کے جو روایت کیا ہزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اسکو  
 کہ اعادة کرے نماز کا اور اسی طرح سونے کے پیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز  
 پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ موتی تھیں درمیان ان کے اور درمیان قبلے کے اور  
 مخالف ہوا اس کے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتیں کر نیوالے کے  
 لیکن وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہے مسند ہزار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا کہ نماز  
 پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا ہزار نے کہ نہیں جانتا ہوں میں اسکو مگر ابن عباس  
 اور جواب دے گا یہ کہ جب آواز اونکی شدت سے ہو اور اس خوف شغل کا ہو نماز میں **و** اللہ اعلم **ص** اور جہنم شیعہ







رضعت کیا تو کہا کہ نہ تو اسے تحقیق کہ اللہ فرض کیا اور نہ پانچ نمازیں دن میں اور یہ وفات سے تھوڑے دن پہلے  
 کہا تھا اور روایت کیا ابن عباس نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور کھڑے ساتھ رمضان میں تو یہ حدیث آٹھ رکعتیں اور  
 وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ آپ کا دوسری رات اور آپ نکلے نہ کرے واسطے تو پوچھا اور اسے صحابہ نے پھر فرمایا آپ نے خون کیا سینے  
 کہ نہ فرض ہوگا تو تر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتیں پڑھیں  
 اور بھی ہر روز میں ہزار ہائی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہر حق ہو اور ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ پانچ  
 رکعتوں کے اور چاہے ساتھ تین رکعتوں کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں اور روایت کیا ابو کو  
 ابن عباس نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہو اور بشرط بخاری مسلم کے اور جواب اول سے یہ ہے کہ یہ ایک مقدمہ ہے کہ اس سے عموم نہیں ثابت ہوتا  
 تو جائز ہے کہ یہ حدیث کے ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چار پانچ پر سبب مذکور غیر کے پڑھنا جائز ہے یا کہ یہ واقعہ  
 قبل وجوب ترک ہو گا کیونکہ وجوب تراویح واجب پانچ نمازوں کے نہیں بلکہ مسافر اور دوسرے یہ کہ مروی ہو آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم سے کہ وہ لوہرتے تھے سواری پر واسطے وتر کے اور روایت کیا علی بن ابی طالب نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے  
 سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت  
 انھوں نے حدیث انھوں نے کہا کہ اس سے کہ ابن عمر پر ارادہ کھتے تھے وتر پڑھنے کا لوہرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عباس  
 کہ پوچھا میں نے فاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہو اسکا سو کہا کہ جاننا سب لوگوں کے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے سواری پر  
 اور کہا ابن عمر نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریوں اور جانوروں پر جس طرف ہوتا تھا منہ اور نماز کرتے اور وہ لوگو  
 کہ وہ پڑھتے تھے اون دونوں کو زمین پر خارج کیا ان دونوں کو ابن ابی شیبہ نے مصنفین سے معلوم کیا کہ سواری پر  
 پڑھنا آپ کا یا تو قبل وجوب ہو یا بعد تھا اور حاکم کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب ترک بعد رکعت ہو یا پہلے  
 یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازوں سے وہ نمازیں ہیں جن کا ایک ایک وقت خاص علیہ مقرر ہو مثل پانچوں نماز کے خلاف وقت کے کہ وہ  
 تابع ہر عشا کے اور وقت اسکا وقت عشا کا ہی ہے کہ عاقل پر پوشیدہ نہ ہو گیا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ حکم قبل وجوب  
 وتر کے ہو گا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اس جگہ سنی رکعتیں تراویح کی مع وتر مراد ہیں کیونکہ آٹھ رکعتیں تراویح کی اور تین  
 وتر کی ملائے گیارہ وتر ہیں یعنی طاق میں خست نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تصریح ہر روایت پچھلی میں اس حدیث کے کہ فرمایا آپ  
 خَشِيتُ اَنْ يَكْتُبَ عَلَيْكَ صَلَوةَ اللَّيْلِ مِثْنِي خَوْفٌ يَكُوْلُكَ فَرَضٌ هُوَ جَائِزٌ تَمْرٍ نَازِلَاتُ كِي تَوَابِ عَلَومٍ هُوَ كَوَاجِبُهَا  
 نسط سے حدیث میں وجوب انہی معنی ضرورت کے مراد نہیں بلکہ وجوب شرعی ہو اور اسی واسطے آپ نے یہ کلام ارشاد فرمایا بطور تاکید  
 فَسَوْفَ لَوْ كُنْتُ رَافِلِيْسَ مِثْنَا لَمِثْنِي وَتَرْتَرُ پڑھے وہ ہم ہیں نہیں اور وتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ و تابعین میں  
 نے متابعت کی ہر واللہ اعلم بالصواب اور وتر کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام اور امام شافعی کے نزدیک و سلام کے  
 فاولیل ہمارے ہے کہ روایت کیا حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں میں سلام پڑھتے تھے  
 مگر آخر میں روایت کیا اسکا حکم نے نور کا صحیح ہو اور بشرط بخاری مسلم کے اور یہی طرح روایت کیا سنانی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نہیں سلام پڑھتے تھے بیچ دونوں رکعتوں کے کہ روایت کیا حاکم نے حسن کہ ابن عمر سے سلام پڑھتے دو رکعتوں کے بعد وتر

سوکھا حسن نے کہ عزیمت تھی اوسے اور وہ کمرے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ کعبہ کے اور رکعت کیا اوسے اور روایت  
 طحاوی نے ابن عباس کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کمون کپڑے تھے اول رکعت میں سُبْحَانَ اسْمِ  
 رَبِّكَ اَلَا حَلَّ اَخْرَجَ حدیث تک موافق وہ ایک جو روایت کیا حضرت عائشہ سے احباب بنی باربعہ اور ابن عباس اور عامر نے  
 مستدرک میں اور روایت کیا حدیث ابن عباس کہ ہنسنا صحیح طبرانی نے مجموعہ صغیر میں ش حدیث طحاوی اور کہا کم کر وہ بحث  
 سُفْيَانُ الْاَقْنَادِيُّ مِثْلُ هَذَا یعنی روایت کیا اوکو سفیان سے مگر قنادی نے اور روایت کیا طبرانی نے اوسے مجموعہ صغیر میں  
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ  
 مَعْظَمُ بْنُ الْقَدَامِ يَحْدُثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ ابِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ شَيْبَةَ  
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْلُمُ مِثْلَ الْوُثْرِ يَسْلُمُ مِثْلَ الْوُثْرِ يَسْلُمُ مِثْلَ الْوُثْرِ يَسْلُمُ مِثْلَ الْوُثْرِ  
 بعد دو رکعتوں کے وتر سے اور کہا کم کر محمد بن عیسیٰ عن المعظم الا محمد بن شعيب بن سعد بن هاشم يعني يروي عن ابي عبد الله او  
 معظم سے مگر محمد بن شعيب نے منفرد ہوا اوس کے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اسی سند سے اور روایت کیا  
 اوسے ابو سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین کمین آخرات میں اور روایت کیا ابن عبد البر نے عثمان بن محمد  
 بن ربيع بن عبد الرحمن حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الدَّادِ عَنْ زَيْدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَى عَنِ الْبَيْتَيْنِ اِنْ يَصِلِي الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ يَتَوَقَّعُ بَيْنَهُمَا كَيْفَ يَسْجُدُ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا اور نہ کر کیا اس حدیث کو ابن عبد الحق محدث نے حکایت  
 ایسا ہی ہریان میں اور اکثر صحابہ و تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین کمین ہیں روایت کیا طحاوی نے ثنا ابو بکر محمد  
 أَبُو دَاوُدَ ثنا أَبُو حَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْعَالِيَةَ عَنِ الْوُثْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا اصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوُثْرَ مِثْلُ صَلَوةِ الْمَغْرِبِ هَذَا وَثْرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَثْرُ النَّهَارِ مِثْلُ مَا ابُو عَالِدٍ  
 کہ پوچھا سینے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھا یا ہوا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کی ہے یہ وتر دن کا جو  
 اور وہ وترات کا ہی اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثنا ہے کہ نماز پر بھی ساتھ ہمارا انس نے وتر کی سو میں ان کی داہنی طرف تھا  
 اور ام ولد ان کی پیچھے ہمارے تھے تین کمین سلام پھر اگر ان کے آخر میں اور اسی طرح صحیح ہوا ابن شعوذ و ثور اللیل ثلث  
 کو تراویح یعنی وترات کے تین ہیں مانند وتر دن کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور ضعیف ہے رفع اوس کا کیونکہ  
 نہ رفع کیا ہے اور کو اعراس سے اسے عبد اللہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گرجی بن ابی الموہب نے اور وہ ضعیف ہے اور  
 روایت کیا ابو حنیفہ نے مسند میں حضرت عائشہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کمون پڑھتے تھے  
 اول رکعت میں سُبْحَانَ اسْمِ رَبِّكَ اَلَا حَلَّ اور دوسری میں قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اَتَدْعُوْنَ اِلٰهَ سِوَايَ قُلْ هُوَ اللَّهُ اَحَدٌ اور ثلث  
 کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عبد الرحمن بن زہری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 وتر پڑھتے تھے ساتھ سُبْحَانَ اسْمِ رَبِّكَ اَلَا حَلَّ اور قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ اَحَدٌ اور کہتے تھے  
 آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سُحَّانَ الْمَلٰٓئِكَةُ الْقُدُّوْسُ تین بار اور آخر میں ہمارے کہتے تھے اے حسن بھری نے کہا

اجماع کیا مسلم نو نے کہ وتر میں رکعت میں کہا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا حَصَّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْحُسَيْنِ**  
**قَالَ اجْتَمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يَسِيرُ إِلَّا فِي آخِرِ قَدَمَيْهَا** یعنی اجماع کیا مسلم نو نے کہ وتر  
 تین کہتے ہیں نہ سلام پہرے کر کے آخر میں اور روایت کیا طحاوی عبد الرحمن بن ابی نزیاد انھوں نے اپنے پاس انھوں  
 سنے فقہیوں کے ساتھ بھی ہیں سعید بن مسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خازن بن زید اور ابیہ  
 بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہا ہے کہ وتر میں کہتے ہیں نہ سلام پہرے کر کے آخر میں رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک  
 چاہے ایک رکعت بڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل اذکی وہ حدیث ہے جو ابو بکر گدیری اور فریاضی نے انور و مسکن  
**قَالُوا كَانَتْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ** یعنی وتر ایک رکعت ہے آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے بغرض حاصل سب باتوں کا یہ ہے کہ  
 حدیثین دونوں میں موجود ہیں لیکن نہ سب صحیح ہی کہتے ہیں کہ یہ بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت  
 بہانہ غریب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت بڑھنے سے نہی وارد ہوئی  
 تو مقتضا احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ کے نزدیک درست ہو **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ** **ص** ہمیشہ تیری  
 رکعت وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اوٹھائے نگہ کر کے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرہویں  
 رمضان آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور کچھ بھی ترمیم پڑھے **ف** مانا چاہیے کہ اس وجہ سے تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ  
 جب قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط  
 آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور کچھ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ص** سوا وتر کے اور یہی  
 نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کر  
**ف** تو اول سے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا دارقطنی نے سوید بن غنیمت کہ امام شافعی نے سنا ابو بکر اور عمر  
 اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے چوہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا یہ  
 رکوع کے ہو لیکن جواب کیا یہ ہے کہ آخر شریک واجب ہوتا ہے کہ نصف بڑھا جاوے اور صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا  
 آخر نماز میں ہوا اور ایک حدیث صحیح اذکی دلیل ہے کہ یہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا ابوسلمہ کہ امام شافعی  
 مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہتا ہوں میں ان کو وتر میں جب وٹھا تا ہوں **سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ هَدَانِي رَبِّي**  
**هَدَانِي رَبِّي** آخر تک اور بیان اس کا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم  
 نے ابی بن کعب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے یہ ہے کہ تھے وتر پڑھنے  
 ساتھ تین رکعت قبل میں **سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ** اور دوسری میں **قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** تیسری میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** پڑھتے تھے  
 اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بسبب غریب اور صحیح یہ ہے کہ زیادہ ثقہ کی اگر یہ متفق ہو قبول ہوا اور اگر تسلیم کر دے تو روایت کیا  
 خطیب نے کہ القنوت میں بسنا صحیح عبد اللہ بن شہود کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی ترمیم قبل رکوع کے اور ذکر کیا  
 ابوسلمہ بن الجوزی نے تحقیق میں اس کو کیا اوس اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا وَبَيْعٌ حَدَّثَنَا سَفِيَانُ بْنُ أَبِي**  
**بْنِ أَبِي عَمِيَّاسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدِّيْنِيِّ صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرَّكْعَةِ**

فِي الْوُثَنِ فِي قُوتٍ بِرُحَى اسخترت صلى الله عليه وسلم في قبل ركوعه كوترين لكن سنادا سكا ضعيف بن سنان ابن ابي ش  
 كے اور روایت کیا ابو نعیم نے علی بن عطاء بن سلم سے انھوں نے عطاء بن سید سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انھوں نے  
 ابن عباس سے کہا کہ وتر پڑھانی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین رکعتوں کے سو قوت پڑھی اور میں قبل رکوع کے اور اخراج کیا بلال نے  
 اوسط میں محمود بن محمد و رسی ثنا سہیل بن عباس الرقیدی ثنا سعيد بن سائر القذافي عن  
 طاغی عن عبد الله بن عمر عن ابي عبد الله عليه السلام كان يؤدّي ثلث ركعات ويجعل القنوت  
 قبل الاخير كما ان عمر بن الخطاب صلي الله عليه وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتوں کے اور کہتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے  
 اور قول ابو نعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور عطاء بن سلم سے عطاء بن سلم نے اور قول بلال کا کہ نہیں روایت کیا اور ابو نعیم  
 سے مگر سعد بن سالم نے کچھ وجہ بعد کو نہیں کیا اور پر بیان کیا ہے کہ زیادتی نقص کی مقبول ہے یا وجود اس بات کے انفرادی بیان  
 زبید سے روایت نسائی میں اور تفرّد عطاء سے اور تفرّد سعید کا عبد اللہ سے ہے حدیث ابن مسعود کے روایت تان بنی  
 او خطیب کے تحت قانع ہے کہ چونکہ ابانفر اوںوا بلکہ کثرت ہو گئی اور خصوصاً جب کہ ہر طریقہ حسن صحیح ہوگا اور وہ جو حدیث میں ہے  
 کہ اسخترت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اس سے یہی ہے کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی بلال اس کے  
 جو روایت کیا عاصم احوال نے کہ پوچھا میں نے اس سے قنوت کو نماز میں تو کہا کہ مان پھر کہا میں نے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے  
 کہا قبل رکوع کے کہا میں نے فلا نے شخص نے خبر دی مجھ کو تیسے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جو ٹھہرے زمین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینہ کا شیخ ابن الامام نے وصاحیہم کان ثقة جہا اور عاصم تحائف نہایت درجہ کا اور  
 عمل صحابہ کا اسی پر ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل  
 رکوع کے اور دوسرے نے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد نے کہ عمر نے جمع کیا آدمیوں کو اوپر ابی بن کعب  
 تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ ان کے میں تین مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہیں قنوت پڑھتے تھے ساتھ ان کے کہ نصف اخیرین  
 رمضان سے توجہ عشرہ اخیرہ آتا تھا جماعت نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر میں اور اس میں کے لیے ایک طریقہ دوسرا  
 ضعیف کیا او سکون و نوحی خلاصے میں اور وہ جو روایت کیا ابن مقدس نے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے  
 نصف رمضان میں ضعیف ہے ساتھ ابو حاتم کے اور ضعیف کیا او سکون ہیقی نے اور دلیل ہماری وہ ہے جو حدیث میں ہے کہ فرمایا  
 حضرت نے حسن جب کھائی او کو دو رکعتوں کے کہ اس کو اپنے وتر میں اور یہ روایت غریب ہے نہیں ملی اور مشہور وہ ہے جو حدیث میں  
 سنن اربعہ میں یزید بن ابی مریم سے انھوں نے ابی الجوز سے انھوں نے حسن بن علی سے کہا سنا کہ ابو جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کلمات ترمین یا قنوت ترمین اللهم اهديني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتوكلني فيمن  
 توكلت فبارك لي فيمّا عطيت وقبي شر ما قضيت انك تقضي ولا يقضه عليك والله لا يدرك  
 من قال ليت تبارك ربنا وتعالى ليت كما ترمي في اسنادا وسكا صحيح ہے حسن ہے اور روایت کیا او سکون کا کہ  
 اور کہا آدمیوں کہ جب اوٹھا تین سہلے اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخراج کیا اگرچہ اور حسن کہا او سکون ترمی نے  
 حضرت علی سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر میں اللهم اهديني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتوكلني فيمن توكلت





بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ سے کہا کہ میں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں گرا ایک جیسے پھر رک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قنات کے  
 اور نہ بعد اسکے اوضیف کیا اوسکو ساتھ قنات کے رک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن مسیح نے اوضیف کیا اوسکو عمر بن علی فلاس  
 اور ابو حاتم نے اور حاصل اوکی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رافع اوس حدیث قوی کی جواب پڑھتے  
 مروی ہوئی اور جواب دیا کہ یہ کہ اسی طرح ابو جعفر من کلام ی کہ ابن المدینی نے اوسین غلط کرنا تھا حدیث میں۔ اور کہا ابن  
 نے غلط کرنا تھا اور کہا احمد قوی نہیں اور کہا ابو زرہ نے کان فی حدیث میں وہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفر دہو تھا  
 ساتھ ذکر حدیثوں کے علی مشورین اور قوی پڑھتے تھا اب کی حدیث کو وہ جو روایت کیا قیس بن یزید سے عام بن یزید نے کہا کہ  
 ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں سو کہ انس نے کہ جو پھر پڑھتے  
 وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے گرا ایک جیسے کہ بدعا کرتے تھے ایک قبیلہ پر قبیلوں شرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث ابن مسیح  
 اور قیس راوی اس حدیث میں اگر بضعیف ہو ضعیف کیا اوسکو بھی بن مسیح نے لیکن قوشیوں کی اوسکی اور لوگوں نے اور بہ حال ابو جعفر نے شک  
 بلکہ اوسکے برابر یا اوس سے زیادہ ہر اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کم ہیں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے اور ضعیف کیا  
 بھی بن مسیح نے سبب اس کے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے بھی سے قیس بن یزید کو سو کہ ضعیف ہے نہیں لکھا وہی  
 حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہی عیسیدہ اور وہ مضبوط ہوتی ہے اور یہ ضعف موجب روایت کو نہیں ہوا اسلئے کہ غایت اوسکی  
 غلطی ہے اوسکی ذکر عید میں بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور لوگوں نے سو اچھی کے بھی کہا انسانی نے متروک ہے اور کہا قناتی نے  
 ضعیف ہے اور مروی ہے احمد کہ وہ کثیر غلط تھا اور روایت کی اوسنے حدیثیں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو  
 اور کلام کیا اوسین امام المحدثین بھی بن سعید القحطانی لیکن نے شعبہ کے تار کرتے تھے قیس پر او تشبیح کی انھوں نے بھی بن سعید پر  
 بسبب ضعیف اوکی کے قیس کو کہ ابوقبیلہ نے کہا واسطے سیر شعبہ نے لازم کیا قیس بن یزید کو اور کہا ابن حبان نے بھی  
 حدیثیں قیس کی روایت حدیث اور متاخرین اور تلاش کی سینے اوکی لکھا تو دیکھا میں نے اوسکو سچا امانت واجب جان تھا اور جب یاد ہوا  
 سن اوسکا تو بگڑ گیا غلط اسکا اور اکثر روایتیں اوسکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اسکا صحت ہے اور قوی نہیں اور کہا شمس الدین  
 وہی نے قول معتبر قال شعبہ کا ہوا نہیں حرج ہے ساتھ اوسکے تو کہ نہو گا ابو جعفر راوی ہے اور یہ حدیث اوسکی جو روایت کیا اوسکو اس  
 خطیب نے قنات القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے کہ جب کہ بدعا کرتے کسی قوم کو اور سند اسکی صحیح ہو  
 اوضیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک کہ انتقال کیا اور تشبیح  
 او بہرہ کہ کہ یہ ادن حدیثوں میں ہے حرج ہمارے کہ ان کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہے اور  
 بعض واثق اسکی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے ہم سے ایسی حدیث جو جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے  
 تو وہ بھی کاہن میں ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حاد بن ابی سلمہ سے انھوں نے ایماہم سے انھوں نے  
 علم سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کسی گرا ایک حدیث اور نہ دیکھا قبل اسکے  
 اور نہ بعد اسکے اور اس جیسے میں قنوت پڑھی واسطے بدعا کے ایک قوم پر شرکین سے اور اس سند میں کسی طرح کا غائب نہیں  
 اور اسید واسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسا کہ روایت کیا طبرانی نے حدیث شمس عبداللہ بن مسعود نے



اور قسیری میں قل جوامد احد روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ اور بہت محدثین نے اور بیان اسکا تو یہ سب  
 گذر کر شافعی کے چھ خفی نماز پڑھنا ہی اور ترمذی نے اسے قنوت نہ پڑھنے خفی بھی پڑھے اور صبح میں اسکی تابعداری کرے بلکہ  
 چپکلا کر پڑھے اور جانا چاہے کہ وتر خفی کا بھی شافعی کے بعض لوگوں کے نزدیک سنت ہے اور بعضوں کے نزدیک درست نہیں کہ  
 وتر شافعی کے نزدیک سنت ہے اور بہار نزدیک واجب اور احمد واجب ہے کہ بھی نفل پڑھنے والے کے درمیان واللہ اعلم

## فصل نوافل کے بیان میں

قبل نماز اور بعد نماز اور مغرب کے دو رکعتیں پڑھنا سنت ہیں اور قبل نماز اور جمعے کے چار رکعتیں ایک سلام سے اور چار قبل  
 عصر اور عشاء اور بعد عشاء کے مستحب ہیں اور اصل اس باب میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص دو رکعت کے  
 اوپر بارہ رکعتوں کے سنت سے بندے ایک گھر لو سکے لیے جنت میں چار رکعتیں قبل نماز کے اور دو رکعت بعد نماز  
 اور دو رکعتیں بعد مغرب کے اور دو رکعتیں بعد عشاء کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ  
 بن زیاد سے انھوں نے عطاء بن خویم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اس جہ سے اور مغیرہ بن زیاد کو کلام  
 کیا ہے اور میں بعض اہل علم نے اس کے خط کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہی روایت کیا اسکو چاہتے سوا بخاری کے  
 ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انھوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں ہو کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ کے  
 ہر روز بارہ رکعتیں نفل کرے تاویکا اللہ واسطے اس کے گھر جنت میں زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتیں قبل نماز کے اور دو بعد  
 اس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت میں نہائی کے کہ دو رکعتیں قبل عصر کے بدل دو  
 رکعتوں کے بعد عشاء کے باقی رہیں چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار قبل عشاء اور چار بعد عشاء تو ایسا ہے  
 کہ باقی قبل عصر کے مستحب ہیں روایت کیا ابو داؤد اور احمد اور ابن خزمہ اور ابن جابر نے دونوں نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے  
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کوے اللہ اس مرد پر جس نے پڑھیں چار رکعتیں قبل عصر کے کہ ترمذی نے  
 سن غریب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو قبل عصر کے پڑھے اور دلیل اوکی اوپر گزری اور روایت کیا ابو داؤد اس جہ سے کہ اس نے  
 حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتیں اور روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار پہلے  
 دو کے اور لیکن چار رکعتیں قبل جمعے کے تو ثابت ہیں چار رکعتوں قبل نماز سے اور چار رکعتیں بعد جمعے کے تو اس واسطے کہ روایت کیا  
 ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جمعے کی تو پڑھے بعد اس کے چار رکعتیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد  
 ترمذی نے اور اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ دو رکعتیں بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابو داؤد و سنن میں اور لیکن چار بعد عشاء کے سو  
 روایت کیا ابو داؤد نے شرح بن ابی ہاشم سے کہ ان کا پوچھا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سو گمانیں پڑتی تھیں  
 عشاء اور پڑنے سے پاس گر پڑے چار رکعتیں یا پھر رکعتیں آخر حدیث تنگ اور روایت کیا سعید بن منصور نے براہین مازب سے کہ  
 فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل نماز کے چار رکعتیں گو یا کہ اس نے تہجد پڑھا رات میں اور جس نے پڑھا چار رکعتوں کو بعد عشاء کے گو یا کہ  
 پڑھیں اس نے چار شب قدر میں اور بعضوں کا مذہب ہے کہ دو بعد عشاء کے پڑھے اور دلیل اوکی ابی ہریرہ ترمذی اور کہا حضرت نے  
 کہ نہیں چھوڑتے تھے آپ چار قبل نماز کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنون کی بڑی تاکید فرمایا حضرت نے دو رکعتیں قبل فجر کے

بخاری

بہترین ساری ذریعہ روایت کیا اسکو نسائی نے اور جابر کثرت قبل ظہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد سلام  
 نہ پھرے بلکہ جب چاروں چڑھے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعتوں کے پڑھے اور تسبیح کیا تھے اوس سے جو روایت کیا ابو داؤد نے  
 اور ترمذی نے شامل میں ابو یوسف انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جابر قبل ظہر کے نہیں پڑھا وہیں سلام کھولے جاتے ہیں  
 اونکے واسطے دروازہ آسمان کے اور ضعیف یہ حدیث بسبب عبیدہ بن مسعود بنی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شامل تھی کہ  
 کہا بیٹھے رسول اللہ کیا اوسمین سلام فاصل ہوا کہ انہیں اور اسکا ایک وسرطریقہ یہ جو روایت کیا اسکو امام محمد بن  
 سولامین حنبل ثمالی کنعانی عن ابی اہیمہ و الشعمی عن ابی یوسف الا انصاری انہ علیہ السلام  
 کان یصلیٰ اربعاً اذا زالت الشمس فسأله ابو یوسف عن ذلک فقال لان ابواب السماء تقف فی هذه الساعۃ  
 فاجب ان تصعد فی ثلاث الساعۃ خیر فعلت فی کلھن قال لاء قال ثم قلت ایفصل بھن من سلام  
 قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے جابر کثرت قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو یوسف اس سے پھر فرمایا حضرت نے  
 کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کے سو چاہتا ہوں میں کہ چڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہا میں نے کیا سب  
 رکعتوں میں قرأت پڑھنا کہ ان کا میں نے کیا فصل کیا جیسے اول چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی جابر کثرت کے بعد چاروں میں سلام  
 نہ پھرے **ص** اور دن میں جابر کثرت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہیں اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور جابر کثرت  
 دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل ہیں **ف** اور صاحبین نے نزدیک اتنا میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیہ اور دلیل  
 اسکی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ اس پر اگر کراہیت ہو تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جابر کے اور فضل  
 رات میں نزدیک صاحبین کے دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیک سات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہیں امام ابو حنیفہ  
 کے نزدیک چار چار پھر رات میں دن میں فصل میں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صلوٰۃ اللیلۃ و النہاس  
 صحتی صحتی یعنی نماز میں رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صاحب سنن ابی داؤد ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار  
 تراویح پر جو یہ حدیث اسکی اسناد میں شعبہ ہی کہ ترمذی اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضوں نے اسکو رفع کیا اور بعضوں نے  
 وقت کیا اور روایت کیا اسکو ثقافت نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور  
 ایسا ہی صحیحین میں اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطابی اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد اوسکا صحیح نہیں ہے  
 اوس کلام کی ہوا سب سے کہ وجود مند کا نہیں ہائے مخطا سے دوسری جہت کہ عارض بنی ہوا ثقافت کو اور ہوا سب سے روایت کیا اسکو  
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ رجال اسے ثقہ ہیں بلکہ اسمین علت کی اس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور تقدیر  
 تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل یہ کہ فرمایا حضرت صلوٰۃ اللیلۃ صحتی صحتی یعنی نماز رات کی  
 دو دو ہیں اور نہیں ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ جو کہ حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم نے عشا کی گئی اور آئے میرے پاس گر چہ میں جابر کثرت اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں جابر کثرت ایک سلام اپنے  
 پڑھیں اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے کہ میں  
 اور پڑھتے تھے جابر کثرت میں جاتے تھے اپنے فرش پر سو کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث سناؤ سے کہ پوچھا تو حضرت عائشہ سے

کہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز میں کی کہ ایک بار کعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کیا ابو بکر بن محمد نے  
 ابنی سند میں حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ يَزِيدٍ عَنْ طَيْبِ بْنِ سَلِيمَانَ قَالَ قَالَتْ عَمْرُوَةُ سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ  
 عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّلُوَّ أَزْوَاجًا لَا يَقُولُ يَنْتَهِي بِسَلَامٍ  
 یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جانش کی جابر کعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں ان کے سلام اور لوگ ان کے صدیق کے نائب  
 نہیں تاکہ ایک ہی سلام چاروں پڑھتے تھے اور ایک لیل یہ ہر جو مروی صحیحین میں ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہ انھوں نے پچا حضرت عائشہ  
 رضی اللہ عنہا کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہ ایک نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان  
 میں کیا رکعت پڑھتے تھے جابر کعتیں تو نہ پوچھا اور ان کعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو پوچھا اور ان کے حسن اور طول سے یعنی بہت  
 جمعی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوا ہی والا کہ تین آٹھ رکعت سو نہ پوچھا اور ان کے  
 حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ اپنے چار کعتیں ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور اس حدیث سے  
 مراد یہ ہے کہ دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہی یا یکہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یکہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پیرے  
 اور دلیل سیرہ ہی جو اخرج کیا اور سکوت ریزی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبداللہ بن سعید سے  
 انھوں نے عمران بن ابی سے انھوں نے عبداللہ بن نافع سے انھوں نے ریحہ بن کاعب سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہی ہر دو رکعت میں وَاللَّهُ أَكْبَرُ **ف** فرض کی دو کعتوں میں  
 اور روتر اور نوافل کی سب کعتوں میں قرات فرض ہی **ف** کیونکہ وہی صحیحین میں ابوقادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 پڑھتے ظہر میں دو کعتوں میں فاتحہ اور سورت اوپر پھلی دو کعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا اگر تسبیح پھلی دو کعتوں  
 کے یا چپکا ہے تو بھی درست ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سے انھوں نے علی اور ابن سعد رضی اللہ عنہما  
 کہ انھوں نے قرات کر اہل کی دو کعتوں میں اور تسبیح کہ پھلی دو کعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ روایت فرماتے ہیں اور بتا  
 کیا امام محمد نے موطن میں ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ حَاجِّ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عِلْقَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ  
 بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ وَلَا يَخْفَا فِيهِ مِنَ الْوَلِيِّينَ وَلَا الْكُفَرَاءِ  
 وَلَا إِذَا صَلَّاهُ وَحْدَهُ قَرَأَ فِي الْوَلِيِّينَ بَعْدَ تَحْمِيْلِهِمْ وَسُوءَ قَوْلِهِمْ يَقْرَأُ فِي الْكُفَرَاءِ يَنْتَقِي مَعْنَى صُرْتُ عَبْدَ اللَّهِ  
 رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز ہری نہ نماز سری میں اور نہ پھلی دو کعتوں میں اور نہ نماز  
 پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو کعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پڑھتے تھے کچھ پھلی دو کعتوں میں **ص** اور جس نقل کو  
 قصد شروع کر لیا ہو کہ تمام نماز کا لازم ہے اگر بطلو یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو کہ تو اگر معمول سے شروع کیا ہو کہ  
 مثلاً او سکھ معلوم ہو کہ ظہر سینے نہیں پڑھی اور اس سے شروع کی اور بعد اس کے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اس سے  
 نماز توڑ دی قصداً کرنا و سکا واجب نہیں اور اگر جابر رکعت فعل شروع کی پہلے دو گانے میں تو ٹوڑ دیا ایک دو گانے کی قصداً لازم آویگی  
 اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو کعتوں کے بعد بیٹھ کے قیسری رکعت کے واسطے پڑھا اور او کو  
 توڑ دیا تو فقط دوسرے دو گانے کی قصداً کرے کیونکہ اول دو گانہ تمام ہو چکا اور یہ اسپر مبنی ہے کہ ہر دو گانہ نماز علم ہی **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوَةُ اللَّيْلِ وَالنَّجَارِ مَشْنُوْنَةٌ یعنی نماز تین کی دو دو رکعتیں یعنی  
 ہر دو رکعت ایک یا بیسہ **صلوٰۃ** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونوں دو گانہ یا بیسہ دو گانہ یا دو سو دو گانہ  
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانہ کی ایک رکعت میں یا اول دو گانہ میں اور دوسری کی ایک رکعت میں قراءت ترک کی دو رکعتوں کی  
 قضا لازم آوے گی اور اگر ہر دو گانہ کی ایک رکعت میں یا دو سو دو گانہ میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چاروں رکعتوں کی  
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں  
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب کے  
 نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی اور امام صاحب نے ایک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار رکعتوں کی  
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں دو رکعتوں کی اور چار صورتوں میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں  
 دو رکعت لازم آوے گی اور سب ائمہ صورتیں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گانہ کے تشہد میں توبہ والا دوسرے  
 دو گانہ کی قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور سچ میں اٹھ نہ بیٹھا اول دو گانہ کی قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھ کے  
 نفل پڑھنا اگرچہ کھڑے ہو سکتا ہو درست ہے **یوف** کیونکہ روایت کیا جاتے ہیں کہ سواہل کے عمران بن حصیب سے کہا کہ پوچھا میں نے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو نہ پایا جو پڑھے کہ وہ پڑھے کہ تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے تو کو  
 اجر برابر نصف قائم کہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے تو اسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہے اور قائم کے حنی کھڑے کے برابر پڑھنے والا  
 اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہ امام نووی نے کہا کہ علما کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا بیحد جائز نہیں  
 تو اگر عاجز ہو قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اسکا اجر قائم ہے کہ نہیں اتنی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے  
 مرد یا سفا تو ثواب اسکا مثل صحیح سند سے اور تقیم کے لکھا جاوے گا اخراج کیا اسکا بخاری نے اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں  
 مخصوص ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہؓ ارشاد فرمایا آپؐ کہ ثواب کا نصف  
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں جوں مثل تمہارے روایت کیا اسکو مسلم نے ابن عمر سے **صلوٰۃ** اور کھڑے ہوئے شروع کرنا اور پھر بیچ میں  
 بیحد بیٹھ جانا مکروہ ہے نفل ہر شہر کے سوا **یوف** کی طرف موند نہ ہوا اگر نیت درست ہے **یوف** اور ہر شہر کے  
 اس میں قید ہر شہر کا نہ درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے  
 حمار پر اور وہ توجہ سے طرف خیبر کے یعنی موند آجائے کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے سورتوں  
 منحصر ہوگا اور حدیث خود شرح و فقہ میں مذکور ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور اس میں اشارے کا  
 ذکر نہیں اور غلطی بیان کی مگر قطنی اور نسائی نے عمرو بن عبیہ کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور صحیح علیہ السلام نے بھی  
 اپنی اونٹنی پر تھے اور روایت کیا مگر قطنی نے غرائب اللک میں اس سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ توجہ سے  
 طرف خیبر کے حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا سپر اور امام میں شیخ اتقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے  
 اور زیلعی نے نہیں دیکھا اسکو صحیحین سے اور کہا عبد بن جعفر نے صحیحین میں کہ متغویہ بخاری ساتھ ذکر اٹھارے کے کہا  
 شیخ ابیہم وقد رأيتنا في باب الوتر في السفر في صحيح البخاري من حديث ابن عمر بن الخطاب

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی سفر میں حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اوسکو ابن جبرائیل نے نوح اول میں  
قسم رابع کی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل اسلے پر ہر طرف اشارہ کرتے  
اور اصل اونٹ کو کہتے ہیں **ص** اور اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اونٹ پر اور تمام کیا یا نہ پڑھا اور اگر نہ شروع کیا اور سواری پر تمام کیا یا نہ پڑھا

### فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء کے پیش رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد یعنی دیر میں کہ اوسکو پڑھا ہو  
بیٹھے اور پانچ پڑھ دیتے ہیں اور ترویج ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویج میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہے  
اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت سے پڑھیں اور رمضان میں تر جماعت پڑھیں **ف**  
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ ہر اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہو اور ہر ایک  
میں بن لفظ مستحب کا وارد ہو اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہادیہ **وَالْأَحْمَدُ أَهْلُ كَسْبَةٍ**  
**لَكَ أَرَوَى الْحَسَنَ مَعْنَى أَبِي حَنِيفَةَ لَا تَهْ وَأَطْلَبُ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاسِدُونَ وَالَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**  
**وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعُذْرَةِ فِي تَكْوِيلِ الْمَوْطِئَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ أَنْ تَكْتَبَ عَلَيْهَا نِيَّةُ صَحِيحٍ** یہ کہ تراویح سنت ہو اور ایسا ہی روایت کیا  
حسین ابو حنیفہ سے کیونکہ اوائلیت کی اوپر خلفاء راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عند کو ترک ہو اعلیٰ میں اور وہ جن  
اس بات کا فرض ہو جائے اور کہا امام محمد بن شیخ الفقہار والاصولیین ہولانا کمال الملتہ والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر منقول ہے  
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہو اور وہ یہ کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاسم کہ کہ نکلا میں ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہو اور کوئی شخص رات آدھی کے  
ساتھ اسی طرح سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ اگر جمع کروں میں ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اذ کو ابی  
بن کعب پچھریں دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
**بَعَثَ الْيَدْعَةَ هَذِهِ** یعنی اچھی ہے یہ بعثت روایت کیا اوسکو صاحب سنن نے صحیح کیا اوسکو ترمذی اور فرمایا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے لازم کو یہ تم پہنچاؤ پر سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بعد میں **یہ** حدیث میں آیا ہے کہ فرض کیے اللہ تم پر روز  
رمضان اور سنت کیا فیما م اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذراؤسکے ترک میں اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف  
فریب ہو جانے کا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہے باب الوتر میں حدیث ابن جبرائیل اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیح میں ہے حضرت  
رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی اونکے ساتھ نماز کو گونے پھر دوسری رات پڑھی تو  
بہت ہو آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نکلے تو کہا آپ نے جب صبح ہوئی کہ سینے جانا چاہتے کیا لیکن میں اسو اسلے  
نہ نکلا کہ تم پر فرض ہو جاؤ اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا بھاری کتاب الصوم میں ہوا انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہر حکم ایسا ہی ما اور اوپر ہر باب نوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کیا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان میں کیا کرتے  
آنحضرت نکلا جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف بن کثیر نے اور بعضی نے اس سے ابو نعیم نے ابن جبرائیل سے



ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہو اس کے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہنا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ  
واسطی کو ذکر کیا مسالین بن ابی شیبہ نے ان کے اعتدال میں کہ روایت کیا عثمان دارمی نے ابن عباس کے کہ وہ فقہ نہیں ہو اور کہا اس کے  
ضعیف ہو اور کہا بجا کئی سکوت کیا اس کو کہ انسانی نے متروکہ ہو حدیث اس کی اور نہ کہ ابو شیبہ سے ایک ہو حدیث  
کیہ بغوی نے حدیث بیان کی جسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی جسے ابو شیبہ نے اس سے حکم سے اس سے منقسم سے  
انھوں نے ابن عباس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رمضان میں ہوا جمعہ کے میں رکعت اور وتر اور پھر کہا  
شیخ ابی الہمام نے ان میں کتین حضرت عمر سے ثابت ہو میں جوطا میں ہی زید بن ومان کے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہو نہ عمر بن الخطاب  
میں ساتھ تھیں کہ یعنی میں نے اس کی کتین اور تین ترک کی اور روایت کیا بھیقی نے معرفت میں سائب بن زید سے  
کہا کہ کھڑے ہوئے تھے ہم زیادہ عمر میں ساتھ میں کتوں اور وتر کے کما نوئی خلاصہ میں اسناد اس کا صحیح ہی مترجم کہنا ہو کہ  
روایت کیا ابن ابی شیبہ عمر بن الخطاب کے کہ انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا لے اون کے ساتھ میں کتین اور روایت کیا  
ابو الحسن کہ حضرت علی نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اون کے ساتھ میں کتین اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی  
بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیوں کے مینے میں بیچ رمضان میں کتین اور وتر پڑھتے تھے تین کتین اور بیچ انھوں نے ابی بکر  
کہ وہ پڑھتے تھے بائیں تریخ رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھوں نے جاریت کے کہ و ماست کہ لوگوں کی  
رمضان میں ان کو ساتھ میں کتوں کے اور وتر پڑھتے تھے ساتھ میں کتوں کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور عطا کے کہ اس  
انھوں نے یا یا سینے لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے تیس کتین مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام کہ کامل ہو ان بن ابی قحس  
کہ قیام رمضان کا سنت اور میں گیارہ کتین میں مع وتر کے جامع کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف  
فرصت کے اور نہیں شگ ہو کہ ان دونوں امر میں کئی کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق یہاں تراویح سنت ہو گی اور کتین  
سنت عطا راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تہیہ لازم ہی سنت میری اور سنت خلفا راشدین کی بلاناہوت  
سنت لوگوں کے اور یہ لازم اس بات کو نہیں کہ نہ کسی میں کتین سنت ہو جاوین ہو اس کے کہ سنت اس لہر کو کتے میں جبہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نواہت کی ہو مگر عذر اور بر تقدیر نہ ہو فدر کے موانعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا و  
رکعت چہرہ میر سے تین کتین ترک ہو میں تو اس صورت میں میں کتین مستحب ہو گی اور اسٹھ دن میں سے سنت جیسے کہ  
چار رکعت بعد عشا کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظہر کلام شائع کا یہی ہے کہ سنت میں رکعت ہیں اور تقضی لیل کا وہ ہے  
جو عینے بیان کہ اس صورت میں ان وہ چھتہ وری میں ہی لفظ مستحب کا جو ذکر کیا صاحب ہدایہ انتہی قال شیخ ابن الہمام

### فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جانا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک دوسرے بلاتوا کرتے ہیں  
اور ہندو میں اس کو گھن کہتے ہیں خسوف کسوف کے امام جمیع کا آدمیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے  
مانند فعل کے اور ہر رکعت میں ایک کو کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قنوت کا ہر کرے اور طول اہل ہاکر

دونوں کھنوں میں اور بعد اوسکے دعا مانگے یہاں تک کہ آفتاب و شمس چھٹاؤ اور جو امام جمعے کا حاضر ہو اکیلے اکیلے پڑھیں اور پھر  
بھی ایسی ہی پڑھیں جماعت نہیں **ف** اور رکوع کے باب میں روایتیں مختلف ہوئیں بعض روایات میں ہر رکعت میں دو  
رکوع ہیں اور بعض میں تین اور ابن عباس اور علی کی روایت میں چار رکوع ہیں ہر رکعت میں اور ایک روایت میں دو رکوع ہیں  
بن کعب سے پانچ رکوع ہیں اور کسی روایت میں ایک رکوع ہر سال اور نمازوں کے واسطے کہا علی ہمارے کہ جب مختلف ہو تو پڑھیں  
تسلسل کیا یعنی ساتھ حال اور نمازوں کے اور بھی روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے شامل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن عمر  
بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوکھنے لگے ہو آپ اور طول کیا قیام کچھ رکوع کیا سو کسی طرح  
نہاؤٹھاتے تھے سر پائیا پھراؤٹھایا سو کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہاؤٹھاتے تھے پھر اوٹھایا تو  
کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح نہ نہیں لوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت میں آخر حدیث  
اور مروی ہے حکم عبدالرحمن بن سمر سے بھی غرض مختلف ہوئیں اس باب میں روایتیں اور روایت کیا حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
عہما عنہما نے اور کہا صحیح ہے اور زمین اُخراہ کیا اوسکا بخاری مسلم نے بوجہ عطارد بن السائب کے اور یہ توفیق ہے اونسے عطارد  
اور تحقیق کہ اُخراہ کیا اوسے بخاری ساتھ ابو ثمر کے اور کہا بھی بن مسعود نے کہ صحیح ہے بھلا بیٹہ نہیں جنت ہوگی اوسکی حدیث  
اور فرق کیا امام احمد نے اوش شخص میں جسے پہلے اونسے سنا اور جسے پیچھے اونسے سنا یعنی اول سے کی روایت صحیح ہے اور پھر  
عطا کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اوسکو تکا اوسے ابو داؤد اور روایت کیا ابو داؤد نے نسائی نے عمرو بن عبد کے ایک رکوع اور طول کیا  
اسمیں شیخ ابن اللہام نے اور اس کتاب میں بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی اچھا نماز کے آفتاب کے صاف ہونگ لازم ہو کہ نماز پڑھت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اخیر میں کہ جب تھیمو اوسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دُعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ روشن ہو جاؤ آفتاب اور  
مشرق نے کہا کہ آدمی اور تاریکی میں بھی نماز نہ سجدے ہو ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے زائر کے کہ بصر میں اوش کو کھنوں کی نماز  
جہاں ہے صاحبین نے نزدیک اور دلیل اولی حدیث حضرت عائشہ کی صحیح میں کہ جہاں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف میں  
بخاری میں ہے کہ جہاں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور جہاں  
امام صاحب نے نزدیک ہے جہاں کہ مروی ہے حدیث ابن عباس سے مسند احمد اور بیہ میں کہ نماز پڑھی میں ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نماز کسوف کی اور نہ سنا میں نے اونسے ایک حرف قرات سے اور سنا میں اوسکی ابن ابی نعیم حیف ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے  
معرفت میں دو طریقوں سے اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگر بن لوگوں سے حجت نہیں لیکن یہ نہیں  
انکی شاہد ہیں روایت ابن عباس کی اور حدیث سمہ میں ہے **فَلَا تَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا** یعنی ہم نہیں سنتے تھے آواز قرات کی  
**ص** اور خوب بانی برسنا بعد ہو جاؤ تو ہر شخص دعا کریں اور استغفار نہ جماعت اور نہ خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیو تو یہی دعا  
**ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **اسْتَغْفِرْ لَهُ ذَنْبًا كَثِيرًا** **كَانَ غَفَّارًا** یعنی استغفار مانگو اور سے کہ وہ بڑا بخشنے والا  
اور کہا امام محمد نے ہمیں نہ بھی استغفار میں واو سکے نہیں کہ اوسمیں جاہی اور پونچا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سکھائے  
دعا مانگو پونچا کہ نہ سنتے تھے کہ وہ چڑھے سنبہ کو اور دعا مانگی اور طلب بانی کی کہ اوسمیں پونچا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ

عطا کا حافظہ خراب ہو گیا تھا

ابن ابی نعیم

کہ نماز پڑھی ہو اپنے گراہیک حدیث شاذ میں کہ نہیں تسک کیا جاوے گا ساتھ اس کے اور حق یہ ہے کہ اکثر احادیث میں نماز کا ذکر نہیں لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث میں وارد ہوئے ہیں کیا ان کو شیخ ابن الحام نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں کعب سے انھوں نے عیسیٰ بن جعفر بن عاصم سے انھوں نے طارق بن ابی مرثبان سلمیٰ سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ کعب سے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استسقاء سونے کی کچھ مگر تنقار **ص** اور مونس قبلہ کی طرف کریں اور چاد کو نہ اوٹھیں **ف** بعض احادیث میں چاد کو اوٹھنا مطلق ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دہانہ کا چاد کا بائیں طرف کیا اور بائیں کنارہ دہری طرف کیا اور چاد کا بائیں طرف کیا اور چاد کا بائیں طرف کیا روایت کیا اس کو ابو داؤد اور اکثر احادیث میں اس کا ذکر نہیں ہے ہمارے نزدیک کریں کہ شاید مجرب بن ہانی **ص** اور علی بن مرثبان **ص** کی روایت کا ذکر کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہو اور ابو جریج بن عبد جہش کہ تو فی ہوا سے حاضر نہ ہو کہ یہ عارضہ ہو واسطے طہارت کرے کہ ہوا اور نہ پلست تری ہو

### باب فرض پانے کے بیان میں

جس نے نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے بڑھے اگر چاہے ایک رکعت پڑھ چکا ہو اور اگر ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہو مگر ان کو فجر میں اس کی نماز تمام ہو چکی اور مغرب میں اکثر نماز ہو گئی اور اکثر کو مکمل کیا ہو جسے غشا یا عصر یا عصر میں شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی پھر واسطے جماعت کے توڑے اور چاد کو اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت اس کے ساتھ طاعتی تاکہ ایک و گانہ نفل پورا ہو جاوے اور اگر ایک رکعت ضائع ہو جاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَبْطُلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ یعنی نہ باطل کر دینے معلوم کہ بعد اس کے سلام پیر کے جماعت میں شروع اور بغیر دوسری رکعت دلائے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت کے پڑھ کر تو توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو اگر جابر کعبی نماز میں تین پڑھ چکا ہو اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اس کے نفل جماعت پڑھے مگر عصر میں پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہیں اور اگر مسجد میں اذان ہو گئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ علی عثمان بن عفان بنی الدین کہ فرمایا آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہ بانی اذان مسجد میں پھر نکلا پھر کسی حاجت کے اور وہ پھر آئیگا ارادہ نہیں کرے کہ سو وہ منافق ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے مرسل میں سعید بن اسیب کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکلتا ہو کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے کہ منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت کے نکلا ہو وہ اور وہ پھر آئے ارادہ رکھتا ہو اور پھر مسجد مقبول میں بالاتفاق کیونکہ پایا اون لوگوں نے اذان کے ماسیہ اور روایت کیا جماعت سے سوا ہمارے ابوالشفا کہ کہا کہ تم ہم ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نکلا ایک شخص جب اذان ہی ہو تو نہ تے کہ ابو ہریرہ کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابوالقاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گنہگار روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے مسند میں اور زیادہ کیا او عیین کہ حکم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلے مسجد سے بعد اذان کے **ص** اور اگر ظہر یا عشاء کے وقت مسجد میں اقامت ہوئی مکروہ ہے کہ قبل نماز کے وہاں سے نکلے اگر چاہے نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقصد ہو اور پھر مغرب میں اگر نفل چاد تو جائز بغیر کر است کے اگر پھر تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت میں شریک ہو جاوے گا تو وہ نماز نفل ہوگی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہے اور مغرب میں تین تکبیر میں تو تین رکعت نہیں شروع نہیں اور جب تکبیر قرآن ہو کہ اگر سنت فجر کی پڑھنا تو نماز فرض جماعت سے نہ ملے گی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت طہارت کے بعد ہو تو ترک کرے اور اگر سنت فجر کی پڑھنا تو نماز فرض جماعت سے نہ ملے گی **ف** کیونکہ فرض پڑھ چکا اور نفل قبل اذان

یعنی کسی اور جگہ کا  
نماز پڑھ کر ارادہ  
نہایت سے ملان  
جہاں تو نہ ہوگی  
منہ مد ظلہ

اور فضل بعد فجر کے کر وہ یہ بیان تک کہ آفتاب نکلے اور بعد ازل اس کی گزری **ص** اور بعد آفتاب نکلے  
 بھی شیخین کے نزدیک قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال  
 کے نہ کرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دو دنوں  
 کی قضا کرے اور بعض شیعہ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی قضا ہے  
**ف** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل تعزیر میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور اسکو ساتھ سنت کے  
 قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح و قایم میں موجود ہے اور روایت ہوا وقتادہ کہ اس کے سیر کی جتنے  
 ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے سوتے سوال  
 صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ خوف کرتا ہوں میں کہ سوجاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دو گھائیں آپ کو اور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نوکیا دیکھا کہ کل ایک کتا راقا کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تھنے کہا تھا اور جواب بلال نے کہ کبھی سی  
 نیند آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نے قبض کر لیں ارواح تمہاری اور پھر پھر دیتا ہے جسوقت  
 جاہتا ہے ایسی بلال کھڑا ہوا اور اذان دے گا نکی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی  
 جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اوکو آفتاب کی  
 گرمی نے سوکھ کرے ہو اور چلے پھر اترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال پھر پڑھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اس کے پڑھی  
 نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا نسائی نے ابن عباس سے  
 اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر  
 میں ہو کر اور اس میں تاکید زیادہ ہے سب سنتوں کے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی جاسے خوف ہو چھٹ  
 جائے یا نہ ہو ترک کیا جائے اور بعد فرض کے قبل دو گنا سنت کے پڑھ لیں اور سوا اٹک کوئی سنت قضا نہیں کیا جائے **ف**  
 کیونکہ سنتیں عصر و عشا کی مستحب ہیں اور صبح کے اول میں سنت ہی نہیں اور شرب و غسل کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں  
 لیکن اول کی تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا صلوا نماوا وان طردکم انھما اخیلکم یعنی پڑھ لو اون دو رکعتوں کو اگرچہ  
 روزہ والین تکو گھوڑے اور نہ چھوڑو انکو روایت کیا اسکو ابوداؤد ابویوسف اور اسناد اسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول کے ہے  
 اور صحیحین میں ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور نفل نائی  
 میں نہ کرے دو رکعتیں قبل فجر کے بہترین دنیا سے اور جواو سمین ہوا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ پھر جمع ہوگا  
 چار رکعت قبل ظہر کے پونچھ رکعتوں کو شفاعت میری اور یہ حدیث ہدیہ میں ہے کہ شیخ ابن الہمام نے اکتا مکتا کی کہ میں نے  
 حدیث سننے سے اظہر من الشمس فاعلم بہ یعنی جو ذکر کیا اسکو مصنف نے سنت ظہر میں ہوا اسدا اسکو جاتا ہے اور یہ حدیث اسکو  
 نہیں لی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع پڑھتے تھے چار رکعت قبل ظہر کے اور دو رکعتوں  
 قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اکتا مکتا کی کہ

ملہ  
 نہیں کہتے ہیں  
 سوا اسکا کہنے کو  
 انھوں نے میں نے  
 نہ چھوڑتے

فَاتَّخَذَهَا الرَّعَابُ مَنًى نَزَلَكَ رُودُ رَكْتُونَ كَوْفِلَ فِرْجِكَ كَيْونَكَ اَوْ سَمِيتَ عَلَائِيْنَ مِنْ اِلٰهِ تَعَالٰی سَہِ اَخْرَاجَ کَیَا اسکا ابوعلی نے ذابن عشر سے اور کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتون کو اور کبھی ترک کرتے تھے لیکن نہیں دیکھا میں نے آپ کو کہ ترک کی ہوں دو کتبیں قبل فجر کی سفار و نہ ضرر میں روایت کیا اسکو طبرانی نے اسو میں قابوس بن ابی طلحہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور جس شخص نے ایک رکعت نظر کی نماز سے پائی جہات اسے نہیں پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ نظر کی نماز میں جماعت سے پڑھو گا اور اسے ایک رکعت پائی قسم اسکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اسنے جماعت کو نہیں پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ سب میں آیا اور جماعت میں ہو کبھی تھی تو اسنے چاہا کہ فرض کو نہ ادا کرے تو گرخی وغیرہ کے نزدیک سنتیں پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتیں پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جسے کہ اقتدا کی اور امام کو میں ہوں اور تمہارا بیان تک کہ امام نے سر اٹھا لیا تو وہ رکعت اسکو نہیں ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع میں گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہیں ہوا

### باب قصا نمازون کے پڑھنے کے بیان میں

اگر کسی شخص کی ایک دن ات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور ترفوت ہوئی ترتیب سے پڑھنا فرض ہوا اور جب بعض وقتی ہوں اور بعض قصا اوسمیں بھی ترتیب فرض ہوئی کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم رحاچی انھوں نے سعید بن عبد الرحمن جمعی سے انھوں نے عبد اللہ انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اسکو اگر اسوقت میں کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کرے نماز اپنی اور بعد اس کے اور قصا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہوا اس نماز سے تو اعادہ کرے اور نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اسکو مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے موقوف اور صحیح کیا دارقطنی ہا اور بوزرحہ وقت اسکا اور اختلاف کیا انھوں نے ان شخصین جسے رفع میں خطا کی سو اوسمیں سے وہ لوگ میں جنھوں نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضوں نے طرف تر جانی کے اولیٰ لیکن شک نہیں اس بات میں کہ رفع زیادت ہو اور زیادت نقد سے مقبول ہو اور یہ دونوں شخص نقد ہیں کہ بھی میں نے سہانی میں نہیں حرج ہو ساتھ اس کے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن عیینہ نے سعید کی اور ذکر کی وہ بھی نے توثیق اسکی بہت لوگوں سے میزان الاعتدال میں تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونوں برابر مالک کے نہیں اور مالک نے وقف کیا اسکا جو کیا اسکا یہ کہ یہ کچھ معارضہ نہیں ہے حسین برمی توثیق میں دونوں ہاویوں کی شرط ہے بلکہ زیادت ہو اور زیادت میں برابر ہونا راویوں کا قوت میں شرط نہیں اور حجت نہ پکڑی جاوے گی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہو جاوے کسی نماز سے یا بھول جاوے اسکو تو پڑھے اسکو جب یاد کرے اسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول جو اسنے نماز بھولے سے پہلے ہی اسکو پھر اعادہ کرے اور وہ خلاف سادہ جو گئی اور دلیل اول مسئلہ کی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود کہ انھوں نے مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں دن خندق کے یہاں تک کہ کچھ رات بھی گزر گئی تھی سو حکم کیا جو خود علیہ وسلم نے ہلال کو اور انھوں نے اذان ہی پھر قنات کی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر قنات کی اور نماز پڑھی عصر کی پھر قنات کی







اَنَّ اَبْرَاهِيْمَ كَانَ لَا يَذْكُرُنِي تَلَاثًا صَلَّٰهُ اَوْ خَمْسًا اَمَلِ اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے دو سجدہ کیے اور اس طرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے اور روایت کیا نہ جائیگی بھی اس حدیث کو اور یہ حدیث اول میں ہر مالی محاملی کے **ص** مقتدی کے سوہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آوے گا بلکہ امام کے سوہو اگر سجدہ کرے اور سجدہ بھی تمام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اوس کے باقی نماز پڑھ لے اور جو قعدہ اولیٰ کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو بیٹھ جاوے اور سجدہ سوہو کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدہ اخیر سے اگر بھولے کہ کھڑا ہو گیا جب تک کہ اس رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہو کہ تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سوہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوس کے نفل ہو جاوے گئے قراوی کے ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لے **ف** اور یہ اونیکی شدت پر اس واسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو وہ نہیں سمجھا تا مگر نا اوسکا جیسا کہ گذر اور ملا لے ایک رکعت کا اچھا ہے کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے کے اکیلے اخراج کیا اوسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری **ص** اور اگر قعدہ اخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچ رکعت کا سجدہ نہیں کیا یہی بیٹھ جاوے اور بعد سجدہ کے چاہے ایک رکعت اور ملا لے اور سلام پھیرے اور سجدہ سوہو کرے تو چار رکعتیں اونیکی فرض ادا ہو جاوے گی اور دو نفل ہو جاوے گی تو اگر اونیکی توڑ دے لے گا قضا لازم نہ آوے گی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قائم مقام ہوں گی اور جو شخص ان دو رکعتوں میں امام کی اقتدا کر گیا اوسکو پڑھنا لازم آوے گی اور توڑ دے گا تو قضا لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک چھ رکعتیں اوسکو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آوے گی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سوہو ہو سجدہ کرے اور بعد سجدہ کے بغیر سلام دوسرے نفل اوس کے ساتھ ملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہو جاوے گا اور اگر کسی کو نماز میں سوہو ہوا اور اخیر نماز سجدہ سوہو کی نیست سلام پھیر لیا تو اگر اوس نے بعد سلام کے سجدہ کیا تو گویا نماز وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہے تو اگر اوس نے سلام کیا اور کہنے اوس کے ساتھ اقتدا کی پھر اوس نے سجدہ سوہو کیا اقتدا اوس کی صحیح ہو جاوے گی اور اگر نہ کیا تو اقتدا اونیکی باطل ہو جاوے گی اور اگر سلام کیا اور قعدہ کیا اور پھر سجدہ سوہو کیا وضو اوسکا باطل ہو جاوے گا اور اگر سجدہ کیا تو باقی رکعتیں اور اگر سلام پھیرا اور وہ مسافر تھا اوس نے نیت قاست کی کی پھر سجدہ سوہو کیا تو اب چار رکعتیں اوس پر فرض ہو جاوے گی اور اگر سجدہ کیا تو فرض نہ ہو گی اور اگر نماز میں سوہو ہوا اور اوس نے توڑ دینے کی نیت سلام پھیرا نیت اوس کی باطل ہو گی اور سجدہ سوہو کرنا اوسکو جائز ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہے اور کبھی نہیں ہوئی تھی تو نماز پھر شروع پڑھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے سو نہ جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں چاہے کہ وہ ہرے نماز کو اور یہ حدیث ہدایہ میں ہے اور محکو نہیں ملی کہ شیخ ابن الہمام **و** **ص** اور اگر گئی بارشک ہو چکی ہو سو چھ جو ذہن پر غالب ہو اوس پر عمل کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور بنی ہاشم نے اور انہوں نے بھی ابن مسعود کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں سو چاہے کہ تلاش کرے صواب کو اور بنا کرے اوس پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ اور روایت کیا سو ابجاری کے ابو داؤد و ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور نہ جائے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو چاہے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیا پانچ رکعتیں شفاعت کرے گی اونیکی نماز

اور اگر یہی ماہر نہیں تو ذلت ہوگی واسطے شیطان جو دعو اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچے میں کہ یہ معلوم ہو کہ اگر اختیار کرے اور جس کو اختیار نماز کا جانے اس جگہ بیٹھ جائے تو اگر اس نے شک کیا کہ تین کعتیں یا چار کعتیں پڑھیں ہیں اور کچھ اس کے ذہن کہ معلوم ہو کہ تین رکعت کو لیے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے **ف** تاکہ خدا کی طرف ترک نہ ہو جاوے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف کے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے جب سوکے کوئی تم میرے نماز میں نہ بلے گا ایک پڑھیں یا دو پڑھیں تو بنا کر ایک بار اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو بار اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں بنا کرے تین بار اور جب کہ دو رکعت قبل سلام کے پڑھیں یا اگر چاہیں کہ اس کا تہجدی نے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی

### باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور جبکہ اور کوع کرے اور اگر سجدہ اور کوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدہ میں کوع سے زیادہ چمکے اور کوئی اونچی چیز سجدہ کے واسطے نہ کرے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو چٹ لیٹے اور پیر قبل کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا کوع پڑھ لیتے اگر کوئی قبل کی طرف کرے اور چٹ لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ بھی مستعد نہ ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور اگر کھڑے اور پک اور دل سے اشارہ کرے **ف** روایت کیا جامع ترمذی سے اسلم کے عمران بن حصین کہ کہا کہ تمی جھکے ہو ابیر اور پچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہہ کر پڑھ کرے کہ اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پلو پر زیادہ کیا انسان نے اور اگر قدرت نہ کرے تو چٹ لیٹ کے نہیں تھکے دینا ہو اس کے کیوں کہ موافق طاعت اس کی کے اور زمین نہ کر گیا اشارہ کا لیکن حیثیت کے پڑھ گیا تو باضرورت اشارہ بھی پڑھ گیا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدہ کے نہ کرے کہ نہ کہ وہ اپنے میں صبر نہ کرے اگر قدرت کے کہے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین تو اشارہ کہ اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں لی لیکن روایت کیا ہزارے سند میں اور بعضی نے صرف میں پڑھ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعدائے کی ایک مریض کی جو دیکھا اس کو کہ سجدہ کرنا ہو مجھے پڑھ چھینکے یا اپنے نبی ہاوس مریض نے ایک لڑکی کہ سجدہ کرے اور پھر اور حضرت نے اس کو بھی پھینکے یا اور کہا کہ اگر قدرت نہ کرے تو زمین پر پڑھ اور زمین تو اشارہ سے پڑھ اور کہ سجدہ کر یا پھر پڑھ کرے کہ کوع سے کہا زار نے زمین پر نہ پڑھ کہ اپنے ہم کہ کہیں روایت کیا اور اس کو فوراً ہی مگر اوپر حنفی نے اور متابعت کی اس کی عبد اللہ اب اور عطاء بن یسار سے انتہی لیکن ابوبکر نقض ہی کہا شیخ ابن الدہام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آثار صحیحہ مروی ہیں میں روایت کیا ابن ابی شیبہ ابن عمر سے کہ عیادت کی انھوں نے صفوان کی اور پایا ان کو کہ سجدہ کرتے ہیں مگر یہ پرسوچ کیا ان کو اور کہا کہ اشارہ سے پڑھا اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا ان کو کہ نماز پڑھتے ہیں کھڑی پر چھین لیا اس نے اور دور کیا اس کو اور کہا کہ اشارہ کر جہاں تک کہ تیرا سر پہنچے عیادت کیا عبد بن جیم سے کہا کہ پچھا شیخ ابن عمر سے نماز مریض سے اور لڑکی کے کہہ کہ نہیں جگہ کرنا ہوں میں تم کو ساتھ عیادت ہوں جگہ بلکہ اگر استطاعت نہ ہو تو پڑھ کرے کہ وہ نہ بیٹھ کے وہ فکر وٹ لیکھا اور روایت کیا عروکہ کہ انھوں نے کہ مریض اشارہ کرے عیادت نہ دے اپنے منہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب میں روایت ہیں ابو سعید اور کئی طوفا کے تابعین ابراہیم اور سعید بن انس ابی حسن اور شریح اور ابن یزید اور عطاء بن عطاء اور اس اور صرف سے اور روایت کیا

سنن ابن مسعود

سنن ابن مسعود

واقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑے ہو کے تو اگر قدرت نہ کرے پڑھے چٹ اور دونوں پر کے  
 طہن قبیل کے اور یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن بن عری کے **ص** لکھ کر جو اور سجدہ کر کے اویٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہے  
 بیٹھ کے اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہے اور وہ شخص نماز کے  
 اندر چھا ہو گیا نماز پھر سر سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا نماز میں کھڑے ہو کر پڑھتا ہے اور کھڑے ہو کر پڑھے اور سر سے نکلوا  
 اور جو کشتی جاری ہے یا وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور جو بندھی ہے تو درست نہیں اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ  
 یا بیوش ہو کر نمازوں کو اوسدن کی قضا کرے اور اگر گھڑی پھر بھی اس سے زیادہ بیوشی رہی یا جنون یا تو قضا کرے او  
 امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک حالت ہی قضا لازم آوے گی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک ہی تو قضا ساقط ہوگی **ف**  
 اور کہ صاحب پرہیزگاری کہ قیاس یہ ہے کہ جب کسی نماز کا وقت گزر جاوے بیوشی میں تو وہ نماز اس سے ساقط ہوتی ہے اور پانچ نمازوں تک  
 قضا کرنا پسہاں ہے اور یہی مذہب ہمالا کے رشافعی کا اور دلیل وہ ہے جو روایت کیا واقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کہ کیا کہ نہیں ہے یا وہ نماز کوئی  
 قضا کرنا یا نہیں نماز کی جب کا وقت باقی ہو اور اوس میں ہوشیار ہو اچھو کہ اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسناد میں اوسکی عمر بن عبد اللہ  
 بن سعد علی کہ کیا احمد نے کہا حدیث اوسکی موضوع میں اور کہا ابن مسعود نے نہیں ہے قضا اور نہیں ہے یا وہ نماز کا کذب کہا اوکو ابوہام  
 وغیرہ اور کہا بخاری نے ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور دلیل بخاری یہ ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عن ابی حنیفۃ عن حماد  
 بن ابی سلمۃ عن ابن ابراہیم التیمی عن ابن عمر انہ سئل فی الذی یعمی علیہ یوماً ولیلۃ قال یقضي  
 یعنی کہا ابن عمر نے کہ جو شخص بیوش ہو جاوے یا دن یا رات قضا کرے اور روایت کیا عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیوش ہو جاوے عمر  
 ایک مہینے سوئے قضا کی اوسکی جوفوت ہو اور روایت کیا ابراہیم بن جریر نے اس کتاب غریب الحدیث کے ثنا الحسن بن یونس  
 ثنا زائد عن عبد اللہ عن نافع قال اعمی علی عبد اللہ بن عمر یوماً ولیلۃ فافات  
 واکم یقض ما فاتہ یعنی بیوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جوفوت ہو واللہ اعلم

### باب سجدہ تلاوت کے بیان میں

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرطوں سے دو تکبیروں کے بیچ میں بغیر ماتمہ اور ٹھانے کے اور قشمد اور سلام کے  
 اور سجدہ تلاوت میں جو نماز کے سجدہ میں پڑھتا ہے پڑھے اور چودہ آیتوں میں سے جو ان میں سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہے یا  
 پہلی آیت سورہ اعراف کے اخیر کی دوسری سورہ مد کے تیسری سورہ غفل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچویں میر کی چھٹی پہلی آیت  
 سجدہ کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَاذْكُرُوا اَنۡجِدُوا مِنْۢ بَیۡتِہٖ سَجَدَہ كَرَبَہ  
**ف** اور ہر ایک سولہ سجدہ اوس جگہ نہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہو کر گیا اسکو تفصیل سے شیخ ابن الامام اور امام شافعی  
 جو دلیل لائے ہیں حدیث عقب بن عامر کی کہ کہ میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی سورت حج کی اس سبب کہ اوس میں سجدہ  
 فرما کہ نماز اور جو اون دونوں سجدوں کو کرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہ ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکا قوی اور یہ  
 اس سبب کہ اسناد میں اوسکی ابن ابیہ ضعیف ہے اور روایت کیا ابو داؤد و مسند میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھنے



حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ او سپر ہو جو سنے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے او سکوا اور کہ شیخ ابن الہمام نے وصیۃ السجدۃ علی من سجدھا دفعۃ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب دین نے بیان کی مرفوع ہو نا اسکا غریب ہی اور اخراج کیا ابن شہین نے مصنف میں ابن عمر سے کہ سجدہ او سپر ہو جسے سنا او سکوا و زخاری میں یہ تعلقا کہا عثمان نے کہ سجدہ او سپر ہو جسے او سکوا اور اس جملے کو اخراج کیا عبدالرزاق نے أخبرنا معمر بن الزہری عن ابن المسیب ان عثمان من یأتی فقرأ سجدة لیسجد معہ عثمان فقال عثمان انما السجدة علی من استمع ثبو مشی و لو یسجد لینی کہ حضرت عثمان ایک قصہ خوان پر جو پڑھی او سنے آیت سجدہ کی اگر سجدہ کریں حضرت عثمان ساتھ اس کے و خواہا حضرت عثمان نے کہ سجدہ او سپر ہو جسے پھر چلے گئے اور سجدہ کیا واللہ اعلم اور امام آیت سجدہ کی پڑھنے مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگر سجدہ نہ پڑھے اور اگر مقتدی نے پڑھی امام او مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا او اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلیٰ نے آیت سجدہ کی او سن سنی جو اس کے ساتھ نماز میں نہ کرے سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کو نہ ٹوٹے اور اگر کہیں باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی او سنا تو ایسی یا اور کعت میں امام کے ساتھ ابد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اسی کعت میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو سجدہ نماز میں واجب ہو یا پڑھ کرے او سکوا تو سجدہ کرے اور اگر کہیں آیت باہر نماز کے پڑھی او قبل سجدہ کرنے کے نہ پڑھنے میں دخول ہوا او نماز میں پھر اسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ او سکوا کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کوئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھ کے سجدہ کیا او پھر پڑھا کیا اور اگر ایک کعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک کعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری کعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور امام محمد کے نزدیک دو سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی ہو گا مثلاً ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو مجلس میں ایک آیت اور جو لاہر جوتا تھا پڑھنے کے بعد میں مجلس اسکی بدل جاتی ہو و درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو مجلس بدل جائے گی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسیں مل گئیں تو سپر کی سجدہ واجب ہو گئے اور اگر پڑھنے والے کی مجلسیں ملین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی ہو تو سپر ایک سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دوسرے کلام کے شروع کرنے میں مجلس بدل جائے گی اور اس طرح ایک مکان سے دوسرے مکان میں اور کوئی گھر یا مسجد بن کر ایک مکان میں اور ایک درخت کی شاخیں کی مکان میں ظاہر روایت اور نوادری روایت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کر پڑھا مجلس بدلے گی اور اگر کسی صورت کو طلاق کا اختیار دیا اوٹھنے سے کھڑے ہو جائے تو مجلس بدل جائے گی اور اگر کہیں ساری صورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو مکروہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور قیامت صورت سجدہ کو تو مکروہ یعنی روا نہیں یا ایک آیت اس کے ساتھ ملا کر پڑھی اور آیت سجدہ بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی سننے والا کو سجدہ بھی لازم آوے اور شاید وہ اس وقت بے وض ہو ہو

### باب سا فکی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ تمیز بن یا تین بات کی راہ کا واسطہ پال سے ارادہ کرے اور شہر گھر وں سے نکل جاوے تو وہ سا فکی ہو اور واسطہ پال خشکی اور نلکی یا پینا کی ہو اور دیا میں جب ہوا موافق ہو اور پنا میں جو کچھ کہ پنا کو لائی ہو وہ اور میں میں تین بات ہمار

[illegible]

تو فرض ہو سکا تاہم ہوا اگر گنہگار ہو اسلام کی تائید کرنے کے سبب اور اللہ تعالیٰ کا مقصد مقبول کرنے سے اور کوئی چیز زیادہ ہو  
 پر عین میں وہ نفل ہو جاوے گی اور اگر پہلا قاعدہ نہیں کیا تو نماز اسکی باطل ہو جاوے گی کیونکہ مسافر پر پہلا قاعدہ فرض ہوا اور اگر مقیم نے  
 امامت کی سفر کی نماز ہر گاہ کی کثرت میں تو مسافر چار رکعت کا اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت میں مقیم  
 تاکہ اگر مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جائیں میں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہیں بدلتا ہوا اور اگر مسافر امام ہو سکے اور  
 مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور سبب یہ کہ مسافر کہ دیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں مقیم مسافر  
**ف** ایک بار حضرت امام ابی یوسفؒ کو مارون شہید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیکے تو نماز پڑھی آپ نے رشک کے ساتھ دین  
 یعنی قصر کیا اور سلام پیر کے یہ کہ تاکہ نماز میں اپنی اہل مکہ ہم مسافر ہیں تو کمال ایک شخص انہیں کہ نہیں یاد ہوں تھے مقتدی  
 اور حاکم زیادہ ہوں تھے کہ امام صاحب نے کہ اگر توفیق ہو جائے تو نماز میں ایسا ہی ہو معراجہ میں **ص** اور اگر ایک شخص نے  
 اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاوے گا اور دونوں وطن کے درمیان میں سفر کی ہو کہ  
 خواہ ہو کہ وہاں تک کہ اگر وہ اس پہلے وطن اصلی میں داخل ہوا تو بغیر قیامت کی نیت کے مقیم ہو گا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل  
 ہوتا ہی یہ بیان تاکہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فی الفور داخل ہو ہی مقیم ہو جاوے گا اور لیکن وطن قیامت کا یعنی جہنم میں  
 پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہی دوسری جگہ کے وطن قیامت کے مثلاً ایک شخص کا وطن قیامت کسی جگہ پر تھا پھر اس نے  
 دوسری جگہ کو وطن قیامت کیا اگر وہ اون دنوں کے درمیان میں سفر کی زمین ہو تو اس میں پہلی جگہ وطن قیامت نہ رہے گی تاکہ  
 کہ اگر وطن قیامت میں داخل ہوا تو بغیر نیت قیامت کے مقیم ہو گا اور اسی طرح سے اگر وطن قیامت پہلے اپنے وطن اصلی کی طرف ہوا تو  
 وطن قیامت باقی نہ رہے گا اور وطن اصلی باطل ہو جائے گا کہتے ہیں جو اسکا اصل سکون ہو کہ اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو نہیں ملتے ہیں  
 تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر کرے اور حضر کہتے ہیں قیامت کے

### باب جمعہ کی نماز کے بیان میں

جمعہ کے فرض ہونے کی واسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے سبب سے ہونا یا بار  
 جمعہ واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہیں  
 چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساگوں یا کد کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہیں آٹھویں بانوں کا سلامت ہونا لنگڑے پر  
 جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص سب جمعہ واجب نہیں حاضر ہو کہ اور جمعہ ادا کرے تو درست ہو مگر کا فرض ہو سکا ادا ہو جاوے گا اور  
 جمعہ کے ادا کی واسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یک شہر ہو کہ خواہ شہر کا کنارہ **ف** جانا یا جہنم کہ جمعہ فرض ہی نہ کرے اور کفار  
 ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِذَا تَوَدَّى لَكَ الْغُلَامُ مِمَّا فَرَغَ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ**  
 یعنی جب بچہ پکار لے گا تو یہ واسطے دن جمعہ کے تو دو واسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مِمَّا فَرَغَ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ**  
**حَقِّ وَاجِبٍ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي تَجَاوُزِ الْإِكْرَامَةِ عَبْدٌ مَّمْلُوكٌ أَوْ حُرٌّ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ كَاهِنٌ أَوْ كَلْبٌ أَوْ كَلْبٌ أَوْ كَلْبٌ**  
 ہر مسلمان پر جماعت سے مگر جابر شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا کہ اس کو ابو داؤد نے بطریق ابن شہاب سے روایت کیا  
 محمد بن عمر کو بطریق ابن شہاب نے فقہ احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ اس کو ابو داؤد نے بطریق ابن شہاب سے روایت کیا کہ اس کو ابو داؤد نے بطریق ابن شہاب سے روایت کیا



کیونکہ صحابی اپنے میں فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہے کہ حدیث میں اس کا کوئی  
 منزل خصوصاً جب صحابی کی ہجو و توحمت ہو کہ ان کو وہی حدیث اور شرط شیعین کے ہی اور اخراج کیا یہی سنی کے طریق ہمارے تیسرے درجے  
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہو مگر اور پڑھ کے اور غلام اور سافر کے اور روایت کیا اس کو طبرانی نے ظلم کر کے  
 اور ابومین نے زیادہ کیا عورت اور مرض کو اور مروی ہے ابو الجہم نے تیسری اور تھی اور کو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھوڑ  
 تین جیسے سستی مگر دیکھا اللہ اسکے دل پر روایت کیا اس کو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اس کو  
 ابن خزیمہ اور ابن جبرین نے صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جیسے برابر لکھا جاسا کہ تین  
 روایت کیا اس کو طبرانی نے سچو کہ میں حدیث جابر جفی سے اور وہ ضعیف ہے لیکن اسکے واسطے بہت ثواب ہیں تو نہ ضرر کر دگی  
 تصنیف جابر کی تا غسل بھی دن جمعہ کے سنت ہو اور گذر بیان اس کا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی  
 رضی اللہ عنہ غسل دن جمعہ سے کہا کہ غسل دن جمعہ اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ جب  
 قرطی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا نہ لانا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اس پر ناز جمعہ ہوں جسے کے  
 مگر عورت اور لڑکے اور غلام اور مرض پر اور فرمایا حضرت علی نے کہ زمین جمعہ ہو اور تشریق اور عید فطر اور نہی مگر مسجد جامع  
 یا بڑے شہر میں اور مثل اسکے مروی ہے حذیفہ سے اخراج کیا اس کا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اس کو ابونعیم نے  
 اور اسناد اس کا یہی حدیث شاکر بن حنیف عن منصور بن عکرمہ عن طلحہ بن سعد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن انس اور یہ  
 اسناد صحیح ہے اور وہ حدیث روایت کیا اس کو ابونعیم نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعہ کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک قرآن میں یعنی  
 گائون میں کچھ اسکے خلاف نہیں کہ یہ قرآن کا اطلاق عرب کے معن میں شہر پر ہوتا ہے اور شاید ہی اس کا کلام اللہ تعالیٰ کا ہو کہ  
 هذا القرآن علی رجل من القریبتین عظیمو اور اس جگہ قرینین سے مراد کہ اور طائف ہو اور زمین شک ہو  
 اس بات میں کہ شہر ہو اور ہند میں اس حدیث کو رفع کیا ہے لیکن مروج نہیں ہائی گئی واللہ اعلم اس حدیث کی تفسیر میں  
 اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس جگہ پائیر اور قاضی ہو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حد کو قائم کرے اور بعضوں کے  
 نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ حقیقت و تاج لوگ جمع ہو دیں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں ساوین اور صاحب قایم اسی کو اختیار کیا ہے  
 اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے کی واسطے یا لشکر اور  
 کی واسطے یا مہر و فن کو رکھنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جسے کا پڑھنا حج کے معنی  
 میں یا میں خلیفہ کی واسطے اور امیر حجاز کی واسطے درست ہے اور امیر مکه کی واسطے اور عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ  
 ہو یا اس کا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ لڑکوں کا وقت ہو کہ یعنی قبل وقت شہر کے اور زوال آفتاب کے بعد درست نہیں کیونکہ فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نائل ہو جاوے آفتاب پڑے ساتھ آدھون کے جسے کو ایسا ہی ہے کہ میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے کہ  
 مصعب بن عمیر کہ جب بجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں کہ کو کہا کہ پھر مجھے کو جب نائل ہو جاوے آفتاب اور جمع ہمارے میں  
 حضرت انس مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے مجھے کو جب نائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کیا کہ مسلم نے  
 سلمہ بن اکوع سے کہ تھے ہم جب پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کیا اور قطنی نے

نہی فرمایا کہ نماز میں ہجو و توحمت نہ کرے  
 اور نہ ہی حدیث میں اس کا کوئی منزل  
 خصوصاً جب صحابی کی ہجو و توحمت ہو  
 کہ ان کو وہی حدیث اور شرط شیعین کے ہی  
 اور اخراج کیا یہی سنی کے طریق ہمارے  
 تیسرے درجے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ جمعہ واجب ہو مگر اور پڑھ کے اور غلام  
 اور سافر کے اور روایت کیا اس کو طبرانی نے  
 ظلم کر کے اور ابومین نے زیادہ کیا عورت اور  
 مرض کو اور مروی ہے ابو الجہم نے تیسری اور  
 تھی اور کو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جسے چھوڑ تین جیسے سستی مگر دیکھا اللہ  
 اسکے دل پر روایت کیا اس کو احمد اور ابو داود  
 اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اس کو  
 ابن خزیمہ اور ابن جبرین نے صحیح میں اور فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین  
 جیسے برابر لکھا جاسا کہ تین روایت کیا اس کو  
 طبرانی نے سچو کہ میں حدیث جابر جفی سے اور  
 وہ ضعیف ہے لیکن اسکے واسطے بہت ثواب ہیں  
 تو نہ ضرر کر دگی تصنیف جابر کی تا غسل بھی  
 دن جمعہ کے سنت ہو اور گذر بیان اس کا اور  
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ غسل دن جمعہ سے کہا کہ غسل  
 دن جمعہ اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہو اور  
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ جب قرطی سے کہا  
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو  
 شخص ایسا نہ لانا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر  
 تو اس پر ناز جمعہ ہوں جسے کے مگر عورت اور  
 لڑکے اور غلام اور مرض پر اور فرمایا حضرت  
 علی نے کہ زمین جمعہ ہو اور تشریق اور عید  
 فطر اور نہی مگر مسجد جامع یا بڑے شہر میں  
 اور مثل اسکے مروی ہے حذیفہ سے اخراج کیا  
 اس کا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا  
 اس کو ابونعیم نے اور اسناد اس کا یہی حدیث  
 شاکر بن حنیف عن منصور بن عکرمہ عن طلحہ  
 بن سعد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن انس  
 اور یہ اسناد صحیح ہے اور وہ حدیث روایت کیا  
 اس کو ابونعیم نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد  
 جمعہ کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک قرآن میں  
 یعنی گائون میں کچھ اسکے خلاف نہیں کہ یہ  
 قرآن کا اطلاق عرب کے معن میں شہر پر ہوتا ہے  
 اور شاید ہی اس کا کلام اللہ تعالیٰ کا ہو کہ  
 هذا القرآن علی رجل من القریبتین عظیمو اور  
 اس جگہ قرینین سے مراد کہ اور طائف ہو اور  
 زمین شک ہو اس بات میں کہ شہر ہو اور ہند  
 میں اس حدیث کو رفع کیا ہے لیکن مروج نہیں  
 ہائی گئی واللہ اعلم اس حدیث کی تفسیر میں  
 اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے  
 کہ جس جگہ پائیر اور قاضی ہو کہ شرع کا حکم  
 جاری کرے اور حد کو قائم کرے اور بعضوں کے  
 نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ حقیقت و تاج لوگ  
 جمع ہو دیں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں  
 ساوین اور صاحب قایم اسی کو اختیار کیا ہے  
 اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے  
 متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے  
 مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے کی واسطے یا لشکر  
 اور کی واسطے یا مہر و فن کو رکھنے کے لیے یا  
 جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں  
 کے لیے مقرر ہو اور جسے کا پڑھنا حج کے معنی  
 میں یا میں خلیفہ کی واسطے اور امیر حجاز کی  
 واسطے درست ہے اور امیر مکه کی واسطے اور  
 عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ  
 ہو یا اس کا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ لڑکوں  
 کا وقت ہو کہ یعنی قبل وقت شہر کے اور زوال  
 آفتاب کے بعد درست نہیں کیونکہ فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نائل ہو جاوے  
 آفتاب پڑے ساتھ آدھون کے جسے کو ایسا ہی ہے  
 کہ میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے کہ مصعب  
 بن عمیر کہ جب بجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے میں کہ کو کہا کہ پھر مجھے کو جب  
 نائل ہو جاوے آفتاب اور جمع ہمارے میں  
 حضرت انس مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے مجھے کو جب نائل  
 ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کیا کہ مسلم نے  
 سلمہ بن اکوع سے کہ تھے ہم جب پڑھتے ساتھ  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دال ہوتا تھا  
 آفتاب کا اور لیکن روایت کیا اور قطنی نے



صورت میں قول الودو کا تو تفصیل اسکی فقہ القدر میں ہے **ص** اور جب پہلی اذان ہو تو تکبیر کا غریہ ناہی چھوڑ دینا \*  
**ف** اور جسے کی طرف متوجہ ہوں ہو اسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسعوا لى ذىکر اللہ و ذکر الوالیع و مینی و در و مرن  
یاد اللہ اور چھوڑ دو بیچ یعنی بیچے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اٹھے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہو **ف** کیونکہ فرمایا  
حضرت علیؓ علیہ السلام نے جب خطبہ امام قریب نماز ہو سکام اور رفع اسکا غریب ہو اور معروف ہو کہ یہ کلام نہری کا ہی رہا  
اسکو مالک نے سوطا میں کہا کہ خلفاء امام کا منع کرنا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرنا ہی کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معتق  
حاکم سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر کو یہ کہتے تھے نماز اور کلام کو بعد خطبہ امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے ثناء عباد  
بن العوام عن یحییٰ بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن ابی مالک القریظی قال اذ نزلت عمر  
وعثمان فکانا لولامام اذا خرج یوم الجمعة ترکنا الصلوة والکلام یعنی پایا بیٹھے اور عثمان کو کہ جب خطبہ  
امام دن جسے کے ترک کر دیتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علیؓ سے مانند اسکا اور بھی روایت کی عمرو کا کہ جب خطبہ  
امام منبر پر تھیں ہی نماز اور کماز ہو کر ہی کہ جو شخص آئے دن جسے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو خطبہ اور نماز نہ پڑھے اور اخراج کیا  
علیؓ سے ابو ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے جب خطبہ کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہو سونگو کیا تو اور چھوڑ  
کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھتی تو نماز و فلا نے کہا نہیں کہا کہ  
پڑھ دو رکعتیں یا جو کہ دو سوری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ  
پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتیں اور باز یہ ہے آپ خطبہ سے یہاں تک کہ فارغ ہو  
یہ شخص نماز اخراج کیا اسکا دار قطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اسکا عبید بن محمد عبد شمس اور وہ کہ کیا او میں پھر نکالا دار قطنی  
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور او میں یہ کہ استعار کیا آپ نے اسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حبش  
تو اس کے مقتضی پر عمل ضروری پھر اسناد او سکا زیادت ہو جبکہ ماقبل کے معارض ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں ہے کہ  
اسکا مخالف مذکور ہو اور زیادت ثعلبی مقبول ہے اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ مقبول کیجا کہ زیادت علم کی اس  
حدیث میں واللہ اعلم **ص** جب تک کہ تمام کہنے خطبہ کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کی ہوا کو دوسری بار امام  
آگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جامع نے سو سلم کے سائب بن یزید  
کہا کہ تھی اذان دن جسے کے اول اس کے جب امام ہم بیٹھا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر اور عمر کے سوجب  
خلافت ہوئی عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں یہ کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھنٹہ کہ نام او سکا زواتھا  
بازار میں اور بعض ملتون میں یہ کہ زیادہ کی حضرت عثمان غنی قیسری اذان اور قیسری اذان اس سے ہے کہ ایک فاقہ کو بھی اذان  
شمار کیا جو صیحا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمہ اذان صلوۃ یعنی درسیان و نون اذان کے نماز ہو جیسی  
ایک اذان اور ایک فاقہ ہے تو دفع ہو گیا اس سے وہ احترام جو دار کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد نماز نو سنتیں کہ وقت ہو تین کیونکہ یہ اذان حضرت کے وقت میں تھی اور وہ جو جوابے یا اسکا  
بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ حالت ہو کہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبہ کے بلا فصلی سے اور جابر روایت



عاجزی سے اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہر کوئی کہ عَوْنِ اَحْمَدَ وَلَا خَائِفًا یعنی نہیں بچا رہے ہوں اور نہ غائب کو  
یعنی اللہ تعالیٰ سننا جانتا موجود ہے اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے  
فطر میں جب بچنے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب بدلتے تھے بھیج کو دن عید فطر  
اور دن عید قربان بکھر کرتے تھے ساتھ کبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا بیٹھی نہ صبح ہو وقت اوسکا ابن عمر راوی ہر  
فعل صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہو گلا **ص** اور عید کی نماز کے پہلے نفل پڑھنے **ف** اور اکثر مشائخ  
اسکو مرویہ جانا ہے اور بھی روایت ہے صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ  
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید تو نہ نماز پڑھی بلکہ  
اور نہ بعد اوسکا اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یغنی معمول ہے اس بات پر عید گاہ  
میں ہوا عید کے اوکچہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن عباسؓ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ  
سو جب آئے اپنے گھر میں پڑھتے تھے دو تین **ص** اور جو شرطیں کہ جمع کے واسطے ہیں ہی شرطیں عید کی واسطے بھی ہیں  
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق میں اگر خطبہ عیدین میں سنت ہے اور نماز عید کی واجب ہے اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے  
اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ عید کی نماز سنت ہے ہر سال ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ امام محمد نے کہا کہ جب عیدین میں ایک میں  
جمع پڑھیں تو اول سنت ہے اور ثانی فرض ہے اور اسکا جواب ہوا ہے کہ سنہ سے مراد یہ ہے کہ حدیث سے جب انکنا ثابت ہوا ہے **ف**  
اور وجہ وجوب کی یہ کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیع اور وسیع سنت ہوئی ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
حدیث اعرابی میں فرمایا جو وقت اوسنے چھپا کہ کیا مجھ پر لازم ہے سو ان پانچ نمازوں کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ نفل پڑھتے اور کہا  
مساجد پر کہ صحیح وجوب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر مشائخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوتا ہے  
اسی طرح وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہے ہر صورت قائل ہوا ساتھ وجوب نماز عید اور سنت خطبہ عید کے جمع ہوا مرجع  
**ص** اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک یا دو تیر کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ نواں ہو  
**آفتاب کا ف** کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا سو افق ایک تیر  
یا دو تیر کے اور سنن البودادہ اور ابن ماجہ میں ہے زید بن حیرت کہ امام کے نکلے عبد اللہ بن مسعود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ساتھ دیوے کو دن عید فطر یا عید اضحیٰ کے سو بڑا کہا انھوں نے امام کہ کہہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جائے تھے ہر اب تک نماز  
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا کہ آئے کچھ سوا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گاہی بیٹھے  
کہ انھوں نے کچھ جانے کو کل تو آپ حکم کیا لوگوں کو کہ انظار کریں اور جب جمع ہو جاوےں طواف عید گاہ کا وہاں کیا گیا روایت ابن  
میں اور دارقطنی میں کہ وہ سوائے تھے آخر دن میں اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی نے خلا میں  
اور روایت کیا طحاوی نے **ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَلَاحٍ ثَنَا شَيْخُ بَرْنِیْ ثَنَا شَيْخُ بَرْنِیْ** عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ  
**ثَنَا شَيْخُ بَرْنِیْ** عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر  
**ثَنَا شَيْخُ بَرْنِیْ** عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر  
**ثَنَا شَيْخُ بَرْنِیْ** عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی یاسر







تھے ساتھ اس کے ایضا ابو موسیٰ ثواب کوئی کئے کہ مروی ہے ابو ہریرہ اور ابن عباس جو مخالف ہوں اس کے جواباً و سکا یہ ہو کہ سعد بن  
 بنکیر نے عبد اللہ بن مسعود اور جرجہ ہونے انہیں عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غویہ نہیں نہ بلکہ عبد اللہ بن مسعود اور بدری  
 نہیں میں نے خلافت بن مسعود اور ابن عباس سے جو مروی ہے نہ منف ابن ابی شیبہ کہ کہیں کہیں انہیں نے عید میں تیرہ گیس میں سات  
 پہلی رکعت میں اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ تکبیریں سات اول رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں  
 معارض ہوا اس کے بعد روایت کیا اس نے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انہیں نے دن عید کو تکبیریں کھین تکبیریں پانچ اول  
 رکعت میں اور چار دوسری میں اور یہ روایت کی در میان دونوں فرقوں کے اور روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا  
 ابوعبید کہ کیا منیر نے مانا اس کے تو باقی رہا انرا ابن مسعود کا سالہ معارض سے اور اوستی حجت پکڑی ہمارے علماء ان نے واللہ اعلم  
 اور خطبہ بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے کہ کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرم کر کے یا اے نبی کے  
 من خطبہ پڑھا آپ نے کلمہ پہلے پڑھے آپ کچھ پڑھے ہو پڑھا اور کہا نووی نے خلافت میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
 کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبہ پڑھے دو عید میں اور فاصل کے اسے انہیں ایک جلسہ کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہوا وہ خطبہ  
 پڑھنے میں کچھ فرقہ اس میں قیاس ہے جسے پڑھا اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ کر کے خطبہ کا  
 اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی تو فضا لکھے اور اگر عید کی نماز کسی نے پڑھی پہلے روز نہ پڑھی گئی  
 دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن پڑھی جاوے اور دلیل اس کی اور گزری ص اور عید اضحیٰ کے احکام عید فطر کے موقوف  
 مگر یہ قربان میں مستحب ہے کہ جب نماز نہ پڑھی جاوے کھانا نہ کھاوے اور نماز کے قبل کھانا نہ کھادے نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے  
 روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن جبران نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اس کو عبد اللہ بن بریدہ انھوں نے  
 اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہیں کھاتے تھے دن  
 بقرعید کے یہاں تک کہ ٹوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اس کو یحییٰ بن القطان نے اپنی  
 کتاب میں اور دارقطنی کی زیادہ کو صحیح کیا ص اور عید اضحیٰ میں تکبیر چار کے راستے میں کوف اور بیان اس کا لو کہ  
 ص اور خطبہ میں تکبیرات تشریف اور قربانی کے احکام بتلاوے اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو تیسرے  
 نماز درست ہو اور بعد اس کے نہیں اور عرفے کے دن واقفوں کی مشابہت کے واسطے یعنی اون لوگوں کی جو حج میں کھڑے ہوئے ہیں  
 اور وقوف کرتے ہیں حج ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہو کہ اس سے ثواب ہو اس واسطے کہ ایک مکان خاص جس کو عرفات کہتے ہیں  
 اس میں حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض اور موجب ثواب ہے اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور تکبیرات تشریف کی لغوی اللہ اکبر  
 اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر  
 پڑھا جاوے شکر تیسرے پر ف مانا جاسیگا اس میں اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریف کی وجاہت میں بہت بھٹوں لکھا ہو کہ واجب ہیں  
 اور بھٹوں نے سنت اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے  
 دن عرفے سے نماز عصر تک انہیں تک لائق تشریف سے اور روایت کیا صحیح میں نے نا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلمہ ان  
 عن ابراہیم النخعی عن علی بن ابی طالب اس ہند سے مثل اس کے اور مذہب امام صاحب کا یہ ہے کہ فجر عرفے سے شروع کرے

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اولیٰ یہ ہے جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا ابوالخضر عن  
 ابی زید عن ابی اسود قال کان عبد اللہ یکتب من صلوٰۃ الخیر یوم عرفۃ الی صلوٰۃ العصر من یوم الخیر  
 یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر الخ یعنی تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ  
 تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفہ کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر الخ یعنی کہ روایت کیا حاکم نے  
 علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہ ادا ہوئے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے حج فرائض کے لیس اللہ اکبر الخ  
 اور تھے موت پڑھے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفہ کے نماز صبح سے ابتر تک کہ تھے اوسکو نماز عصر کا خیر ایام شریف میں  
 اور حج کیا اوسکو حاکم نے اور کماذہبی کہ یہ حدیث وہی ہے گویا موضع ذکر کیونکہ عبد الرحمن بن ہشام اور سکی حدیثیں اوسکی منکر ہیں اور  
 سعید ابی سکی ہناد میں اگر سبک کر دے تو وہ ضعیف ہے اور اگر دوسری تو مجہول ہے اور اخراج کیا دوسرے ہیتمی نے اور ضعیف کیا اوسکی  
 ص اور اس عورت پر جس نے مرد کے ساتھ اقتدائی اور اس سفر پر جو عظیم کائنات میں ہے ایام شریف کے آخر روز کو حضرت ابراہیم  
 اور عتدی کہتے شریف کی کرکڑ کے لڑکے کا نام کر کے **ف** کیونکہ یہ متابعت امام کی اندر نماز کے واجب ہے اور باہر نماز کے واجب نہیں

### باب خوف کی نماز کے بیان میں

جس وقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اس وقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرنے اور دوسرے گروہ کے ساتھ  
 ایک کھت پڑھے اگر مسافر ہو اور دو کھتیں اگر مقیم ہو تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرا گروہ جو دشمن کی طرف تھا اوس  
 اور پڑھے اوسکے ساتھ امام جو باقی ہو جائیں اور سلام پھیر دے امام اکیلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آئے اور  
 تمام کرے نماز کو بغیر قرائت کے پھر دوسرا آئے اور وہ ساتھ قرائت کے نماز تمام کریں اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی **ف**  
 اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے اخراج کیا اوسکا ابو داؤد اور اس میں بھی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگوں نے  
 بسبب ابو سعید کے کہ نہیں بنا انھوں نے اپنے باب ابن مسعود اور ضعیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابوالہمام  
 نے فتح القدیر میں **ص** اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو کھتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک کھت اور  
 اگر زیادہ ہو تو خوف کے گھوڑے سے اتر کر سکین تو اکیسے اکیسے سوار نماز پڑھیں اور کعبہ اور سجدہ اٹھائے سے کریں اور اگر  
 قبلہ کی طرف نہ ہونے سکین تو جس طرف چاہیں ہونہ کریں اور باطل کرنا ہی نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا **ف** اسکا  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جنگ خندق پر قضا ہوئیں تھیں اور اگر اسی میں نماز پڑھنا درست ہوتا تو قیون نہ کرتے آپ

### باب جاننے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ فوج کے پہلو اوسکے واسطے ہو کہ ہونہ قبلہ کی طرف کیا جائے وہ اپنی کراٹ سے اور کلمہ شہادت کا کھلا لیا  
 اور جب لٹا اختیار ہو **ف** اور اول موافق سنت کے ہو اور جب لیتے ہیں سانی ہو اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مینے میں تو پوچھا حال ہر ابن مسعود کا سو کا صحت کی وفات کی بلوڑ میں صحبت  
 ایک کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو کہہ دینا ہونہ میرا طرف قبلہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پوچھا وہ صحت کا خود بہت  
 اور لیکن یہ بات کہ اسی کوٹ پر لیتے تو ممکن ہے ہر استدلال اس پر صحیح میں ہے اور ابن عساکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم



یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گئے نبی کبرون میں سپید تھے محل کے اور محل نام ایک مقام کا ہو ملک میں گئے ہو  
 اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو اصحاب صحابہ نے حضرت عائشہ سے لیکن اوس حدیث میں یہ بھی مذکور  
 کہ تھا اون کبرون میں تھا اور نہ عامر تو اگر یہ کہا جاوے کہ اسے خارج ہو اور وہ بھی کفن میں لازم ہو جیسا کہ امام مالک نے تو چار  
 کبرون میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہو کیونکہ بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشۃ فی کہ کفن رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فقالک فی ثلثۃ انا ابی قیس و لادار و لفاۃ یعنی پوچھا حضرت ابو بکر نے حضرت عائشہ  
 رضی اللہ عنہا کہ کتنے کبرون میں کفن دیئے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کبرون میں کرتا اور زرار اور لفاۃ اور  
 یضیف ہو بسبب صاحب بن عبد اللہ کو فی کے اور ضیف کیا اسکو سنائی ہے اور اگر ہو کہ اون لوگوں میں سے جنکی حدیث کے معنی  
 تو بھی حدیث حضرت عائشہ کی معانی سے ہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام سہارک ابو حنیفہ سے عن محمد بن ابی سلیمان  
 عن ابراہیم التیمی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلاثۃ تسمیۃ و قیس یعنی آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے دیئے گئے ایک جو کہ تین میں اور کہ تین میں مرسل ہو ورسا اگر جہاں نزدیک حجت ہو لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت  
 پر کس طرح سے ہوگی مانا اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قیس کی موی جو نہ طریقوں تو معارض ہوگی حدیث حضرت عائشہ کے اور ان  
 طریقوں میں دو طریقے بیان کیے اور تیسرے طریقہ وہ جو روایت کیا عبدالرزاق نے حسن احمدی مرسل اور چوتھا طریقہ وہ جو روایت  
 کیا ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ کفن دیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کبرون میں اوس کرتے ہیں جس میں انتقال کیا  
 اور ایک جو کہ عراقی میں اور بحرین ایک شہر کا ہے یہ ضعیف ہے بسبب زید بن ابی رباح اوس کے لیکن ترجیح شاید اس طرح  
 ہو کہ کفن کے مرد عورت سے زیادہ جانتے ہیں ورنہ میں تمام میں شک ہو کیونکہ ہماری ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیئے گئے اوس  
 قیس میں جس میں انتقال کیا پھر اوپر اس طرح سے کفن کیا یا جاوے گا واللہ اعلم بہ ورنہ یعنی جو حدیث ہے عرفین و کبرون کا نام  
 ازار اور جاوے اور ہمارے نزدیک عامہ نہیں لیکن اچھا یا نا اسکو بعض لوگوں نے کہہ کر دی ہے ان عمر سے کہ وہ عمار باندھتے تھے  
 مرنے کا اور سب کفن میں یہ ہو کہ سفید ہو کہ مر دیکھا اسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہو عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ  
 حالت حیات میں اوسکو درست تھا اور جاوے کہ قریب بلوغ کے ہو کہ بوجہ اسی طرح ترک کی بھی حکم بالغ اویا بالغہ میں ہو اور واپس  
 کفایت ہن کیونکہ کہا حضرت ابو بکر نے کہ نظر کر دیکھو کبرون میں سو وہ جاوے کہ اوکفن دو مجھوا وسمین کیونکہ زندہ سے کوزیادہ احتیاج  
 نئے کپڑے کی طرف متوجہ سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں اس میں کفایت ہو کیونکہ زینت لباس اور حجب امور دنیاوی کی  
 تاجیات ہو اور جب حیات فی قصہ انفکاک کیا تو اسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہو اور روایت کیا عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ  
 عنہا سے کہ کہا ابو بکر نے اپنے دونوں کبرون میں جن بنائے تھے کہ وہو اوکلو اوکفن دو مجھوا تو میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا  
 ذخیرہ کر میں ہم تمہارے واسطے کیا کپڑا کیا کہ نہیں زندہ زیادہ محتاج ہو طرف نئے کپڑے کے کہ اس سے اور صحیح بخاری میں مروی ہے  
 ابو بکر سے خلاف اوسکے معارض ہو اسکے جو ذکر کیا ہے نصف عبدالرزاق سے اور سند عبدالرزاق کی کچھ کم نہیں سند بخاری سے  
 بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہو اور سند اوکی یہ ہونا مقرر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالک الخوص اور  
 عورت کیواسطے یہاں ازار اور دھنی اور لفاۃ اور سینہ بند جس سے اسکے پستان باندھے جاوے سنت ہو اور اسکے واسطے

یعنی جن کبرون میں

اور اگر جہاں نزدیک حجت ہو لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت

اور لڑو غاف اور دانی بھی کنایت **وف** اور کفن منت کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون جو تون کج  
 جنہوں نے اونکی بی بی کو کفن دیا تھا بائج کبیر صلاؤں تھے ایسا ہی ہو کر عین بیان کیا اسکو ام علیہ نے اور جنہوں نے کہا کہ  
 کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن کا لغت ہو گا اوستہ کہ تھی بن ادن جو تون عین جنہوں نے کفن دیا تھا ام کلثوم بی بی آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اسکو لزار تھی پھر پیرا بن پھر دانی پھر جادو پھر لکڑی رکبہ اور باگیا  
 روایت کیا اسکو ابو داؤد اور حسن کہا اسکو نو دنی اور کہا سندری کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور عارض ہوا اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے  
 سندوفین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ جو کسو غسل دیا تھا ام علیہ  
 او ایک سندوفی وجود موجود لالت کنی جو مضبوط قول مندی کے وہ جو روایت کیا ابن ابی نے بسند صحیح ام علیہ سے کہ کہ  
 داخل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے تھے اونی بی بی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے غسل دے اوکو تین  
 بائنج بار ساتھ بانی ادبیری کی بی بی اور اخیرا بن کافور کر بن موجب فراغت ہو جاوین خبر دین جو کسو موجب فارغ ہوئے ہم خبر دے  
 جئے آپ کو تو جیسکی طرف تھاکہ ایک لزار اور کہا کہ پنھا دو یہ اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدر میں **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 تبا جسکے اوپر لزار تیرہ سو گواہوں نے پٹھا کر کے اور لزار کو پہلے بائج سے لپیٹے تبا ہنی طرف سے لپیٹے تبا بعد اوسکے لقا ہم  
 اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیرا بن چادوین اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پیرا بن کر اوپر کھینچو  
 تبا اوسکے اوپر دانی اور اوسکے اوپر لقا لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جائیگا اور ہو تو اسکو باندھ دیو **وف** اور  
 کفن کنایت ہے بھی کہ کرنا کر وہ ہر گرفت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کہ اب بن الارث کہا کہ پھر  
 منے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تو بعضے انہیں سے ایسے ہو جنہوں نے کچھ اجلا ادا  
 کر دیئے انہیں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور جوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب چاہتے تھے سراؤ نکال کھل جائے  
 تھے پڑائے اور جب پیر کو بند کرنے کے کھل جاتا تھا سراؤ نکال تو کہہ کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چپاؤ سراؤ نکال اور فریق  
 گالس اور آخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بہت ہی کہ میں دیکھتا ہوں کہ میت تین بار خوشبو دے  
 خوشبو دکن کو مرنے کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سند اوسکی صبح ہی اور بعد اوسکے اور پیرا بن پیرا بن کیونکہ **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 کی غرض کنایت بہت ہی اگر بعض پچھلین سب کے فے سے ساقط ہوگی اور اگر کہیں نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے **وف** اوس  
 جگہ پر وہ تین ثابت کرنا ضرور ہیں ایک سیکہ نماز فرض ہی دوسری سیکہ فرض کھانیہ ہو تو دلیل فرضیت کی یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
**وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اَنْ صَلَّوْا تِلْكَ سَلَامًا** یعنی پڑھ نماز اوپر کیونکہ نماز تمہاری ہی محمد آرام ہی اوکے واسطے اور دلیل دوسری  
 یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سر پر خود نماز نہیں پڑھی اوکھا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں  
 نہ ترک کرتے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو تو نماز غائب پر درست نہیں  
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجابی نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت دیکھا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگر پتہ تھیں

صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن کا لغت ہو گا اوستہ کہ تھی بن ادن جو تون عین جنہوں نے کفن دیا تھا ام کلثوم بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اسکو لزار تھی پھر پیرا بن پھر دانی پھر جادو پھر لکڑی رکبہ اور باگیا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور حسن کہا اسکو نو دنی اور کہا سندری کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور عارض ہوا اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے سندوفین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ جو کسو غسل دیا تھا ام علیہ او ایک سندوفی وجود موجود لالت کنی جو مضبوط قول مندی کے وہ جو روایت کیا ابن ابی نے بسند صحیح ام علیہ سے کہ کہ داخل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے تھے اونی بی بی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے غسل دے اوکو تین بائنج بار ساتھ بانی ادبیری کی بی بی اور اخیرا بن کافور کر بن موجب فراغت ہو جاوین خبر دین جو کسو موجب فارغ ہوئے ہم خبر دے جئے آپ کو تو جیسکی طرف تھاکہ ایک لزار اور کہا کہ پنھا دو یہ اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدر میں **صلی اللہ علیہ وسلم** تبا جسکے اوپر لزار تیرہ سو گواہوں نے پٹھا کر کے اور لزار کو پہلے بائج سے لپیٹے تبا ہنی طرف سے لپیٹے تبا بعد اوسکے لقا ہم اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیرا بن چادوین اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پیرا بن کر اوپر کھینچو تبا اوسکے اوپر دانی اور اوسکے اوپر لقا لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جائیگا اور ہو تو اسکو باندھ دیو **وف** اور کفن کنایت ہے بھی کہ کرنا کر وہ ہر گرفت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کہ اب بن الارث کہا کہ پھر منے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تو بعضے انہیں سے ایسے ہو جنہوں نے کچھ اجلا ادا کر دیئے انہیں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور جوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب چاہتے تھے سراؤ نکال کھل جائے تھے پڑائے اور جب پیر کو بند کرنے کے کھل جاتا تھا سراؤ نکال تو کہہ کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چپاؤ سراؤ نکال اور فریق گالس اور آخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بہت ہی کہ میں دیکھتا ہوں کہ میت تین بار خوشبو دے خوشبو دکن کو مرنے کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سند اوسکی صبح ہی اور بعد اوسکے اور پیرا بن پیرا بن کیونکہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کی غرض کنایت بہت ہی اگر بعض پچھلین سب کے فے سے ساقط ہوگی اور اگر کہیں نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے **وف** اوس جگہ پر وہ تین ثابت کرنا ضرور ہیں ایک سیکہ نماز فرض ہی دوسری سیکہ فرض کھانیہ ہو تو دلیل فرضیت کی یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اَنْ صَلَّوْا تِلْكَ سَلَامًا** یعنی پڑھ نماز اوپر کیونکہ نماز تمہاری ہی محمد آرام ہی اوکے واسطے اور دلیل دوسری یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سر پر خود نماز نہیں پڑھی اوکھا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں نہ ترک کرتے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو تو نماز غائب پر درست نہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجابی نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت دیکھا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگر پتہ تھیں







مسند میں ابن عمر سے مثل روایت ابن عباس کہ کورز یا دیکھا کہ اور بخلا حازمی نے کتاب التناسخ والنسخ میں ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر کئے تھے اہل بدر پر سات کبیرین اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نازکہ بھی تھی اور کوا اپنے کبیرین کبیرین تھیں اور میں ہاں یہاں تک کہ کئے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالحد ثابت ہوا کہ صحیح جائز کبیرین میں اور ایسا ہی بیان کیا اور کوا شافع عظام فی اللہ سبحانہ اعلیٰ وعلیہ وسلم استوار شروع کرنا ساتھ درود اور ثناء کے سنت دعا کی یہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہما کہ سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہہ مارا کہ تیری اور نہیں مدد دے گی آخرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ تنالی اللہ تعالیٰ پر سو کہما کہ جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اور کوا کہما کہ جبے مارے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثناء کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر مارے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اور کوا ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں **ص** اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوس میں نور یا مان ہو تو کوا ہونا سینے کے پاس شمار ہو طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوتا اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے کہ اوسکا کہ یہی سنت ہے لیکن اوسکی اسناد میں کلام ہے **ص** اور ترمذی نے کہا اوسے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلکا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مرد کے اجازت لیکے غیر کو اجازت دیت ہے اور اگر ولی کے سوا دوسرے نماز پڑھ لی دلی کو اختیار ہے کہ نماز کو وہ بہرہ اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دو ہر اور جو مرد بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ پڑے کہ نہ ہو یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکولین جہان اور اکرم نے اور کوا کیا اوس سے اور اخراج کیا ملک نے موطا میں بھی بخون **ص** اور سواری پر نماز جنازہ درست نہیں **ف** اور ترمذی نے اوسکو مقضی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں ہوجہ نہ ہونے ارکان نماز کے اور استسکان نہیں جائز ہے کیونکہ اوس میں کبیر تحریر ہو جو ہے **ص** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مرد کو رکھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو اوس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجہی واسطے اوسکے اور ایک باب میں فلا تفتی لہ فی اوصالہ مولى نو اسکا اوسکی اسناد میں فقہ ہی لیکن اختلاف ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن عباس سے کہ وہ فقہ ہی اور جسے قبل اختلاف کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے قبل اختلاف کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن ابی اسلم اور وہ جو سلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد جاکر کی ایک اقدہ پر کہ اوس سے عموماً ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد ہوا اور وہ جمیع فقہی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مسجد میں اوسکی اسناد میں اسماعیل عقی مشوک ہے واللہ اعلم **ص** اور جو کوا پید ہوا اور مر گیا تو اگر وہ باہر ہو تو نماز نہ کرکھا جائے اور غسل نہ کیا جائے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے جب مرد کو کوا نماز پڑھی ہو تو اگر وہ نماز پڑھا ہو کوا نماز پڑھنے اور واسطے غیور میں سلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اوسکو ماہم نے سفیان بن عیینہ نے ابو اسیر

صحیح مسلم الترمذی

صحیح مسلم الترمذی

ملاحظہ فرمائیے  
کے منہ میں جیسا  
ہندو ہی سالم  
ہیں اور  
بعض احباب  
ہوں اور مردہ  
بیش سے غلط  
ایکسے پکارنا  
جنازہ نہیں

اسی مسئلے اور صحیح کیا اوسکو اور جاہل سے مروی ہر مرفوعہ کہ اگر کافر نہیں نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوکا کوئی وارث ہوگا یہاں تک کہ روکا اخراج کیا اوسکا تہذیبی اور ابن بلجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حکم اور ابن حبان نے کہا تہذیبی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہے اور وہ جو معارضہ کیا ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا تہذیبی نے حدیث منیہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور وہی جاوے گی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ سفرت کے ساتھ ہو کہ منع اس مقام میں مقدمہ اثبات ہے اور اگر ایک کافر قیدی ہو اگر اپنے باب کے ساتھ قیدی ہو اور کوئی اونہیں مسلمان نہیں اور نہ وہ خود مائل تھا نماز اوسپر پڑھی جاوے گی اور اگر کوئی اونہیں مسلمان نہ تھا تو نماز اوسپر پڑھی جاوے گی اور اگر اکیلا قیدی ہو تو اوسپر نماز پڑھی جاوے گی یا وہ اگر کافر مسلمان ہو لیکن اوسکو غسل تہی اور اوسکا کوئی باب بھی مسلمان نہ ہو تو بھی نماز پڑھی جاوے گی اور اگر ایک کافر اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دے جو جس طرح جسے خبر پڑی ہو فی جاتی ہیں یعنی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور اپنی طرف سے شروعت کرے اور ایک کپڑے میں اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو اوس میں ڈال دے **ف** روایت کیا ابن سعد طبقات میں **أَحْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو** قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ **إِذَا مَاتَ بَشَرٌ مِنْكُمْ فَأَمْسِكُوا ذِيئِهِ فَإِذَا هَبَّ رُوحُهُ فَاسْبِغُوهُ بِمَاءٍ مِنْ مَاءِ بَيْتِهِ أَوْ مِنْ مَاءِ بَلَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاءٌ مِنْ ذَلِكَ فَمِنْ سَائِلٍ** **و** **وَجَسَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَقْفِرُ لَهُ أَيَّامًا وَلَا يَحُجُّ مِنْ بَيْتِهِ حَتَّى يَنْزَلَ عَلَيْهِ جَبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِخُذْهَا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَقْفِرُوا لِلشُّرَكَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ** فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جب خبر کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے رونے پھر کہا واسطے میرا چاؤ غسل دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کیا سینا ایسا ہی اور یا میں پھر فرمایا کہ چاؤ غسل کرے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے ان کے کئی دن تک اور نہ کھلے گھر سے یہاں تک کہ اگر خبر نبیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے نہیں باہر واسطے نبی کے اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین ہر شکر کو کہ واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ شکر کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہو تو نہیں پڑتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی روایت کیا ابو داؤد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جنازے اور دن جسے کے اوپر غسل سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسنے اور تہذیبی نے مرفوعہ کہ غسل میت کو غسل کرے اور چاؤ چھپا اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو تہذیبی نے اور ضعیف کیا اوسکو جو ہونے اور اس باب میں فی حدیث صحیح فارغ نہیں ہوئی ان محمول تجلج پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً بعد غسل میت کے غسل ستم ہو اور اس طرح وضو بعد اور صحیح **ص** اور سنت ہر جنازے کے اوٹھانے میں چار آدمی اس طرح ہر کہ اوسکے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے اپنے اپنے کاندھے پر کہیں نہ اوسکو دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے بائیں کاندھے پر کہیں اور چار آدمی چلیں اور دوڑیں نہیں **ف** اور یہ تہذیبی نے کی وارد ہوئی جو سنت صحابہ و تابعین سے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے مصنف میں علی رضی اللہ عنہ کہ اگر کچھ پیٹھا بن کر کو ایک جنازہ میں کہ وہاں ٹھہرایا تھا چاروں کو تو جسے نہایت اور روایت کیا

اوغنی دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو باک ساتھ جنازہ کے تو کپڑے چاروں کو نہ تنگ کیونکہ یہ سنت ہے اور  
 کیا امام محمد نے اوغنی سے کہہ کر انھوں نے سنت کی ہے یا نہ کہ اوٹھ کر جانے کو چاروں کو فتنے کے اور خارج کیا ہوگا  
 ابن ماجہ اور لفظ اوسکا یہ کہ جو اوٹھا وہ کچھ تو کپڑے چاروں کو نہ تنگ کی اور امام شافعی کے نزدیک گناہ خفرون  
 کی جڑ پر کے اور چھ کا شخص سننے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن مسعود بقیع میں  
 اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف اور مروی ہے یہ بھی بہت صحابہ لیکن جواب اوسکا یہ کہ اس وقت ہجوم تھا مالک کا احادیث  
 جنازہ اس طرح پڑھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر نزار فرشتے جنازہ میں حاضر ہوتے تھے یا کوئی اور سب ہوگا اور علی بن  
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبداللہ بن مسعود کہ کہ پوچھا میں نے حضرت علیؓ علیہ السلام سے کہ کس طرح  
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ گنبد سے اور جنب ایک قسم کی دوڑ کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور کمال اصحاب ستہ والوں نے کہ فرمایا  
 حضرت علیؓ علیہ السلام نے جلدی کر کے ساتھ جنازہ کے تو اگر مردہ نیک ہو تو تم جلدی لیے جاتے ہو اور سکون کی کی کے اور اگر بکر  
 تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھوں کے اپنے **ص** قیل جنازہ کے جانے کے بیٹھا کر وہ ہر **و** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا  
 کہ اوسے اعراض اور غافل ہے اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گزرے تو کمر اٹھو اور بعضوں نے کہا کہ اگر  
 ہو کہ اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کیا حضرت علیؓ نے کہ تھے سوال علیؓ علیہ السلام کرتے ہو کہ کھڑے ہونے کا ساتھ جنازہ کے  
 پھر بیٹھنے کے بعد اوسکے اور حکم کیا ہو بیٹھنے کے پھر روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازہ کے پیچھے چلنا  
 مستحب ہے **و** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازہ کے  
 چلتے تھے اور حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ وغیرہ سے لگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام  
 سوار چلے پیچھے جنازہ کے اور پیدل جس طرف چاہا اور لڑکا نماز پڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اوسکو اصحاب بنی اور ترمذی  
 نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلو گے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور اپنے اوسکے اور بائیں اوسکے اور روایت کیا  
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہ نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے جنازے کے **ص** قیل  
 اور حدیث بناو **و** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمدؐ ہمارے واسطے ہے اور شوق واسطے غیر ہمارے کے ہے روایت کیا  
 اوسکو ترمذی ابن عباسؓ اور اسناد میں اوسکی عبداللہ بن عمرؓ کہ اوسنے کہ اوسمین گفتگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے انس  
 بن مالک سے کہ جہاں انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے بیٹھتے میں دو شخص ایک محمد بن ابی بکرؓ اور ایک انس بن ابی  
 نوکما بیٹھنے کے جو پہلے آویگا اوسے قبر بنو انجین کے تو پہلے آیا ہمارے والا محمدؐ کا اور محمدؐ بنی لگی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور محمدؐ کی وصیت کی سند واسطے اپنے مرض موت میں **ص** اور مروی کہ محمدؐ میں جو قبر سے قبل کی طرف قرب کر کے  
**و** اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہؓ براہیم بنی سے اور ابو داؤدؓ مرسل میں کہ کہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قبر میں قبل کی طرف اور زمین کھینچ گئے کھینچ کر لینی مٹی زمین کی گئے اور امام شافعی کے نزدیک مثل چاہیہا ہے یہ  
 کہ کہا جاوے کہ خندق قبر کے کہ ہو سہرہ کا مثال میں دونوں قدح کی قبر سے بہر داخل کیا جاوے سر کا قبر میں اولاد کی لکھو  
 اور زمین پر اوسکے تمام اوسکے سر کے بہر داخل کیے جاوے بہر اوسکے اور اندر کیے جاوے اسی طرح اور یہی ہے جو خود صحابہ



نزعی یا باجا تو جبر غسل واجب ہو جیسے جنب اور عائض اور نفس یا الذکا ہی تو وہ شہید نہیں اور جب تک تیر چہرے قتل نہیں کیا بلکہ  
 ہماری چہرے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا مشرکین یا لٹنے والوں نے مارا ہو یا مقتول جس چہرے چائے  
 مار میں شہید ہو **ف** اور جب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرنا باجا ویکھا اور صاحبین کے نزدیک نہیں بلکہ امام صاحب  
 کی یہ روایت کیا ابن جبان اور حاکم نے عبد اللہ بن سیر سے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور  
 تحقیق کہ قتل کیا گیا خطلہ بن علم ثقفی صاحب تمھارا غسل دیتے ہیں اوسکو مارا تو پوچھا صحابیوں نے اوکلی ہو سکتا تھا کہ کھلے تھے  
 وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک اور فرمایا آپ نے کہ سو اسطے غسل دیتے ہیں اوسکو مارا تو کہہا کہ اس نے فصیح ہو اور شرط مسلم  
 اور جوئی کا ذکر نہیں کیا اور نام اوکلی ہوئی کا جلیلہ بنت ابی سلول ہیں تھیں عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے  
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جائے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب دینے یہ بیان کی ہے کہ شہدا ائمہ کے سب ہتھیار سے  
 نہیں مارے گئے تھے اور پھر سیکو غسل نہیں دیا گیا **و** اور جو ظلم سے مارا جائے بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید نہیں اور  
 جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو میدان میں نزعی  
 نپایا بلکہ اوسکی ننگ بھوٹی ہوئی یا بانی تو وہ شہید نہیں تو اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکینہ نہیں مار ڈالا تو اگر وہ ہے  
 مارا ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو ہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور  
 جو چیزیں کمرے سے خارج نہیں جیسے پوستیں اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہیدے اور تار لیا وینگے اور اگر کفن میں سے  
 کوئی چیز کمرے سے تو زیادہ کریں اور جو زیادہ ہو تو کم کریں اور اوسکو غسل نہ دیں اور نماز پڑھیں اور خون بھرا ہوا فحش دیا جاوے  
**ف** کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں  
 ان لوگوں پر دفن کرو انکو ساتھ زخون افٹکے کے اور خون کے اور یہ سترزم ہی عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں پڑے گا  
 اور غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا بخاری اور صحاح میں لیث بن سعد انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد الرحمن  
 بن حبیب سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں آجہ اور فرماتے تھے کہ لو ان  
 زیادہ ہو حافظ قرآن کا تو جب بتلا کوئی کسیکو اوسکو لگے کرتے محمد بن اور کہتے میں گواہ ہوں انہیں قیامت سے سو حکم کیا آپ نے  
 انکے دفن کا خون میں اور نہیں غسل دیا انکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور نہیں نماز پڑھی یا وہی کہا انسانی نے نہیں جانتا ہوں  
 کہ متابعت کی ہو لیث کی کہ میں نے اس سنا اور زہری نے نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد و حاکم سے  
 کہ لگا ایک شخص تیر سینے میں باطن میں جو مگر کیا اور لگا گیا اسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور سنا وہی صحیح ہو اور روایت کیا انسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو انکو افٹکے خون میں کیونکہ میں نے کوئی  
 زخم نہ لگا ہوا اسکی راہ میں مگر اویگا دفن قیامت کے دن لگا اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک پیر  
 نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تلوار چھو کرنے والی ہو اسلئے لگنا ہونگے اور بغض فقہانے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا  
 اور انبیاء ہی پر صحیح ابن خبان بن ابی شیبہ صحیح بخاری میں ہے حاکم سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتل یوں کہ  
 اور جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور

شہداء کے قواب عارض ہوئی حدیث جامعہ کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی سمجھے کہ یہ سب تو جو ابواب و سکا یہ ہر ایک علیہ السلام کے بعد  
 سے ہیں اور سہولت انکے مانند مرفوع ہے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب فوت ہوگا اور سب دوسری حدیث مرفوعہ تو جو حجت ہوگی اور  
 وہ یہ ہے جو روایت کیا حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی پیش نہیں مئی تھی  
 بسبب کثرت شہداء کے پھر کھڑے ہوئے لوگ قتال سے سوکھا ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے اونکو فلاں نے درخت کے نیچے تباہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور وہ پکار کے سوکھ رہا ہوا ایک شخص انصار میں سے اور والا  
 اونپر ایک کبوتر پھرنے لگے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اونپر میری باتی شہید نہ ہوتے جاتے تھے اونپر نماز پہلو میں حضرت حمزہ  
 اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اصرار کیا آپ نے کہ حمزہ نماز  
 شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک ان قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد او سکا اور نہیں نکالا او سکو شیعین نے لیکن یہنا میں اوکی  
 مفصل بن صدقہ ہے اور او سکو اگر ضعیف کیا بھی اور نسائی نے لیکن کہا ابوازی نے کہ تھے عطاء بن مسلم تو شیعہ کہتے تھے اونکی  
 اور احمد بن حنبل شاکر اونپر پوری سنا اور کہا ابن عدی نے نہیں دیکھتا ہوں میں ہاتھ او سکے کچھ حرج تو نہ کہ ہوگی حدیث دوسری  
 اور وہ حجت ہے اور شاکر نہیں اس میں کہ قوت کر گی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عطاء بن مسلم ثنا احمد بن حنبل  
 ثنا عطاء بن الشائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال قال كان النساء يوم اُخذ خلعاً للمسلمين يمان بك  
 کہما فوضع حمزة في المني صلى الله عليه وسلم وخرج رجل من الانصار فوضع الى جنبه فصل عليه فرفع  
 الانصار ي و نزلوا حمزة في شجرة يا خرو فوضع الى جنب حمزة فصل عليه فرفع و نزلوا حمزة فصل عليه  
 يوم عيذ سبعين صلوات على حمزة بن ابي طالب من ان احد کے پیچھے مسلمانوں کے یہاں تک کہ اباس رکھے گئے حمزہ واسطے نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصار میں سے اور کہا انکے پہلو میں ہونا نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اوپر اوٹھ پڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور اونکا گیا وہ شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور کہا پہلو میں حمزہ کے اور نماز پڑھی آپ نے  
 اوپر اوٹھ گیا اور رکھے ہے حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اونپر نماز شر بار اور یہ بھی درج ہے کہ انہوں نے عطاء بن الشائب  
 اگرچہ آخر عمر میں حفظ اونکا ہو گیا لیکن جن لوگوں نے اونسے اول عمر میں روایت کیا تو وہ صحیح ہے اور میں جانتا ہوں کہ عداد  
 بن جلد نے اونسے قبل تفسیر کے سنا کیونکہ عداد بن زید نے قنات ہوا ہو کہ قبل تفسیر کے سنا اور وفات اونکی حلقے کے بعد پاس برس کے ہوئی  
 اور عداد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل عداد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن کہ منوکی  
 اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدوں احمد سے یہاں تک کہ کہا پھر گئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے حرکت کو اونکے کبیر کی اونپر دس باروں کا کیا مانند اور روایت کور یہ بھی درج ہے کہ نہیری و دوسرے تیکہ سب ضعیف ہوتیں تب بھی  
 حامل اون حدیثوں کا حسن ہو جاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہو کہ علاوہ اسکے کہا واقدی نے نمازی میں حدیثی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
 عن عطاء بن ابی جحاکم اور ذکر کیا اس حدیث کو تو رفع ہو گیا او سکا اور روایت کیا مولی بن ربیع بن قیس شکر سے  
 کہا کہ تمہارے اوس لشکر میں کہ بھیجا تھا او سکو ابو کبیر صدیق نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایک اور فلسطین کی طرف مورخہ کر گیا مدینہ  
 اور کہا کہ قتل کیے گئے و غیر مسلمانوں میں سے ایک تو تیس آدمی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاص اور اوں لوگوں نے جو انکے ساتھ تھے

حدیث

عطاء بن الشائب

اور تھے اور وقت ساتھ عرفہ کے نو ہزار مسلمان اور دوسرے کہ نماز واسطے ظاہر کر کے کراہت کے ہو اور وہ شہید میں بھی ہو اور  
 اور ایک اور عائشہ اور جناب اور فہما کو غسل دیا جاوے اور دلیل اسکی گندری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 غسل دیتے ہیں خطہ کو ملا کر اور ایک کو اس واسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوئی شہداء ائمہ کے حق میں غسل کے لئے کیونکہ وہ  
 معصوم تھے بخلاف ان کے کہ اس کا گناہ نہیں ہو تو ان کے حکم میں ہو گا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا اور قاتل  
 اس کا معلوم نہیں رہا ہر یک قتل اس کا لوہے یا بڑی لاشی یا چھوٹی لاشی سے ہوا ہو غسل اس کو دینے اگر ایسے موضع میں  
 جہاں دیت اور فساد لازم آتی ہو جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہو اور اگر شرک یا سجدہ جاسع میں پڑا ہو تو اگر معلوم  
 کہ وہ سے قتل ہوا ہو غسل نہ دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر وہ سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے امام صاحب  
 نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی لاشی سے قتل ہوا ہو سب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی  
 گرس قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص معرکہ میں خمی ہو بعد اسکے سو یا کچھ کھایا یا پیایا اس کا علاج کیا جائیے گا نہ کیا  
 یا کھنکھانے کا قطر یا کچھ صیت کی غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان صیغہ تون ہی لام سمعہ کے نزدیک نقطہ صیت سے غسل دینے کو اگر  
 یا قاتل والا ملا گیا ہو تو غسل دینے کو نماز نہیں پڑھینگے اور کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی باغیوں پر ایسی ہی ہوئی

### باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں قرص اور نعل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک پہلے میں کہا ہے کہ درست نہیں اور اوکی کتابوں میں لکھا ہے  
 کہ درست ہے جب توجہ ہو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر مومنہ کی طرف دروازہ کے اور وہ کھلا ہو اور چوکت بھی برابر اوست کی  
 بالان کی کوئی نہ ہو تو نہیں جائز ہو گا اور یہی ہوا کی کتابوں میں کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گرایا جاوے تو نماز اس کے باہر اوست کی  
 مؤخر کر کے درست ہو اور اس کے اندر جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے ستر ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اس پر جسے حج و قفا  
 اور پہلے نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ میں  
 اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملوک اور بندہ کر لیا اس کو پھر ہے تھوڑی دیر او سمین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا میں نے بلال سے جس وقت  
 نکلے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دو ستون بائیں طرف اور ایک اہنی طرف اور تین چیمے اپنے ہر نماز فرمائی  
 تو تمنا مانے کعبہ کا اوس ان چہ ستون پر انتہی اور یہ دفن تہم کے کا تھا جبکہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے  
 ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اسکے معارض ہے اس کے جو کالائون و فوسق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 داخل ہوئے کعبہ میں اور او سمین چہ ستون سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر  
 کیہ نکاح اثبات مقدم ہے ہر نفی پر اور بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰۃ سے اوس جگہ مراد دعا ہی غلط ہے کیونکہ خود بخاری میں ہے کہ  
 ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں وہ کہتے ہیں آخر تک لیکن  
 معارض ہے اس کے جو صحیحین میں ہے قول ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھنا اونسے کہ کتنی کو تین پڑھیں پھر قیاس صورت میں  
 جمع اس طبع پر ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں ان پھر کے سونہیں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر  
 دوسرے روز نماز پڑھی اور یہ صحیح ہے اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر سے کہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ



سیر ابن عباس کو اول روز پر واللہ اعلم **ص** کہے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہو اگرچہ مقتدی کی بیٹ امام کی بیٹی کی طرف  
 مگر جسکی بیٹ امام کے مونس کی طرف ہوگی اور کسی نماز درست ہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کہنے کے اور نماز پڑھنا مکروہ اور  
 تقطیع کے واسطے اور ہر مین ہر کشفی کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ کہنے کے نزدیک اس سے ہلکا نام ہو اور  
 ہمارے نزدیک کہہ ایک صلہ ہو اور ہوا آسمان تک نہ بنا کیونکہ نقل اسکا ہو سکتا ہو اور دلیل اس پر ہوگی اگر بہار پر کوئی شخص  
 نماز پڑھے تو وہ کہے سے اونچا ہو تو اس صحت میں جب عمارت کا نام ہو تو نماز نہ جائز ہو اور مکروہ ہو اس واسطے کہ وہ مین تک  
 تقطیع ہو اور وارد ہوئی ہو مین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ سنن میں حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ مین کہ نہیں جائز ہو نماز ان مین بیٹ خاص کہ کہنے کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی  
 یہ حدیث ساتھ ابوصالح کا تب اللیث کے لیکن توشیح کی اور کسی جماعت نے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہو  
 کہ مکروہ ہو اور نماز کامل نہیں ہوتی **ص** اور اونکی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی سترنگ کے کٹر اگر کیوسے تو درست ہو اور بغیر اسکے  
 جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے اقد کیا کہنے کے اگر حلقہ باندھ کے تو درست ہو اگر کوئی ان مین سے اگر اپنے امام سے  
 زیادہ کہے کی طرف نزدیک ہو مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی ایک گز کے تو اس صحت میں اگر وہ شخص اس طرف ہو چلے  
 امام ہو تو نماز اسکی درست ہوگی اور اگر او طرف مین ہو تو درست ہوگی جاتا پاسیہ کہ کہنے کی چار جانب مین چار دیوار کے حساب سے  
 تو ہر شخص کہ اس طرف کھڑا ہے جس طرف امام ہو تو وہ شخص حقیقت کہ کہنے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہو تو امام پر لگے ہو جاوے گا  
 دوسرے طرف کھڑے ہو والوں کیونکہ وہ جو شخص کہ ان مین امام سے زیادہ کہے کے نزدیک ہو وہ امام کے آگے نہیں ہو کر فقط

ابوصالح کا تب اللیث

## کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ جائزی اور سونا اور سوا غم اور تجارت کے مالوں مین اگر حاجت مہمل سے زائد ہو اور نصاب کے موافق ہوں اور قیصر  
 مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو دو مین بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہر **ف** زکوٰۃ فرض ہے  
 کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَتُوا الزَّكَاةَ** یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالوں اپنے کی اور اس پر جماع ہوتی کا اور واجب ہونے سے مراد اس  
 مقام میں فرض ہونا ہو اور شرط آزاد ہونے کی اس واسطے ہر کمال مالک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہو اور غلام کی کچھ مالکہ نہیں ہو اور  
 بلوغ اور عقل کو بیان کیے گئے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہو اور عبادت کا فرض نہیں ہوتا اور نصاب بھی ضروری ہے اس واسطے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کیا بخاری مسلم ابوسعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہو کر  
 بائیس وسق سے کم ہو کر زکوٰۃ اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہو اور صاع چار مد کا اور مد ایک سطل اور سطل چار ہوتا ہو اور فرمایا کہ نہیں  
 ہو کر مین بائیس او قیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰۃ اور او قیہ چالیس درم کا ہوتا ہو تو بائیس او قیہ کے دو سو درم ہو تو اس مالک مین  
 قریب چالیس روپے کے ہوتے مین اور فرمایا کہ نہیں ہو بائیس اون سو سے کم مین زکوٰۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے قید ہو کہ روایت کیا  
 مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال ان مین چھ زکوٰۃ نو سپر بیان کیے گئے کہ اگر وہ  
 او سپر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد نے حاکم بن عمر رضی اللہ عنہما اور عمارت اعمش سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا حضرت نے  
 جب ہوں تیرے واسطے دو سو درم اور او سپر گز جائے ایک سال تو ان مین بائیس درم مین او سپر چار کے بیان کیا کہ نہیں ہو کسی

حارث الاعور

ماہر بن عمرو







کریون میں سے جس بکریان ہلاک ہو جاوین یا چھ لاونٹ سے ایک لاونٹ بعد سال کے تو بائیس کریون پر اور بائیس اونٹ پر ایک بکری باقی رہیگی اسی طرح اگر بائیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاوین جابر کو حق میں صرف کریں اور گیارہ کو چھتیس میں لگاؤں متصل ہو تو چھتیس لاونٹ رہ جائیگے اور ان میں ایک بنت خمس لازم آوے گی اور اگر بائیس اونٹ سے بیس ہلاک ہوئے تو چار حق میں صرف کیے جاویں گے اور گیارہ اوس نصاب میں جو حق کے قریب ہو اور بائیس اوس نصاب میں جو اوٹھ نصاب سے قریب ہو یہاں تک کہ بیس لاونٹ میں جابر بکریان باقی رہ جاوے گی اور جو چھتیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جائیگی تو تین بکریان لازم آوے گی اور جو بیس ہلاک ہوں دس رہ جائیگی تو دو بکریان لازم آوے گی اور جو چھتیس ہلاک ہو جاوین بائیس رہ جائیگی تو ایک بکری لازم آوے گی مگر ان تک کہ نصاب سے نہ رہیگا اور جانا چاہیے کہ لینا خرچ کا امام کو پہنچتا ہو اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوۃ سواٹھ اور زکوۃ مالون تجارت کی سب امام لایو گیا تو اگر باغیوں نے خرچ لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جاوے گا کیونکہ خرچ حق لڑنے والوں کا ہو اور وہ کا فروغ لڑنے ہیں اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں سے دوبارہ نہ لیا جاوے گا اور اگر انھوں نے اوسے صرفوں میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوۃ دیوں اور اسی پر فتویٰ ہو چکا ہے کہ زکوۃ کے نزدیک لوگوں کو بھروسہ لازم نہیں اور بضوآن نزدیک اگر انکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ لوٹنے سے ساقط ہو جائیگا اور شیخ ابو منصور ترمذی اسکو قبول نہیں کیا **ف** اور باقی تفصیل اسکی اصل میں لکھی ہے جسے اس جگہ نظر اس بات کے کے عوام فہم تھا کر کیا **ص** اور جو لڑکا تعقیب ہو تو اوسکے مال سے جزیہ نہ لیا جاوے گا اور عورت تعقیب کے مال سے نکلنے کے مردوں کے لیا جاوے گا جتنا چاہیے کہ تعقیب بنو تغلب کے کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمرؓ نے اوس سے جزیہ طلب کیا اور انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ و نادیونینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے تیر جو تم چاہو اپنے پیمانہ کے اسکا لقب اونسے زکوۃ کے دینے پر صلح ہو گئی اوکے لڑکوں سے نہیں لیا جاوے گا اور عورتوں سے لیا جاوے گا اور جو صاحب نصاب کا ہے اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدنا اور بھی اوسکو کئی نصابوں کی زکوۃ کا دیدنا درست ہو شکا اوسکے پاس دس درم اور اوسنے کئی نصابوں کی زکوۃ اوس سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوس سے بھی کافی ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہیں اور وہ بیشتر کئی نصابوں کی زکوۃ دے تو درست نہیں **ف** پہلے سال سے زکوۃ دیدینا ہوا سطلے درست ہو کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عمر بن العاصؓ کے پوچھا عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوۃ جلدی دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے مساعت کے طرف نیکی کے تو لڑن دیا آپ نے اُنکو **ص** نصاب سونے کا بیشقال ہے اور چاندی کا دوسری درم کہ ہر دس مسات مثقال کے ہوں اور اس میں نون کو وزن سب سے کہتے ہیں تو ایک ماہ آھا اور پانچواں حصہ مثقال کا ہو گیا تو دس مسات مثقال کے ہوں اور مثقال میں قیرا کا ہوتا ہے اور درم چودہ قیرا کا اور قیرا پانچ جو کا ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کم بائیس اوقیہ سے چاندی میں زکوۃ اور ذکر کیا اور پہننے اس حدیث کو اور نو قیچا لیس درم کا ہوتا ہے تو بائیس اوقیہ کے دوسری درم ہوئے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی حضرت علیؓ سے اور اوس سے کہ کہ نالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درم سے ایک درم اور نہیں ہے ایک سونے میں کچھ اور جب دوسری ہوں تو اوس میں پانچ درم اور روایت کیا از غطفی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبلؓ کو جب سے جاوے گا تو لوگوں کی طرف سے کہ لیوے

ازہم بن اسماعیل بن عبد بن شیبہ

ہر جالیس دینار سے ایک دینار اور ہر دوسو درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہو ساتھ عبداللہ بن شیبہ کے اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر مین دینار سے آدھا دینار اور چالیس دینار سے ایک دینار اور ضعیف ہو ساتھ ابراہیم بن اسماعیل بن محمد کے اور دینار ایک شقال کا ہوتا ہی اور روایت کیا ابو جہر بن زنجویہ نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیبہ انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے مین ہر دوسو درہم کم مین کچھ اور نہ مین شقال سے کم ہونے مین کچھ اور دوسو مین پانچ درہم مین اور مین شقال مین آدھا شقال ہی اور اسناد او کا ضعیف ہی اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ مین اور انسائی نے دیات مین عمرو بن خرم سے اور او مین ہی کہ فرمایا آپ نے ہوا مین مین ایک دینار ہی اور یہ حدیث ثابت ہی اور کہا ابن الامام نے وھو حدیث کاشا قنی ثبوتہ علی ما قد متنا کہ یعنی یہ وہ حدیث ہی کہ نہیں شک ہی او مین جیسا او پر پہنچے او سکویا کہ اصل سونا یا چاندی مین سکہ دار اور معمول ہو یا دلا ہو چالیس ان حصہ زکوۃ مین واجب ہوتا ہی تو گزیر چاندی یا سونے کا جو گزیر زکوۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک مین واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی حد روایت کیا ابو داؤد اور انسائی نے کہ ایک عورت آنی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس او اسکے ساتھ او سکی بیٹی تھی اور اس کے ماتھ مین دو انگلیں تھے ہونے ہونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے او سکی بیٹی سے کیا ادا کر تی ہو زکوۃ او سکی کہ نہیں کہ گناہ مین ہی کہ جو کہ گناہ مین او سکی دو انگلیں دن قیاس کے ال کے گناہ مین کا اوتار او کو اسنے اور پہنچا کہ یا حضرت کے سنے اور کہا کہ یہ دونوں واسطے اللہ کے اور رسول کے مین کہا ابو الحسن نے سنو کہ ابو صحیح ہی اور کہا منذ ہی مفسر مین کہ نہیں ہو گناہ او سکی اسناد مین او مین ترمذی مین ہی ابن ابیہ کہ کہا کہ آئین دو عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا او مین حدیث کو اور او مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر زکوۃ او سکی اور وہ ضعیف کیا او سکوترہ مین ہی کہ کہہ کہ نہ مین صحیح ہی اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ملا ہی کہ اس طریقے سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہی اور نہ خطا ہی کہ منذ ہی کہ شاید قصد کیا اسنے اوں دو طریقوں کو جو ذکر کیا ہو تو کو اور طریقہ ابو داؤد کا نہیں ہی او مین اور کہا ابن القطن نے بعد صحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی ہی اس حدیث کو اس واسطے کہ نزدیک او سکے او مین ضعیف مین ابن ابیہ اور ثنی بن الصباح اور روایت کیا ابو داؤد نے عبداللہ بن شداد سے کہ کہ وہ اہل بچہ ہم حضرت عائشہ سے کہ کہ وہ اہل بچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دیکھ مین بیکر ماتھ مین بڑی بڑی انگلیاں چاندی کی سو فرمایا کیا ہی بڑی عائشہ سو کہا مین بنام مین لوگوں کو زکوۃ مین کہ اوں مین واسطے تمہارے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ادا کر تی ہو زکوۃ تو کوئی کہ نہیں فرمایا کہ وہ کافی ہی کہ جو آگ کے لیے اور روایت کیا ابو سکوام کہ او صحیح کیا او سکوا ضعیف کیا او سکوا دارقطنی نے سطح کہ محمد بن عطاء جہول ہی ہو چکا گیا او کا بھیقی اور ابن القطن نے کہ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ کو گون مین اور مین کہ او کی اسناد اپنے دادا کی طرف منسوب ہو اس واسطے دارقطنی نے او سکوا جہول جانا ہو یہ ثابت کی او سکی عداحت نے اور بیان کیا او مین مین اور بیان کیا او سکوا شیخ نے کہ او سکے محمد بن ادریس راوی ہی اور وہ ابو جاتہم راوی مین امام جرج او قیدیل کے اور روایت کیا ابو داؤد ام سلمہ سے کہ کہہ کہ مین پہننے تھی اوضاع سونے سے اور اوضاع ایک قسم زیور کی ہی سو کہا مینے کہ ای رسول اللہ کیا کتر ہی فرمایا کہ جو پہنچے میان تک کہ او کی جاکو زکوۃ او سکی اور زکوۃ او سکی ہی جاکو تو وہ کتر نہیں ہو اور کتر سے

ابن ابیہ

ابن ابیہ

ابن ابیہ

محدثین  
ابن عجلان  
محدثین  
محدثین

مراد یہ ہے کہ روکنا چاندی اور سونے کا اور زکوٰۃ دینا اس کی گناہ ہے اور خرچ کیا اس کا حکم ہے مستدرک میں مہین ہائے  
انھوں نے ثابت کیا ہے اسی سانسے اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری اور لفظ اس کا یہ ہے کہ جب ادا کی جاوے زکوٰۃ اس کی توبہ  
کے نہیں ہو لیکن کہا یہ بھی ہے نہ منفرد ہو اساتھ اسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تصبیح نے یہ کچھ ضرر نہیں کر لیا کہ باور عجلان  
روایت کیا اوسے بخاری اور توشیح کی اوس کی ابن عیینہ اور وہ جو کہا عبد الحق نے کہ نہیں حجت پر لڑی جاوے گی ساتھ اس کے  
قول ہے ضعیف نہیں کہا کیسینہ اور انکار کیا اوپر شیخ تقی الدین ابن دقیق احمد اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن ماجہ  
اسناد میں کہا ابن جابر کہ بتا ہوا حدیث کو اور نسبت کرنا ہوا ان کی طرف ثقاہ کے کہا صاحب تصبیح نے یہ وہم ابن الجوزی  
قیح ہے اس واسطے کہ محمد بن ماجہ کذاب وہ اور ہے اور یہ جو روایت کرتا ہے ثابت بن عجلان فقہیہ ہاشمی ہے روایت کیا اوس سے  
مسلم نے توشیح کی اوس کی احمد اور ابن عیینہ اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابو داؤد  
میں توشیح کی اوس کی ابن عیینہ نے اور روایت کیا اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے صاحب انھوں نے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے نہیں ہے زیور میں کو کہ کہا یہ بھی نے باطل ہے نہیں ہے اصل اوس کی اور ذکر کیا اوس کو شوکانی نے موضوع عایشہ  
اور یہ مروی ہے صاحب کا قول اور جاتا کہ مروی ہیں ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اس کے سووہ و قوف ہیں اور معارض ہیں او  
اور آثار روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسیٰ شمری کو کہ زکوٰۃ دیوین عورتیں اپنے زیورون کی روایت کیا اوس کو  
ابن ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے کہ زیور میں زکوٰۃ ہے روایت کیا اوس کو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طرف  
بیوی سالم کے کہ کالے زکوٰۃ اپنی بیٹیوں کے زیورون کی روایت کیا اوس کو دارقطنی نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عطار  
اور ابراہیم اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد کہ کہا انھوں نے وَفِي الْحُلِيِّ زَكَاةٌ يَعْنِي زِيُورٍ مِنْ كَوْتِهِ يَزِيدُ  
بھی روایت کیا عطار اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ زیور میں زکوٰۃ ہے اور بہت سے آئے اس باب میں  
اور وہ جو روایت کیا مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ نہی ان کی انھوں نے زیور میں زکوٰۃ معارض ہے اوس کے جواب پر گدرا تو صحیح  
مذہب امام صاحب ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَوْنَهُ اَتَمُّ ص اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسواں حصہ دیا جاوے گا  
اور چالیسواں حصہ درہم سے کرینگے اگر اوس میں فقیروں کو نفع ہو کہ یادینا سے کرینگے اگر اوس میں زیادہ نفع ہو اور جب نصیب  
پانچواں حصہ بڑھاوے گا تو اوس میں بھی حساب زکوٰۃ واجب ہے کی جیسے دوسری درہم میں چالیس بڑھاوے تو ایک درہم اور زکوٰۃ  
میں پنا بڑھاوے گا و جانتی بڑھیں دو بڑھاوے گا اور اگر پانچویں حصے سے نصیب کم بڑھیں تو کچھ لازم نہیں آتا و  
صاحبین کے نزدیک جو دوسو بڑھاوے ہو تو زکوٰۃ اوس کے حساب واجب ہے کی چاہے پانچواں حصہ یعنی چالیس میں ہو پھر پانچواں  
یا نہون اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اولیٰ یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دوسو پھر زکوٰۃ اوس کی  
اوس کے حساب ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مسافرانِ التَّيْبَةِ صَلَّ اللّٰهُ  
عَلَيْهِمْ وَسَلِّمْ اَمْرًا اَنْ لَا يَأْخُذَ فِي الْكُسُوفِ شَيْئًا يَنْبَغِي حُكْمُ كَيْفَا اَوْ كُنُوْنِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کہ ذریعے کسور سے  
کچھ یعنی چالیس تک جو جمعین کسرات واقع ہیں ان میں زکوٰۃ دینی جاوے گی مثلاً دوسو پھر بیس میں تین تو پانچ درہم اور آواہا درہم اور  
اور دس میں تین تو پانچ درہم اور تیس میں تین تو تین حصے درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاذ سے اور



مثلاً

ضعیف ہے ساتھ سنہال بن خرم کے اور کہا عبدالحق نے احکام میں کہ روایت کیا ابو اویس نے عبد اللہ اور اسے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب اسے عمر بن خرم کے کہ نہیں ہے بلکہ میں صدقہ یہاں تک کہ پونچھ دوسو درہم کو اوسین پانچ میں اور ہر چالیس میں ایک ہوا زمین ہر چالیس میں کم میں صدقہ اور وہ کتاب بن خرم میں ہوا بیت سنانی اور ابن جہان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ میں چاندی پانچ دوہم میں اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس ایک ہم ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیثنا عبد اللہ بن سنان عن سلیمان عن عائشہ عن الحسن قال کتب عمر الی ابی موسیٰ الاشجری فما زاد علی المائتین ففی کل اربعین درہم ہما درہم یعنی لکھی حضرت عمرؓ نے طرف ابی موسیٰ اشجری کے اور لیکن جزا نہ ہو دو سو ہر چالیس میں ہم میں ایک درہم ہو اور ایک روایت میں ہے کہ لاؤ جو تمہارا حصہ سوین حصے کا یعنی چالیس سو ان حصہ ہر چالیس حصے سے ایک سو اور اگر درہم میں کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو اوس کا اعتبار ہو گا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ ملا ہو تو اس کو کئی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا بیس سال میں نقصان ہو جائے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس اوس سال میں نصاب یعنی بیس درہم نہ ہو تو پھر سال کے درمیان میں کم ہو گیا اور پھر آخر سال میں بیس درہم نہ رہ گئے زکوٰۃ وہی ہی واجب ہے کی اور سونا چاندی کی طرف ملا یا جاوے گا اور اسباب و فنون کی طرف ملا یا جاوے گا مثلاً اگر اس کے پاس دس دینار اور نوے درہم تھے قیمت اس کی دس دینارین زکوٰۃ امام صاحبؒ نے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبؒ نے نزدیک واجب ہوگی اور جب اس کے پاس دس دینار اور سو درہم تھے زکوٰۃ واجب ہوگی

## باب عاشتر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کو کہتے ہیں جس کو بادشاہ نے راگداز پر تاجروں کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی ماجر نے عاشتر سے کہہ کہ تمام سال میرے اوپر نہیں گذرے یا فرض میں فارغ نہیں ہوں یا سوا سوا تم کے اور مال میں کہا کہ شہر میں فقیر کو دیکھا ہے تو عاشتر اس کے قول کو بغیر قسم کے قبول کرے اور اگر کہے سوائم میں کہ فقیر کو نے دیکھا ہے تو اس کا قول سچ ہے بلکہ یہ کہ سوائم فقیر کو دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اس کو صرف میں اس کے صرف کیے اور اگر دینی کیا نہ زکوٰۃ اس سال کی میں دوسرے عاشتر کو نے دیکھا ہے کہ اگر وہ عاشتر اوس سال کا عاشتر تھا تو قول اس کا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشتر نہ پوچھا اور میں قول سلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے زعمی کا بھی اعتبار کیا جاوے گا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی میں کہے کہ یہ میری ام ولد ہو تو سچ جانا جاوے گا اور اوس کے کچھ نہ لیا جاوے گا اور مسلمان کے عاشتر چالیسواں حصہ لیوے اور زعمی سے بیسواں اور حربی سے چھواں اگر مال اس کا نصاب کو پہنچ جاوے اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کیا امام بیہقی نے حضرت عمرؓ سے کہتے ہیں کہ عاشتر نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ اسے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں جو تمام حصہ دس حصوں میں اور زکوٰۃ مال سے آدھا حصہ دس حصوں میں اور حربی کے مال سے دسواں حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے اور ابو یونس نے واللہ اعلم ص عاشتر کا کافر ہمارے تاجروں سے لیتے ہیں معلوم نہ ہو کہ اس کا معلوم ہو جاوے تو اتنا ہی ہم بھی اوتنے لیوینگے اگر کل مال نہ لیتے ہوں تو اگر کل مال یونین تو ہمارا عاشتر حربی سے کل مال لیوے گا اور اگر نصاب کے کم ہو تو اوتنے نہ لیا جاوے گا اگرچہ اوس نے اقرار کیا باقی نصاب کا لکھ میں ہو اور اگر کل مال حرب ہم لکھوئے کچھ نہیں لیتے تو ہم بھی اوتنے لیتے

یعنی اس کا زکوٰۃ  
کتنے میں بیس  
اسلام میں نہیں  
دینی کی ہو تو  
اوس کے عزیز و  
ملاواری سے  
مال سے لیتے  
مستحق زکوٰۃ  
۱۵۴  
وہ دینی ہی نہیں  
الکسنا ملاواری  
نہ لکھ

اور اگر حربی سے عشر لے لیا اور پھر قبل سال گزرنے کے پھر عاشر پاس سے گزرا اگر دار الحرب سے آیا ہو تو اس سے دوبارہ سو امان لیا جاوے گا اور اگر کوٹ کے اپنے وطن جاتا ہو تو نہ لیا جاوے گا اور جو حرمی شرب لیکے گزے تو بیسوان حصہ لیا جاوے گا اور سو دین کچھ نہ لیا جاوے گا فقط شراب یا سو کو یا دونوں کو بچا کر یا امام ابو حنیفہ کا مذہب ہو اور شافعی کے نزدیک کسید کا بیسوان حصہ نہ لیا جاوے گا اور نزدیک امام زفر کے دونوں کا لیا جاوے گا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونوں کو لیکے گزے تو دونوں کا بیسوان حصہ لیا جاوے گا اور اگر فقط شرب لیکے گزے تو شرب کا بیسوان حصہ لیا جاوے گا اور اگر فقط سو کو لے لیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص مال یا بیسوان حصہ سے گزر جائے تو کچھ نہ لے گا اور مال سے عاشر کچھ ہو سو کو یا مال اس کے پاس امانت ہو مگر یہ کہ مال ضمانت میں اگر او کا حصہ کو پہنچے تو اس کے حصے کو اپنی پس لیا جاوے گا اور اگر کوئی غلام یا دونوں گزرے تو اگر قرضہ ہو تو کچھ نہ لے گا اور اگر قرضہ نہ ہو تو اگر مالی اس کا حصہ سے ساتھ ہو تو لے گا اور اگر ساتھ نہ ہو تو نہ لے گا

### باب رکاز کے بیان میں

رکاز اس مال کو کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہو و خزانہ رکھا جاتا ہو کان سمنے کی اور شل اس کے زمین خراجی یا عسیری میں ہو یا پانچواں حصہ واجب ہو تا ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہی اخراج کیا او کا صحاح ستہ والوں نے **ص** اور باقی سب بانے والوں کا ہی اگر لوٹن میں کا کوئی مال گنیں ہی اور اگر وہ زمین کی کسی ملک ہو تو باقی مال کو ہر اور اگر کسی کے گھر میں کچھ کھانا تو اس میں کچھ واجب نہیں ہوتا اور اگر اپنی زمین میں پایا تو اس میں ایک وایت میں کچھ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہی اور نو تین اور عشر اور فیروز کے میں اگر پہاڑ پر طین تو زکوۃ اور فیروزین **ف** اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خمس فی النجی یعنی نہیں ہی پانچواں حصہ پتھر میں اور یہ حدیث ہر مسلمین ہی اور اس لفظ سے نہیں ملی مان وایت کیا ابن ہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کاذ کوۃ فی حجۃ یعنی نہیں زکوۃ پتھر میں و طریقوں سے اور دونوں ضعیف ہیں پہلا سبب عمر بن ابی عمر کلامی کے کہ اور دوسرا ساتھ محمد بن عبد اللہ عمری کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عمر سے کہ نہیں ہی موقی اور نہ زمرہ میں زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں اور ایسا ہی ہی عربی اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زکوۃ کی قسم سے خراب سے نکالی جاوے اس میں پانچواں حصہ اور اس واسطے کہ حضرت عمر نے لے لیا خمس عشر سے اور یہ حدیث بیامین ہی اور روایت کیا او سکوفاسم بن امام نے کہ لا مال میں لیکن اس کا ضعیف ہی علاوہ اس کے کہ شایع ابن امام حمہ سے کہ علی ان ثبوتہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کہ خمس **ف** اصلاً انتھی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہی ہوا مگر لیکن روایت کیا عبد اللہ الزاہری **ف** یساک بن الفضل عن عمر بن عبد العزیز انہ اخذ من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچواں حصہ و حسن بصری اور ابن شہاب زہری کہ انھوں نے عنبر اور موقی میں پانچواں حصہ ہی اور روایت کیا شافعی ابن عباس ان ابن اہنیر بن سعد کان عاملاً یعدن سأل ابن عباس عن العنبر فقال لو کان فیہ شیء فاکم خمس یعنی پوچھا ابن عباس سے کہ اگر ہوا اس میں کچھ تو پانچواں حصہ ہی اور اس سے شک معلوم ہوتی ہو و دلیل تاری یہ ہی جو روایت کیا ابو حنیفہ کتاب الاموال میں ابو شافعی نے بھی ثمال ابن ابی معمر عن داؤد بن عبد الرحمن المطار سمعت عمر بن دینار یحدث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی العنبر خمس

مال کو کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہو و خزانہ رکھا جاتا ہو کان سمنے کی اور شل اس کے زمین خراجی یا عسیری میں ہو یا پانچواں حصہ واجب ہو تا ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہی اخراج کیا او کا صحاح ستہ والوں نے **ص** اور باقی سب بانے والوں کا ہی اگر لوٹن میں کا کوئی مال گنیں ہی اور اگر وہ زمین کی کسی ملک ہو تو باقی مال کو ہر اور اگر کسی کے گھر میں کچھ کھانا تو اس میں کچھ واجب نہیں ہوتا اور اگر اپنی زمین میں پایا تو اس میں ایک وایت میں کچھ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہی اور نو تین اور عشر اور فیروز کے میں اگر پہاڑ پر طین تو زکوۃ اور فیروزین **ف** اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خمس فی النجی یعنی نہیں ہی پانچواں حصہ پتھر میں اور یہ حدیث ہر مسلمین ہی اور اس لفظ سے نہیں ملی مان وایت کیا ابن ہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کاذ کوۃ فی حجۃ یعنی نہیں زکوۃ پتھر میں و طریقوں سے اور دونوں ضعیف ہیں پہلا سبب عمر بن ابی عمر کلامی کے کہ اور دوسرا ساتھ محمد بن عبد اللہ عمری کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عمر سے کہ نہیں ہی موقی اور نہ زمرہ میں زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں اور ایسا ہی ہی عربی اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زکوۃ کی قسم سے خراب سے نکالی جاوے اس میں پانچواں حصہ اور اس واسطے کہ حضرت عمر نے لے لیا خمس عشر سے اور یہ حدیث بیامین ہی اور روایت کیا او سکوفاسم بن امام نے کہ لا مال میں لیکن اس کا ضعیف ہی علاوہ اس کے کہ شایع ابن امام حمہ سے کہ علی ان ثبوتہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کہ خمس **ف** اصلاً انتھی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہی ہوا مگر لیکن روایت کیا عبد اللہ الزاہری **ف** یساک بن الفضل عن عمر بن عبد العزیز انہ اخذ من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچواں حصہ و حسن بصری اور ابن شہاب زہری کہ انھوں نے عنبر اور موقی میں پانچواں حصہ ہی اور روایت کیا شافعی ابن عباس ان ابن اہنیر بن سعد کان عاملاً یعدن سأل ابن عباس عن العنبر فقال لو کان فیہ شیء فاکم خمس یعنی پوچھا ابن عباس سے کہ اگر ہوا اس میں کچھ تو پانچواں حصہ ہی اور اس سے شک معلوم ہوتی ہو و دلیل تاری یہ ہی جو روایت کیا ابو حنیفہ کتاب الاموال میں ابو شافعی نے بھی ثمال ابن ابی معمر عن داؤد بن عبد الرحمن المطار سمعت عمر بن دینار یحدث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی العنبر خمس

محمد بن عبد اللہ عمری  
عمر بن ابی عمر کلامی



اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے اور ضعیف کہا اور سکوا اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اور سنہ  
**حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ**  
**عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعَشْرَ**  
 یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسواں حصہ اور یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور اسی لازم ہے تمسک کرنا  
 اور اسناد اور اسکا صحیح ہو اور روایت کیا ابن ماجہ ابو سیار رحمہما سے کہ کہا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے شہد سے  
 فرمایا کہ اگر عشر کو یعنی دسویں حصے کو سوکھا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے شہد سے سوکھا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 اور سکوا امام احمد اور ابو داؤد و طحاوی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسند میں کہا بھیجی نے کہ یہ صحیح ہے جو روایت کیا گیا  
 واجب ہے عشر میں اور وہ قطع ہو کہ ترمذی نے پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کو سوکھا کہ منقطع ہے سلیمان بن موسیٰ نے  
 نہیں پایا کسیکو صحابہ سے اور زمین پر صحیح شہد کی زکوۃ میں کچھ اور روایت کیا مثل اسکے طبرانی نے معجم میں اور فیصل بن  
 اسکی شیخ ابن السامی واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہے کہ ان سب احادیث سے زکوۃ شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ ایک  
 حدیث سے ثابت نہ ہو اور دوسرے حدیث عمر بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ صحیح ہے اسناد اور زمین پایا گیا ان میں  
 کوئی قطع **ص** اور شہد کو یعنی دسویں حصے میں یا جو چیز میں کہ برس بھر نہیں بہتیں صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہیں بلکہ امام احمد  
 نزدیک واجب ہے کہ مالک بن زید وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دینے کہ بادشاہ اور سکولیوے ایسا ہی لکھا ہے اسرار میں قاضی امام ابو زید بھی  
**ف** اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو اوپر گزری کہ جو اگلے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو او میں دسواں حصہ ہوا  
 اطلاق حدیث کا اٹھنے نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو جامع ترمذی میں ہے حدیث معاف سے کہ نہیں ہے سبزوئی نے  
 صدقہ اور کہا کہ نہیں ہے اسناد اور صحیح اور زمین پر صحیح ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب میں اور روایت کیا عالم  
 نے مضمون اور صحیح کیا اور سکوا غلطی کی اسنے اسناد میں اور سکویٰ حق بن یحییٰ متروک ہی ترک کیا اور سکوا احمد اور شافعی وغیرہ نے  
 اور اچھی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسیٰ بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ  
 لیا جاوے سبزوئی صدقہ اور مرسل ہے نزدیک حجت ہے **ص** اور لکڑی اور وغیرہ جیسے نکلے لگائے اس میں صدقہ واجب نہیں ہے  
 جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دولا بے پانی دیا جاوے تو او میں دسواں حصہ دیا جاوے گا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اس کے کٹنے  
 وغیرہ کی ضروری کالین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گزری **ص** اور جو زمین عشری تعلبی کی ہے او میں سے جو نکلے پھوٹا  
 حصہ لازم آوے گا اور مرد اور عورت سب ان کے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو یا اور سکوا مسلمان یا ذمی خریدیوے کیونکہ وہ ان  
 حصہ لازم آتا ہے ہر کوئی کو ہر کوئی پر اور سکوا دونوں لازم آوے گا اگرچہ مسلمان ہو یا جو زمین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے  
 نزدیک اگر مسلمان ہو جاوے تو دسواں حصہ لازم آوے گا اور عشری زمین کو ذمی نے خرید تو وہ خراج ہو جاوے گی اور اگر پھر اور سکوا مسلمان  
 نے لیا تو پھر عشری ہو جاوے گی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اسکے اسلام اور زمین اور وہ زمین کہ او سکوا صدقہ کے  
 ساتھ غلبہ کے لشکر میں یکا عشری ہے اور وہ زمین کہ او سکوا بعد غلبہ کے او میں کھار پرہنے دیا اور وہ زمین کہ او سکوا سکون  
 صلح پر خراج ہے **ص** اگر کسی زمین کو ذمی نے باغ بنایا یا خراج ہو جاوے گا اور اگر او سکوا مسلمان نے بنایا تو اگر او سکوا خراج کے

پانی سے سینچتا ہے تو خراجی ہے اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہے اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہے اور پانی اون نہروں کا جسکو عجمیوں نے کھودا ہے جیسے نہر بڑہ جزیر کی خراجی ہے اور سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہروں کا پانی عشری ہے اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہے اور قیروہ نطف کے چشمے میں اگر زمین عشری میں ہو تو کچھ نہیں اور اگر زمین خراجی میں ہو تو اگر گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہے تو خراج اور سین لازم ہو گا اور جو نہیں ہو سکتی تو لازم نہیں

باب مصارف زکوٰۃ کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ اصل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہر اثنائاً الصدقات للفقراء ابراہیم علیہ السلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب سلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافروں کے الفت دلانے کی نہیں اور اون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کر کے دل اپنے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ کہ حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا انکے پاس عیدینہ ابن حصین کہ یہ دین سچ ہے اسکی طرف سے توجہ کاجی چلے ہے ایمان لآؤ اور جب کاجی چکا کافر ہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں یعنی اب ہم کچھ کافروں کو واسطے ملائے کے مال غزوہ یثرب اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شجی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور جب خلیفہ ہوئے حضرت ابوبکر قطع کیا اسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہے اور ایک روایت میں حضرت عمر سے ہے کہ کہا انھوں نے یہ وہ چیز ہے کہ دیتے تھے تکویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین دل تمھارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم کو جو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے ہمارے درمیان میں تلوار ہے اور کیا حضرت ابوبکر نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کیسے صحابہ میں سے تو ثابت ہوا اتفاق صدقات زکوٰۃ کے ساتھ ہیں ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہ ہو دو سو مسکین جسکے پاس کچھ نہیں قریبے عامل صدقہ کا اسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاوے گا جو تھے سکا تب تو اسکی باز دلی میں مال زکوٰۃ سے مدد کی جاوے گی پانچویں قرضہ جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہیں چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب نہ ہونے خرچ کے رک گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک ف اس واسطے کہ کہیما ابوحنبل نے ایک اونٹ کو اپنے لہسکی راہ میں سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بٹھاؤ اس پر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وجہ حج کرنے والی ام مقل تھی ص ستاون مسافر کو اسکے پاس مال ہر یکین فضیل سفر میں لو سکے پاس موجود نہیں اور مالک نصاب کو درست ہے کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ہاں سب صدقات کو دیکو یا بعض کو دے اور ماخراحتی کے نزدیک واجب ہے کہ سب صدقات ہر صوف کرے اور ہر صوف میں ہر شخص کو دیکو ف اور دلیل یہ ہے کہ موافق ہمارے مذہب کے روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے عمر سے اور روایت کیا ابی ہریرہ سے ایک تحت میں اثنائاً الصدقات الخ انا عمران بن عیینہ عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ائما الصدقات للفقراء والمسلمین الا یہ قال فی آتی ضعف وضعته احناف کہ یعنی کہ حضرت عباس بن عباس نے جس قسم میں انیس سے زکوٰۃ کو دیکو کافی ہو جاوے گی مجھے اور کہا اسنے اخبرنا حیر بن اکیث عن عطاء عن عمر ائما الصدقات للفقراء والمسلمین الا یہ قال ائما ضعف اعطیت من هذا احناف عنک شئاً خص عن لک عن عطاء عن عمر ائما کان









زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقوٹ سے یا ایک صاع جو یا کھجور سے یا گلو خشک سے تو ہم ایسا ہی کاٹتے رہے یہاں تک کہ لے سادوین حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگوں سے منبر پر قوال کا کلام کہ جانتا ہوں کہ دو گدیوں شام سے برابر ہوں ایک صاع کھجور کے قوالاوسکو لوگوں نے اور میں ایسا ہی کاٹتا تھا جیسے کہ کاٹتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں مشہور ہیں ایک حدیث ثعلبیہ جو اوپر گزری اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے حسن انھوں نے ابن عباس سے کہ خطیبہ پڑھا انھوں نے اخیر رمضان میں ابھر میں ہو گا کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گدیوں سے آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے بھی ثقیب ہیں مگر حسن نے نہیں بیان عباس سے تو وہ مرسل ہے اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے اور روایت کیا ابو داؤد و مرسل میں معید بن لمیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی دو گدیوں سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کما متبع میں اسناد اوسکا صحیح و مانہ افتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہیں مگر کرتا ہوا مرسل سعید کے حجت ہیں اور نہایت ملول کیا اس مقام میں شیخ ابن المہام نے اوضیف کیا امام شافعی کی سبلیوں کو اس باب میں جسکا جی چاہے دیکھ لیں اور سچے بوجہ خوف تطویل کے ترک کیا

**ص** اور ہر صاع سے صاع عراقی ہو اور صاع عراقی چار میں کا ہوتا ہو اور میں چالیس تار کا ہوتا ہو اور استار ساڑھے چار مثقال تو اس سے میں ایک سو اتنی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک ہر صاع حجازی ہر **ف** اور دلیل اوکی یہ کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا صاع حجازی ہے چھوٹا ہو اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام میں ہوں روایت کیا ابن حبان اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے صاع حجازی سے اور ہمارا بڑا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے قلیل میں اور کہ میں اور کہو ساتھ ایک برکت کے دو کہ نہیں اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل ہو اور دلیل اوکی یہ کہ وہ لکھے ہیں میں اور دیکھا قریب چالیس آمیون انصار اور حجاز میں کی اولاد میں کہ صاع اونکا پانچ رطل کا تھا اور کچھ زیادہ اور کہا انھوں نے کہ یہی صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھوں نے ترک کیا سینے قول ابو حنیفہ روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور مروی ہے کہ شافعیہ کو کیا ان سے امام مالک نے اور حجت پکری ان صاعوں کے کہ لائے تھے اوسکو وہ لوگ سو جمع کیا ابو یوسف نے طرف ان کے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منہ کر کے تھے ساتھ کے برابر دو رطلوں کے غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلوں کے اور ایسا ہی فشر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ میں میں طریقوں میں روایت کیا اوسکو واقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو تو جابر سے بھی روایت کیا ان سے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ عمر بن موسیٰ اور یحییٰ صحیحین میں ہوا ورنہ او میں صاع اور مدکان ذکر نہیں اور اسی حدیث سے دلیل لے صاحب ہادی کہ کہا ایسا ہی تھا صاع عرض کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے بھی بن آدم سے کہا کہ سنائیے حسن بن صالح سے بقول صلوات اللہ علیہ انکناہ اوطال بینی کہتے تھے صاع عمر کا آٹھ رطل کا ہوتا ہو اوسکا شریک نے کہا کہ نہ تھا ساس سے اور کہ تھے آٹھ رطل سے اور روایت کیا مانہ اسکے موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہے **ص** اور اگر صدقہ فطر میں چھ گدیوں کے یا غیر اسکے گدیوں کو تسل سے ناپے درست ہو اور امام محمد نے نزدیک نہیں کیا کہ درست نہیں اور گدیوں کے یا مستحب نہ

۹  
 حنفیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 شافعیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 مالکیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 حنبلیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 حنفیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 شافعیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 مالکیہ میں صاع چار رطل کا ہے  
 حنبلیہ میں صاع چار رطل کا ہے

میں میں

جہاں کہ چیزوں کو گھوٹوں سے خریدتے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک زعمون کا دینا ہر جگہ مستحب ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہر ایک شخص پر جو خیرینے آزاد ہو سکے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب کوہ کا کہ زیادہ ہو حاجت اصلی سے تو سونے اور چاندی مال تجارت میں صدقہ واجب ہے اگرچہ مال پر رائے گزرے اور اگر سو ان مالوں کے ہو جیسے گھریلو رہنے کے لیے اور نہ تجارت کے لیے اور قیمت کو نصاب کو پہنچتی ہے فقہ فطر اس سے واجب کا اور زکوۃ واجب ہوگی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اگرچہ مالک نصاب کا ہو لیکن صدقہ پر قادر ہو اسکو صدقہ دینا واجب ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے صدقہ مگر مالدار سے روایت کیا اسکو امام احمد سند میں اور ذکر کیا اسکو بخاری تعلیقاً اور وہ جو دلیل لیتے ہیں امام شافعی ساتھ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ او ایک صاع گھوٹ سے ہر شخص سے بڑے ہوں یا چھوٹے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام امیر ہو یا فقیر لیکن ہر شخص پر تو پاک نہ رہا ہو اسکے مال کو اللہ تعالیٰ اور فقیر کو سو پھیر دیتا ہے اللہ او سپر اکثر اس سے جو دیتا ہے روایت کیا اسکو احمد نے اور ضعیف کیا اسکو ساتھ نعمان بن راشد اور جہالت ابن ابی صغیر کے اور بقدر حجت ہماری روایت کے مقابل ہوگا مترجم کہتا ہے کہ دلیل امام شافعی کی وہ ہے جو روایت کیا بخاری باسناد صحیح اور ہر جگہ کہ لکھا انھوں نے زکوۃ فطر کی او پر آزاد اور غلام اور مرد اور عورت چھوٹے اور بڑے فقیر یا مالدار کے ہو اور کہا ہے کہ بڑا چھوٹا جو کہ رفع کرتے تھے اسکو زہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن صاحب امام نے لکھا کہ یہ حدیث وقت اسکا صحیح ہے اور وقت اس مقام میں یا نذر من کے ہے **ص** حسب صدقہ فطر واجب صدقہ زکوۃ وہ محروم ہوگا اور زکوۃ او پر حرام ہے **ف** ہاں کہ نزدیک اس واسطے کہ وہ مالک نصاب کا ہی بخلاف امام شافعی کے **ص** صدقہ فطر نے اپنی جان کو واسطے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو مرد اور عورت ہر اور گداری یہ حدیث او پر **ص** اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو یا اپنے غلام لونڈی کی طرف سے جو خدمت کے واسطے ہیں اگرچہ مرد یا کافر یا ام ولد ہو **ف** مدبراوس غلام کو کہتے ہیں جسکو سولی نے یہ کہا ہو کہ بعد سیر کرنے کے تو آزاد ہو اور ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو کہ کافر غلام کی طرف سے بھی صدقہ کا واجب ہے اس واسطے کہ کافر غلام بھی مال ہے اور سب جو بے مذہب کا بھی مال ہے اور نہیں دخل ہے اور میں کافر اور اسلام کو اور دوسرے یکہ حدیث مطلق وارد نہیں ہے یہ قید اس میں مسلمان اور کافر کی اور کسی کے کہ روایت کیا واقطنی نے ابن عباس کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر علی کل صغیر وکبیر ذکر وَاُنْثٰی یھود وْجَنّی وَاَوْفَکَرّ اَنِی حَتّٰی اَوْفَلُوْا بِصَفْ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ یعنی صدقہ فطر کا ہر فقیر اور کبیر اور مرد اور عورت اور بچہ اور نصرانی آزاد یا غلام پر نصف صاع ہے گھوٹ سے اور ایک صاع تمر سے یا جو سے لیکن یہ نہایت ضعیف ہے بلکہ شامی اسکو موضوعات میں کہا شوکانی نے و زیادہ بھوکہ دیتی اَوْفَکَرّ اَنِی اَوْفَکَرّ اَنِی مَوْضُوْعَةٌ تَقْرَأُ بِهَا سَلَامُ الطَّوْلِیْلِ دَهْوًا مَّتَّوْکَ یعنی زیادتی یہودی اور نصرانی کی موضوع ہے ہر فقرہ کیا ساتھ اسکے سلام طویل راوی اور وہ متروک ہے اور کہا ابن الہمام نے بَلْ عَلٰی الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ قَبْلِ سَلَامِ الطَّوْلِیْلِ فَانَّهُ مَتَّوْکٌ مَّرْعِیٌّ بِالْمَوْضِعِ یعنی شامی کی یہ حدیث موضوعات میں بسبب سلام طویل کے اس واسطے کہ وہ متروک ہے نسبت کیا گیا ہر طرف بنا ہے حدیث کے اور یہ حدیث ضعیف ہے **ص** میں اور جو بھی روایت ہے یا میں ہے اور اسکا کہ نہیں نشان نہیں ملا **ص** اور اپنی جو روایت کی طرف سے اور بڑے لڑکے کی طرف سے

ابن ابی شیبہ  
نعمان بن راشد

لام  
طویل

صدقہ ندیوں اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک غصب کا یعنی غنی ہو بلکہ اس کے مال سے دیکو اور کتاب کی طرف سے اور اس غلام کی طرف سے جو تجارت کے واسطے ہو اور اس غلام کی طرف سے جو بھگنے والا ہو نہ دیکو مگر جب بعد بھگنے کے پھر آیا ہو تو اس کی طرف سے دیکو اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریک کے بیچ میں ہو وہین تو ان غلاموں کی طرف سے کسی شریک کے صدقہ واجب ہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دو نون پر واجب ہو اور اگر ایک کے اختیار سے بیچا گیا تو جب کا ہوا عبد الفطر کی صبح میں اس پر صدقہ لازم آدیکو **ف** یہ اختلاف اس صحت میں ہو کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کسیے نزدیک کسی پر صدقہ واجب ہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عبد الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہو یا پیدا ہوا عبد الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اس کے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ٹوٹنے سے واجب ہوتا ہو تو جو اسلام لا دیکو یا پیدا ہوگا رات کو جب تک اس پر واجب ہوگا نزدیک ائمہ اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاوے ہر نزدیک صدقہ اس کی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہو اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کیے نزدیک واجب ہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیکو تو درست ہو **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی یہ ابن عمر سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی علیہ وسلم صدقہ فطر کا یہاں تک کہ مال ہو تم سے دیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور تعب یہ صدقہ فطر کا جمع ہونے کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اس کی یہ کہ روایت کیا امام نے کتاب علوم الحدیث میں اس باب میں جبکی زیادت ساتھ ایک راوی منقول آتا ابوالباقاس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن ابی حمزہ الشافعی ثنا انصار بن حماد ثنا ابو معشر بن یافع عن ابن عمر قال قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج صدقہ الفطر عن کل صغیر ذکین یا عتید صاعاً من تمر أو صاعاً من زبيب أو صاعاً من شعیر یا صاعاً من قمح وکان یا من ثا آن نخرج بها قبل الصلوة وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسمها قبل ان یتصرف الی المصل یقول اعطوهم عن الطوائف فی هذا الیوم یعنی حکم کیا کہ ہر شخص سے صاع یا صدقہ وکم صدقہ فطر کا چھوٹے سے آڑے یا غلام ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو یا گیسوں اور حکم کرنے سے پہلے کہ کالین میں تھے تو قبل نہاد کہو تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرنے سے صدقہ کو قبل جانے کے طعن عید کا کہ او کہتے تھے کہ بے پروا کرو اور ان کو چھوٹے سے دیکو غنی کو بھالنے سے اور اگر غنی کے دینے میں تو اس کے فتنے سے بیز ہوئے صدقہ فطر کے واسطے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان پر جو کھانا

## کتاب الصوم

کھا اپنا جامع ترک کرنا فرض ہے آفتاب ڈھبنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے سلطان ماضی بالغ ہر اور اگر کسی اور کا فرض ہو اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جاوے تو قضاء بھی فرض ہو اور روزہ نذر اور کفائے کا واجب ہے اور اس کے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صیغ یہ کہ روزہ نذر اور کفائے کا بھی فرض ہے اور واجب ہے اور اس کا فرض نہیں اور نہ ہوتا کیا اس کو صدقہ الشرفیہ نے **ص** اور ہر مہینہ کھا ہو کہ روزہ رمضان کا فرض ہو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کتب علیکم الصوم یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اس کے فرض ہونے پر اجماع ہے تو اس واسطے انکار کرنے والا اس کا کفار ہے اور نذر کا بھی روزہ ایسا ہی واجب ہے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھو تم پر روزہ یعنی پوری کریں نذرین اپنی اور باقی تفصیل کی

اصل میں کہ روئے اور رمضان کے روزے روزہ کی نیت کرنا راستہ دوپہر کے قبل تک درست ہے اور دوپہر کو درست نہیں اور قدری میں ہرگز زوال تک درست ہے اور صحیح اول ہفت اور امام شافعی کے نزدیک نیت راستہ درست ہے اور دن جائز نہیں اور دلیل لائقہ میں ساتھ اس حدیث کے روایت کیا جسکو اصحاب بنی اربعہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہوا شخص کا جس نے نیت کی روزہ کی راستہ اور اختلاف کیا ہوا انھوں نے لفظ حدیث میں روایت ابن ماجہ میں ہے کہ نہیہ صیام ہے اسکا جس نے فرض کیا اسکو راستہ اور معنی لایا کہ میں اور اختلاف ہوا اسکے رفع اور وقف میں اور نہیں اہل بیت کیا اسکو مالک نے موطا میں مگر کلام ابن عمر اور حضرت عائشہ اور حفصہ سے اور اکثر اسکے وقف پر ہیں اور تحقیق رفع کیا اسکو عبد اللہ بن ابی بکر نے زہری سے پہنچا ہے کہ اسکو حفصہ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نیت ثابت کرے روزہ کو قبل فجر تو نہیں روزہ ہوا واسطے اور وقف کیا اسکو زہری سے حفصہ پر عمر اور زہری اور ابن عیینہ اور یونس امل نے اور عبد اللہ بن ابی بکر اور رفع زیادتی اور زیادتی فضلی مقبول ہے اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عائشہ سے اور اس میں لفظ بیعت کا ہے میں کہ سمعہ بن القیسام قبل الفجر فلاحیام کہ یعنی جو شخص کہ راستہ نہ سکے روزہ قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہوا واسطے اسکے کہ دارقطنی نے نقل کیا ساتھ اسکے عبد اللہ بن عیاض نے مفصل سے ساتھ اس ہنگام کے اور سبقتہ میں اور کہا یہی ہے کہ اسناد میں ابی اسد بن عباد وغیرہ مشہور ہے ابو جحی بن ابیوب قوی نہیں اور وہ اسکے حال میں ہے اور کہا ابن عباس نے عبد اللہ بن عباد بصری بدل بتا ہے حدیث کو اور اولٹ دینا ہوا نکلا اور روایت کیا اس نے روح بن العرج سے ایک نسخہ منسوخ اور دلیل ہوا یہ ہے کہ روایت کیا صحیح مسلم بن الحجاج سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلے سے کہ خبر کو گو کہ کو تو جس نے کہا لیا تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہیں کھایا تو روزہ رکھے اسلے کہ یہ دن عاشور کا ہے اور عاشور فرض تھا رمضان فرض ہے چلے اور وجہ منع کیا اسکو ابن الجوزی کہ عاشور فرض تھا بلکہ سنت تھا کہ کو روایت ہے صحیحین میں ہوا کہ یہ سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشور کا ہے نہیں فرض کیا گیا ہجر روزہ اسکا سوچا کہ جیسا کہ روزہ رکھو میں روزہ سے ہوں تو روزہ رکھا لوگوں کے ساتھ آپ کے اور ایک دلیل سنت ہے ہوا اسکے یہ ہے کہ نہیں حکم کیا حضرت نے قضا کا اسکو جس نے کھایا اور جواب یہ ہے کہ سادہ اسلام اکابرین فتح مکہ میں تو اگر کسی انھوں نے یہ حدیث بعد اسلام کے تو سنا ان کا نوین برس ہجری یا دوسواں ہجری میں ہوا کہ یہ بدیہ منسوخ عاشور کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو قبل وجوب عاشور کے ہوا اور روزہ کا کافر فرض تھا اور پھر پھر رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہے صحیحین میں حضرت عائشہ سے کہ تھے قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے عاشور کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے لوسدن تو جب آئے میں نے روزہ رکھا اسکا اور حکم کیا لوگوں کو روزہ رکھا اسدن اور وجہ فرض ہوا رمضان کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جب کا جیسا کہ روزہ رکھو اس دن زیادہ رکھو اب حدیث مسلم بن الحجاج کی حجت ہوگی اور وہ قوی ہے اس حدیث سے استدلال لائے امام شافعی کہ کو نہ ذکر کیا ہے اختلاف کو اس حدیث میں اور وہ صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیا ان کے پاس اعرابی اور کہا اس نے کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ جس شخص نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور جس نے کھایا تو نہ کھا وہ باقی دن تو یہ حدیث کہ میں نے باقی نہیں لکھی مشہور روایت میں ہے کہ آیا اعرابی ان کے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ حکم کیا آپ نے میں کہ روزہ کہیں کل کے روزہ روایت کیا

نہیں ہوا کہ صحیحین  
کہ ایک شخص نے روزہ  
رکھا اور نہ رکھا  
نکلا کہ اسکا روزہ  
ہو گیا اور نہ ہو گیا  
میں نے نہ دیکھا نہ نہ  
اور اگر دن میں لکھی  
میں نے نہ دیکھا نہ نہ  
میں نے نہ دیکھا نہ نہ  
میں نے نہ دیکھا نہ نہ

اوسکو ارقطی نے اور مروی ہے سنن البیہ میں ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھ سنے  
چاند کو کہا حسن یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہو تو اس بات کی کہ نہیں ہو  
کوئی معبود سوا اللہ کے کہا کہ مان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہن کہا کہ مان فرمایا ای بلال پکارو لوگو کو  
کہ روزہ کھینے یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہو اوسکی  
حدیث ارقطی کی جو بیان کی ابھی ہے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں کمال ہے روزہ کا  
بدون نیت کے جیسے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ اور لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اِمَانَةَ لَهُ اور لَا صَلَوةَ لِلْعَبْدِ  
الْاَبِیِّ اور لَا صَلَوةَ فِی الْاَسْرِ مِنَ الْمُضْطَرِّ وَلَا فِی زَنْ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ اور سوا اسکے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور اگر  
نیت غلط ہو گئی کی کرے کہ میں روزہ اللہ کا کل رکھوں گا اور معین کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاوے گا اور  
اگر رمضان کے مہینے میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر رمضان یا سائر مہینوں میں  
دوسرے واجب کی نیت کرے گا تو وہی روزہ ادا ہو گا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ میں فلا روزہ روزہ رکھوں گا  
اور اوس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہو گا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض ہو  
نفل کا روزہ ادا ہوتا ہے نفل کی نیت سے اور صرف نیت سے اور نیت قبل و بعد کے کرے اور دو پہر کے بغیر **ف** اور امام مالک  
کے نزدیک رات کی نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہو اوسکا جس نے نیت کی اوسکی رات سے  
اور حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزہ اور نفل روزہ کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دہینے  
اور ہم پوچھتے تھے گھر میں آنکے کچھ کھا نیکی ہو سوا کہ کھا جائے کہ نہیں کہتے تھے میں روزہ دار ہوں اور اگر کھا جاتا تھا کہ پھر کھاتے تھے  
اور نیت کر چکے تھے روزہ کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر وغیرہ میں کیوں اسطے  
شرط ہے رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابر ہو جیسے بیسویں رات میں شعبان کی اوسکے بعد دن کو روزہ رکھیں **ف**  
کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو تو اگر ابر ہو چھار  
اور پندرہویں کی رات کو گنتی شعبان کی بیسویں دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ ہو دن شک کے رمضان  
مگر نفل ایسا ہی ہے پندرہمین اور یہ حدیث مجکو نہیں ملی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل لاقہ میں ساتھ حدیث کہ فرمایا حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی و ذکر کیا  
اوسکو ابن طاہر نے تذکرے میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری  
تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو صاحب سنن ابی یوسف کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو  
خطیب نے تاریخ بغداد میں اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یَشَاطُفُہُ فَقَدْ عَصَى اللّٰہَ وَرَسُولَہُ یعنی جس نے روزہ  
رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** اور اگر روزہ  
واجب کا روزہ اوس دن کھا تو کہہ وہی ادا ہو جاوے گا واجب صحیح مذہب میں اگر معلوم ہو کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم  
کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب نزدیک اگر وہ دن اوسکے

روزہ رکھنے کا ہوا اور نہیں تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں اور اگر ایسی  
 شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اور کھانا  
 اور کرہ ہے کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی اور نہیں تو دوسرے واجب کا ہی یا نہیں تو دوسرے  
 نقل کا ہی لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور باقی دو صورتوں میں فصل ہو جائیگا اور جس شخص نے  
 رمضان کا یا عید کا چاند کیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے وہ دونوں صورتوں میں اگر چہ اس کا قول قبول ہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا  
 روزہ رکھے اور کفارہ اور سپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اس واسطے کہ فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا لِي يَتِيَهُ وَأَفْطِرُوا لِي يَتِيَهُ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھنے اور افطار کر چاند دیکھنے  
 یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کرو جب کھلو چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگر چہ  
 قاضی کے نزدیک مقبول ہو کہ کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصدا چاند دیکھنے اس نے افطار کیا اور ہمارے  
 نزدیک واسطے واجب ہوگا جب قاضی نے اس کی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑ گیا اور حد  
 اور کفارہ دفع ہو جائے ہیں شک و شبہ سے کذا فی الهدایۃ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اس کی شہادت رد کرے افطار کیا تو اس میں  
 اختلاف ہے شراح کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پور کر لیے تو روزہ موقوف کرے جب تک کہ امام حقوق  
 کرے اس واسطے کہ وجہ ابہر واسطے احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہو اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے  
 افطار کیا تو ابہر کفارہ نہیں **ص** اگر آستان میں بی بی یا غبار ہو تو رمضان کے چھینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے  
 اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنانہ کی تحت کسی کو لگائی ہو کہ اور اس کے بدلے میں وہ دیکھا گیا ہو اور پھر اس نے توبہ کی ہو  
 اور امام شافعی کے نزدیک و آدمی لازم میں اور دلیل اور پھر یہ کہ روایت کیا اس کو صاحب بن ابی عیسیٰ کہ آیا ایک اعرابی نے  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ کھانا چھینے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں یہ کوئی معبود ہوا اللہ کے  
 کہا اس نے مان بھر بوجھ آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اس نے کہ مان فرمایا کہ ای بلال پکارو لوگوں کو کہ  
 روزہ رکھیں اور بیان کیا اور ہر عیناں حدیث کو **ص** اور شوال اور ذی الحجہ میں مرد یا ایک مرد اور دو تین میں کھانے چاند بچھا  
 یعنی گواہی دین **ف** اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی اس میں بھی قبول ہوگی اور ایسا ہی ہر شخص میں اور  
 اس میں کہ بھی صحیح ہے اتنی اور کتا ہوں میں کہ اس کو موافقت کرتی ہیں احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہار نے اس کو احتیاط  
 عین کیا **ص** اور جب کوئی آسان میں علت ہو کہ اور مطلع صاف ہو کہ تو شرط ہے کہ تینوں مہنوں کے واسطے جھٹکا  
 آدمی ہوں تو ان کا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا کرہ ہو کہ ان کے سچے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے  
 چاند کی گواہی دی ہو آسان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تیس دن کے اور تیسویں دن پھر پھر ہوا تو ایک شخص کی گواہی  
 افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص عادل نہوں اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جائیگا  
 اور قیاس بھی یہ ہے کہ اگرچہ نہ مذہب معلوم ہے کہ تیس دن زیادہ نہیں ہوں بلکہ لو اس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں ان کوئی تھی تو لو  
 حساب تیس دن ہو چکا ہو نہ ضرور ہو گا یا اس کی گواہی ہی ہو کہ اس شخص کی ملے دیکھا ہو تو لازم ہو گیا واللہ اعلم بالصواب



## باب وزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اوٹلی قضا و نفقائے کے حال میں

جو شخص کہ قصد اجتماع کرے باجماع کیا جائے قبل یا بعد میں یا کچھ کھائے یا پیوے نہ کیا اسے سو یا دو اس کے لیے ایچھا لگا و  
اور معلوم ہوا کہ کو کھیر روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد کھا لیوے تو ان صورتوں میں قضا روز کی کرے اور کفارہ دیوے  
جیسے کھار کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصد توڑنے میں ہوا اور دوسرے روزہ کیو اسطے نہیں **ف** ظہا  
اوسے کہتے ہیں کہ اپنی سوچی کسی عضو کو جو عورت میں کہ اوپر حرام ہیں ان کے عضو سے تشبیہ دیوے اور اسے ایک غلام آزاد کرے  
اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پر در پی روزہ رکھے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے لیکن قصد کھا پینے  
سو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سو اوپر ہر جو ظہار کرنے والے پر ہو کر کیا اسکو  
صاحب ہا یہ نے اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک  
شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسے رمضان میں یکہ آزاد کرے ایک غلام پاروے رکھے وہ مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا  
کھلاوے اور جماع بھی روزہ کو افطار کرتا ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے  
صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہاں ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تب کو کہا  
اوسے کہ جماع کرے مہینہ اپنی نورستے روزہ رمضان میں نہ فرمایا آپ نے کیا پاتا ہے تو غلام کو کہ آزاد کرے اسکو کھانا نہیں فرمایا کرت  
کھانا ہے تو دو مہینے روزہ رکھے کھانا نہیں فرمایا کرت طوافت کھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے کھانا نہیں فرمایا بیٹھ تو لا نبی علی آ  
علیہ وسلم ایک نوکر ادا حسین کھو تھی سو فرمایا کہ قصد کر کہ اسکو فقیروں پر کھانا اوسے اس سوال میں نے بدو جسے فقیر کوئی قسم  
کی زمین پر شہر کے کھانا دن تک اور اوسے بیچ میں کوئی گھر فقیر یا وہ ہو سکے گھر سے سوہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کہ  
کہ لگے کے دانت آپ کے غار پر ہوئے پھر فرمایا کہ لجا اسکو کھلا اپنے گھر کو کما ہر شے کہ اس کے واسطے خاص نعت تھی اور اگر کوئی  
شخص ایسا کرے تو نہیں چارہ نہ اسکو کھائے نہ اور واقع ہوا روایت ہوا میں مغل آنت و عبالک عجی ناک  
ولا یجیئی احدک بعدک یعنی نہ کھائے اور یہ خیال کافی ہو جاوے گا تب سے اور نہ کافی ہوگا سو آئیے اسکو بد تیرے  
لیکن کہا ابن العاصم کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خصوصیت ہے کہ نہ دارقطنی کی روایت  
میں ہر فقد کفر اللہ عنک یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے تجھے واللہ اعلم **ص** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو تو اسکو  
روزہ یاد تھا اور کفلی کرنے لگا تب اس کے حلق میں بغیر قصہ کیے ہوئے بانی چلا گیا یا کسینے اسکو زبردستی افطار کر دیا یا تمہارا  
یا مال یا کان میں نہ والی یا سر کے زخم میں دال کا فی اور دماغ میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اس کے پیٹ میں دوا لگی  
یا اوسے سنگر نہ نکلا یا بھر نہ اپنی خواہش سے تو کی یا بھر کھایا یا افطار کیا اس شب سے کرات ہے اور وہ دن تمہارا جو ہے سے  
کچھ کھالیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد کھا یا عورت سوئی تھی اور جماع اوسے کیا گیا یا رمضان کے مہینے  
میں روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا حج گاہ نیت کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ نہ ہے  
**ف** روایت کیا ابو یعلیٰ ہو صلی نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اوسمیں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
افطار اوس چیز سے کہ داخل ہو کہ اور نہیں ہے اوس سے جو نکلے کہا ابن العاصم نے لاشک فی شوبہ موقوفاً علی جماعہ

یعنی نہیں شک ہوا اسکے ثبوت میں ہو فوق ایک جماعت پر تو صحیح بخاری میں یہ تعلیق کہ کہا ابن عباس اور عمرؓ نے کہ ظہر اور فجر جو داخل ہو اور نہیں ہوا اس سے جو خارج ہو اور کہا ابن ابی شیبہ نے **حَلَّ شَاكًا وَكَيْفَ عَنِ الْاَعْمَاشِ عَنِ ابْنِ ظَلْبَانَ** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفَطْرُ مُعَادَ حَلٍّ وَلَكِنَّهُ جَمَاعَةٌ وَجَمَاعَةٌ اور عبد الرزاق نے ابن سعید کے کہ کہا انھوں نے سوال کیا جو داخل ہو اور نہیں ہوا اس سے جو داخل ہو اور نہیں ہوا اس سے جو خارج ہو اور حضرت علیؓ سے بھی یہی قول مروی ہے کہا اس کے یہی معنی ہے **ص** اور اگر کھایا یا پلایا جماع کیا اور اسکو روزہ یاد نہ تھا یا سویا اور اسکو احکام ہوا یا کسی طرف نظر کی پھر نزل ہوا یا تیل ملایا سر نہ لگایا یا کسی کی غیبت کی یا دوسرے قریب غائب ہوئی اور اس نے قی کی یا جنب تھا اور صبح ہو گئی یا اپنے فکر کے سوراخ میں تیل ڈالا یا غبار یا دھواں یا کھمی اس کے حلق میں داخل ہوئی تو ان سب صورتوں میں روزہ نگیں **ف** روایت ہے صحیحین میں غیر تمام میں حضرت ابوہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے اور وہ روزہ سے ہو سو کھایا یا پلایا تو تمام کر لے اپنے روزہ کو کیونکہ کھلایا اسکو اللہ تعالیٰ نے اور پلایا اسکو اور پہلے میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اس نے یا پلایا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا یا بھلایا اللہ تعالیٰ نے اور یہ حدیث مروی ہے صحیح ابن حبان اور دارقطنی میں کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ میں روزہ دار تھا سو کھایا اور یا پیانے بھولے سے سو کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا بھلایا اللہ نے اور ایک لفظ میں ہے کہ **قَضَاءٌ حَلِّكَاتٌ** اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زباید کہ اس میں **فَلَا تُقْطَرُ وَانْهَافًا** روایت کیا ابن حبان ابوہریرہؓ سے **اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ أَقْطَلَ فِي رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ** یعنی جس نے افطار کیا رمضان میں بھولے سے تو نہیں قضا ہے اور پلایا نہ کھانا اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور کہا یہی نے معقر میں **تَقَرَّرَ بِهِ لَا نَصْرَ فِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَكَوْنَهُمْ نَفَاكَتٌ** یعنی منفرد ہوا ساتھ اس کے انصاری محمد بن عمر و اسب ثقہ میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جنہر میں کہ نہیں افطار کرتی میں روزہ دار کو چھٹا اور قوی اور احکام اور اسناد میں اسکی عبدالرحمن بن یزید بن اسلم روایت کیا اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہے اور ذکر کیا اسکو بزار نے بحالی عبدالرحمن سے اور نام انکا اسامہ ہے اور ضعیف کیا اسکو احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ برائی خطا اس کے کہ اگر اگرچہ موصلح تھے اور کما انسانی نے نہیں ہے قوی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریق سے اور اس میں ہشام بن سعید زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام ضعیف کیا اسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اسکو ابن عدی نے اور کہا کہ کھمی جاوے گی حدیث اسکی اور نہیں حجت ہوگی ساتھ اس کے لیکن حجت پکڑی اس کے مسلم نے اور شہاد کیا اس سے بخاری اور روایت کیا اسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے **لَا يَقُطْنَ الْقَضَاءُ الْعَقْبُ وَالْجَمَاعَةُ وَالْإِحْتِلَامُ قَالَ وَهَذَا مِنْ أَحْسَنِ مَا أَسْنَدَ وَأَوْحَقُّهَا** یعنی انھیں انھیں کر کے صائم کو قوی اور حجت اور احکام اور کہا کہ یہ حسن ہے اور حدیثوں سے اس باب میں اسناد کی روایت اور احادیث میں انتہی اور اسناد میں اسکی سلیمان بن حبان نے ابن معین نے سچا ہے اور نہیں ہے حجت ساتھ اس کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے عبد ثوبان اور کہا کہ نہیں روایت کی جاتی یہ حدیث مگر سی اسناد سے اور منفرد ہوا ساتھ اس کے ابن ہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حد

یعنی جو کھانا  
واسکے لفظ  
صحیح بخاری میں  
میں احادیث میں

ہشام

سیدان زکریا ابن ہب

حسن ہوا جس جہت ہر مثل صحیح کے اور بچنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے اور امام احمد رحمہ اللہ  
حجاست مینی بچنے لگانا روک کر توڑنا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْطَرَا كُنْ اَحْمَدُ وَالْحُجُومُ يَعْنِي افطار کیا  
بچنے لگانے والے اور جسکے بچنے لگے روایت کیا اسکو ترمذی اور ہارمی لیل یہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
تین خیرین میں کہ نہیں توڑی ہیں روزہ حجاست اور فی اور احکام اور دوسرے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بچنے لگائے اور آپ احرام سے تھے اور بچنے لگائے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری وغیرہ اور کہا گیا اسطے  
ان کے کیا تم کہ وہ رکعت تھے حجاست کو واسطے صائم کے زائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو کہا انھوں نے کہ نہیں مگر سبب  
روایت کیا اسکو بخاری اور کہا انشے اَوَّلُ مَا كَرِهْتُ الْجِمَامَةَ لِلصَّائِعِ اَنَّ جَعْفَرِ بْنَ اَبِي طَالِبٍ اَخْتَجَمَ  
وَهُوَ صَائِعٌ فَتَنِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرُ هَذَا اَنْتُمْ رَخَّصَ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ فِي الْجِمَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِعِ وَكَانَ اَنْسُ يَخْتَجِمُ وَهُوَ صَائِعٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي  
رِوَايَةٍ كُلَّهُمْ نَفَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهُ عِلَّةٌ يَعْنِي اَوَّلُ جُورِهِ كَمَا سَمِعْنَا حَجَاسْتَهُ كَوَاسِطَهُ لِمَا سَبَبَ  
كَ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ فِي حَجَاسْتِهِ كِي اور وہ روزہ دار تھے اور گدے اور سپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اور  
بھر رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاست میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انش حجاست کرتے اور وہ روزہ  
ہوتے تھے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سبب فقہ میں اور نہیں جانتا ہوں میں اس میں کسی طرح کی علت اور فرمایا  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ يَعْنِي فطر اوستے ہی جو داخل ہو کر اور نہیں ہے  
اوستے جو خارج ہو اور فی اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے فی اور وہ  
روزہ دار ہو تو نہیں ہے اور سپر قضا اور جو کرے قصد اتو قضا کرے روک کی گماتر ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں بچا ہرین  
اسکو حدیث ہشام بن حسان نے انھوں نے ابن سیرین نے انھوں نے ابو ہریرہ نے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حدیث عیسیٰ بن ابی  
سے کہا ہمارے نہیں بچتا ہوں میں اسکو محفوظ سبب اسکے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور شرط یحییٰ کے اور ابن جہان نے اور  
روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سبب فقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس کی ہشام  
بن حسان صحیفہ بن غیاث نے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور سکوت کیا اسکو ہارمی اور روایت کیا  
اسکو مالک نے موطا میں موقوف اور ابن عمر کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے حدیث افزا سے موقوف اور ابو ہریرہ کے اور روایت کیا  
اسکو عبد الزاق نے ابو ہریرہ کے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے  
اوسدن اور نگاہ ایک بقیہ اور بانی پیاسو کما صحابہ نے اسو اللہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ان لیکن فی کئی  
میںے محمول ہے اور قبل شروع کرنے روک کے یا بوجہ ضعف کے وَاللَّهُ اَعْلَمُ اور سر مل گانے سے بھی روزہ نہیں جاتا اسو اسطے  
کہ روایت کیا ترمذی نے ابو حاکم سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیاری بیان کی اپنی  
انھوں کی کیا سر مل گائے میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کو ترمذی نے نہیں اسناد اسکا  
قوی اور نہیں صحیح ہے اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو حاکم کے اجماع ہے اور اسکے ضعف پر اور روایت کیا ابن ماجہ نے

سی بنام

بجانبہ



تھکا کرے فقط اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہیں ہے مگر جبوقت کہ اوس گوشت کو نہ ہستے کھالے اور ماتھ میں لیوے اور پھر کھالے تو اگر چنے سے کم ہو تو قضا کرے اور اگر کیسے ایک تل کھلا تو اسکا روزہ فاسد ہو گا اور اسکو جب چاہو پکا تو روزہ نہیں چاہو پکا اور بھرنہ نہ فرمے کہ پھر پیٹ میں چلی جاوے یا وہ خود آپے پیٹ میں نکلے روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی سے دونوں حالت میں فاسد نہ ہو گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قی کو آپے پھرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہو گا اور خود پھر جانے میں اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی قی کے آپے پھرے میں سب کے نزدیک روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی پھر جانے میں کیسے نزدیک فاسد نہ ہو گا اور تھوڑی سی قی کے پھرے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہو گا اور بہت سی قی اگر لڑکے جیادے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا

### باب روکے مکروہات کی بیان میں

مکروہ ہر روزہ دار کو چھینا کسی چیز کا اور چہا ناگزٹ کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہر بوسہ لینا اگر اس میں جماع نہ ہو سترہ لگانا اور زوجہ میں تل لگانا اور سوک کرنا اگر چیز وال کے بعد ہو مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہر دلیل امام شافعی کی یہ کہ روایت کیا طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تو سوک کر صبح کے وقت اور نہ سوک کر و قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہیں دونوں ہونچھا اسکے تو ہو گا واسطے کہ نوردن قیامت کے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علیؓ پر وارد و نون طریقوں میں کیسان ابو عمرو قصاب نے روایت کیا اسکو ابن عیینہ اور کما عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا مجھے اپنے باپے کیسان ابو عمرو کو کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہیں ذکر کیا اسکو یزید بن مین اور ابی ثعلبہ لیلیٰ نے یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صومہ روزہ دار کا ایک کے نزدیک پاک زیادہ ہر شک سے تو سوک سے وہ بوزائل ہو جاوے اور دلیل لئے ہیں صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا سوک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور دارقطنی نے اور اسناد میں اسکی مجالہ ضعیف کیا اسکو بہت لوگوں نے اور دلیل ہماری یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق تو باہمی امت پر اللہ حکم کرے تا میں انکو سوک کا نزدیک ہر سارے اور یہ عام ہے روزہ دار وغیرہ کو اور سند احمد میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سارے سوک سے بہتر ہر شے روزہ دار سے بغیر سوک کے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابی اہیم بن ہاشم البغوی حدثنا ہرون بن معروف ثنا محمد بن سلمۃ النخعی ثنا بکر بن خنیس عن ابی عبد الرحمن بن عبادۃ بن نسیم عن عبد الرحمن بن غنیم قال سالت عائشہ بن حبل انسوہ وانا صائم قال نعم قلت امی اللہ انک قال آبی اللہ انک شئت عدوہ ووعیشۃ الحدیث یعنی کہا عبد الرحمن بن غنیم نے کہ پوچھا میں نے معافی سے کہ سوک کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کہا انھوں نے ہاں کہا میں نے سوقت دن کو کر میں کہا جبوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اسکو ابن الہمام نے اور روایت کیا بیہقی نے اسحاق سے کہ پوچھا میں نے معاصم احوال سے کیا سوک کرے روزہ دار ساتھ سوک کرے کہ کھانے کیا دیکھتا ہے تو تر زیادہ اسکو بانی سے کہا میں نے اول روز میں اور آخر دن میں کہا کھانے کہا میں نے کہ اس سے پوچھا یہ مجھ کو رحم کرے تب لے کہ کھانے کہ انسانی اللہ سے انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم

کسیان ابو عمرو قصاب

مکروہات

ایمان عبد الرحمن بن عوفی

ایمان بن بطار خوارزمی

اور کہا یہی ہے فقہ کیا ساتھ اس کے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیث میں بیان میں نہونے حاصم سے منکر حدیث میں کہ نہیں ہے حجت ساتھ افکے اور روایت کیا ابن جبار نے کتاب الضعفاء میں ابن عمر سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستأذنی اخا التھار وهو صاخر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرتے آخر روز میں اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اس کو بسبب ابوسیر کہ انہیں ہر حجت ساتھ اس کے اور رفع کرنا اس کا باطل ہے اور صحیح ابن عمر کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انس سے کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس کو کہ صائم اور روزہ دار ہو فرمایا کہ مان کہا میں نے ساتھ ترسواک کے اور خشک کے فرمایا مان کہا میں نے اول روز میں اور آخر روز میں فرمایا مان تو کہا گیا واسطے انس کے کہ سننا تم نے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس کو کہ تمام نے انس سے فرمایا کہ ابن جبار نے لا اصل لہ نہیں ہے اصل اس کی اور اسناد میں اس کی ابراہیم بن بطار خوارزمی روایت کرتا ہے حاصم احوال سے منکر کہ کو کہا صاحب لاکہ نے اخراج کیا اس کو نسائی نے کہ ابن جبار نے سنن میں اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اس کے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اس کی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اس کے ایک شاہد ہے حدیث مسند سے جو ابولکثری صید ہا ضعیف ہے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے ہر سکین کو کھانا دے جس کا صدقہ فطر دیا جائے اور جب بدھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس کی قضا کرے **ف** وَعَلَى الَّذِي يُطِيقُ فِذْيَةَ طَعَامِ مُسْكِينٍ قول اللہ تعالیٰ کا اس باب میں حجت ہے **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی حجت کہ اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہو کر اور یا بقی مرض کا اس کو خوف ہو کر یا مسافر ہو تو یہ سب اظہار کریں اور ہر جب عذر لگا جائے تو قضا ادا کریں بغیر صدقہ کے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدمی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ کو روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور مریض بھی اس واسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعَلَّاهُ مِنْ آثَامِهِ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کر لے اور دنوں سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے قضا ہو اور دنوں میں رکھے اور اسی طرح بدھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اس کی آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے حجتی اس کے لا یطیقونہ کے نہونگے دوسری آیت ہے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بدھ مرد اور عورت کا واسطے جو طاقت روزے کی نہیں رکھتے تو کھلاویں بدھ ہر روز کے ایک سکین کو روایت کیا اس کو جباری اور ایسا ہی مروی ہے جباری اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوانکے صحابہ اور کسی سے خلاف اس مروی نہیں تو اجماع ہو جاوے گا اور ہر **ص** اویس مسافر لوچہ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر میں یا مرض میں مر گیا تو اس کے روزے کے بدلے میں صدقہ دیا جاوے گا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مر یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مر تو اس کے روزے کے بدلے میں اس کا ولی صدقہ دے اس طرح کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اس کے جتنے روزے فوت ہوئے تھے اوتنے روزے کے ساتھ جو تو اس کے سب روزوں کے بدلے صدقہ دے اور اگر اوتنے روزے نہیں جاتا تو جتنے روزے تندرست اور مقیم رہا اوتنے دنوں کا صدقہ دے جو مشہور اس کے دن فوت ہوئے تھے سو وہ بعد بصران پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مر تو پانچ دن کا دیا

ولی صدقہ دینا تو اسے جتنا مال چھوڑا اس کے تیس حصے میں لیا گیا اور ایک چارواغ اور امام شافعی کے نزدیک سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لائے ہیں اس سے جو مروی ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو ایک جگہ تک چکا کہ بت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ ہے کہا انھوں نے کہ وہ روزہ دار ہے تو فرمایا آپ لکس مریع الصیام فی السفر یعنی نہیں ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور دلیل لائے ہیں اس سے جو روایت کیا مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکہ کے رمضان یہاں تک کہ پونچھ کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگوں نے پھر گنا یا آپ نے ایک قح جانی کا اور پیا اوسکو سوگیا آپ نے کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ اُولَئِكَ الْعَصَاۃُ وہ لوگ گنہگار ہیں انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث میں تو آپ نے صورت ضرر اور نقصان میں منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اسی طرح روایت مسلم میں بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہے کہ آدمی کو کچھ اور شاق ہوئے روزہ اور روایت کیا اوسکو واقعہ میں سخاوی میں اور اس میں یہ ہے کہ حکم کیا تھا اذکو افطار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ کلام آپ نے ارشاد فرمایا اور اس قوجہ میں تھا ہوگی حدیث میں احادیث کیونکہ روایت صحیح مسلم میں ترمذی اسلمی سے کہ انھوں نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہا ہون میں فوت ہوئے سفر میں تو کیا بھجے گناہ ہے روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ خصمت ہے لہذا کی طرف سے سو قبول کرے اوسکو تو چاہا ہے اور جو دوست رکھے روزہ کو تو نہیں ہے کچھ گناہ اور سپر اور صحیحین میں ہے کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم میں روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں کوئی عیب نہیں کرتا تھا دوسرے پر اور مروی ہے سنن ابوداؤد وغیرہ میں ابوالدرداء کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہاد میں نہایت گرمی میں تک کہ رکھتے تھے ہم میں لوگ ہاتھ اپنے سر پر سبب گرمی کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی روزہ دار اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد بن جراح تو یہ حدیث دلالت کرتی ہیں اور پر مباح ہے روزہ کے سفر میں اور یہی ہجرت ہماری اور خلاف پر بھی اس کے حدیث میں ہے سند عبد الرزاق میں ہے کہ ابن عباس شہر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ لکس مریع الصیام فی السفر یعنی نہیں ہے نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں باخدا فطر کرنے والے کے اقامت میں روایت کیا اسکا ابن ماجہ اور بزار نے اور دفع تعارض کی وہ وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور ولی اس کے روزوں کے اگر رکھا ہو تو صدقہ دیکو اور اس کے لئے روزہ کچھ اور بعضوں کے نزدیک کچھ دلیل ان لوگوں کی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ما میری گئی اور اوپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا قصدا کروں میں اس کے لئے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری ہا کچھ قرض ہو تو تو لوگرا یا نہیں کہا اوسنے کہ ہاں اولگرا تا فرمایا کہ یہ کہیسا جب قرض اسکا ہو روایت کیا بخاری سلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت میں ہے کہ آنی ایک عورت اور کہا اؤ کہ ای رسول اللہ تھیں کہ میری مر گئی اور اوپر ایک روزہ مذکور کیا ہے روزہ رکھوں میں اس کے لئے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اس کے لئے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص جہاد اور اس کے اوپر روزہ میں روزہ رکھے اوس دلی اوسکا روایت کیا اسکو بخاری سلم ابوداؤد وغیرہ حضرت عائشہ سے



اور جو اب اسکا یہ کہ روایت کیا نسانی نے سنن کبریٰ میں ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہیں کہ نماز پڑھ کر کوئی پہلے  
 کیسے اور نہ روزہ رکھے مگر کیسے اور فتویٰ راوی بخلاف روایت کے بمنزلہ ذکرناسخ کے ہوا ویسا ہی کہما حضرت عمرؓ روایت کیا  
 اوکو عبد الرزاق نے اور ذکر کیا اوکو مالک نے موطا میں اور کہا مالک نے کہ نہیں سنائے کسی صحابہ اور تابعین میں کہ کوئی انہیں  
 روزہ رکھتا ہو کیسے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کیسے بدلے اور یہ مؤید ہی نسخ کو اس حدیث کے واللہ اعلم **ص** صدقہ ایک وقت کی ہزار  
 ایک سو کے صدقے کے برابر ہو اور یہی صحیح ہو اور بعضوں کے نزدیک فدیہ پانچ نمازوں کا یعنی ایک دن کی نمازوں کا منہ فدیہ  
 ایک دن کے روزے کے ہوا اور رمضان کی قضا لگتا تا چاہے ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کرے اور اگر دوسرا  
 رمضان آجائے تو قضا کے روزے نہ رکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے پھر اوس قضا کے روزے رکھے اور صدقہ  
 ہر روز کی طرف سے نہ دیکو اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل لاہن ساتھ حدیث میں  
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ تندرست ہو پھر نہ روزے رکھے یہاں تک  
 کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوس رمضان کے پھر روزے رکھے اوس کے جو قضا تھے اور کھانا دیتے تھے ایک سیکر کو ہر روز  
 اور دلیل ہمارے قول اللہ تعالیٰ کا ہر قیعتاً **ف** قرآن آتا تھا آخر یعنی شمار ہوا تو نہ دوسرے دنوں میں اور یہ عام ہوا و وجہ شافعی  
 نے روایت کیا ثابت نہیں کیونکہ سند میں اسکی برابر ہم بن نافع کی کہ ابو حاتم رازی نے جو تھوڑے بولتا تھا حدیث میں اور تو میں  
 ایک شخص سے جسکو تہمت ہو وضع حدیث کی **ص** روزہ کا دلی روزے کے روزے کے بدلے روزہ کر اور اوکلی نماز کے بدلے  
 نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوس پر تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو اگر اوسکو توڑا لیا تو قضا  
 اوکلی ادا کرے **ف** کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گزری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 افطار کیا روزہ کو سفر میں بعد اس کے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل تو نہ دینا درست ہو تو قضا اوکلی لازم  
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کو جب کھالیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ افضلیا  
 یوماً آخری کھا کہ یعنی قضا اور دوسرے دن بڑے اس کے اور ضعیف کیا اوکو شمار ہی اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور  
 نسانی نے اور دفع کیا گیا یہ ضعف اوسکا بیان کیا اوکو شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے روایت کیا اوکو ابن حبان صحیح میں اور اس  
 طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور ہزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوکو طبرانی نے اوسط میں ہوا ان سب  
 طریقوں کے اور طریقوں کے پھر کہا شیخ ابن الہمام **ف** قد ثبت هذا الحدیث ثبتوا کلاماً کہ یعنی ثابت ہوگئی یہ حدیث  
 اس طرح پر کہ نہیں ہر روز کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کیا اور طبری نے جابر کے تیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کو تو جب لائے وہ کھانا کھنکھار ایک شخص  
 سو کہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے شکوہ کیا او شہین روز سے ہوں تو کہما حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی  
 اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہی میں روزہ دار ہوں کھانے اور روزہ رکھنے کے بدلے اوس کے اور بعضوں نے کہا کہ روزہ کو  
 نہ تو اور دلیل لاتے ہیں اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تیرے میں طرف کھانے کے قبول  
 کرے اگر روزہ نہ ہو تو کھا دے اور روزہ دار ہو تو دما کرے اور اس حدیث کا کہ بیشان نہیں اور میں معلوم ہوا اسکا حال انھوں نے

ابراہیم بن نافع

اس مقام میں شیخ ابن الہمام **ص** لکھتے ہیں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقیہ عید کا دن اور تین دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں فی سبھ کی اور نفل کا روزہ بے عذر نہ توڑے ایک روایت میں اور ایک روایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان میں دن کو ایک ایک کا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ بیوی رمضان کی بزرگی کے سبب اور اس روز کی قضا ادا کرے اگرچہ نیت روز کی ان دونوں کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہیں کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پوین اور اس روز روز کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرے کا وقت تھا یعنی دو پہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اسپر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تہیم اس دن نہ کھاتا تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اون دنوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے جن دنوں میں بیہوش ہو یا اون کی قضا ادا کرے مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اون کی قضا کرے غرض یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روز صحیح ہو جاوے گا اور جو نہیں نیت کی تو ہر گز صحیح نہ ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون یا قضا کرے اور اگر بعض دن رمضان میں نہ پوانے یا تو جتنے روز گزرے ہیں اون کی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل تھا اور حالت جنون میں بالغ عاقل تھا تو بھی یہی حکم ہے ہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہوا تو روز کو اسپر چھوڑا نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے روز کی مذکر یا پھر شمال سے روز کی نیت کی تو اون دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں کرے گا ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط مذکر کی یا نیت کی مذکر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان صورتوں میں مذکر ہوگی اور نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نہ نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نہ نہیں ہے یا ہی تو ان صورتوں میں مذکر قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا مذکر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں مذکر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روز کو جو شوال میں رکھتے ہیں تو اون کو جہاد رکھنا مستحب ہے لگتا تاہم نہ کہ لو کہ وہ ہوگا اور شاہد نصاریٰ کے لازم آوے گی **ف** اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور چھ روزے رکھے اسکے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے سینے سے سارے روزے کے اور چھ روزے شوال میں نصاریٰ بیان کرنا واجب ہے یہ کہ اہل کتاب طہر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روزہ بعد فطر متصل رکھے گا تو ایسا طہر کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ تحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ رکھا تو شبہائی واللہ اعلم اور جسے شعبان کے روزے رکھے اور طہار اور سکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اسنے اور شعبان میں روزہ ایام فیض یعنی

تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کیا نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض میں نہ سفر میں اور نہ اقامت میں فقط اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان دنوں میں نہ کھنے کا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین بقرعید کے بعد اور دن بقرعید کے ان دنوں میں نہ کھنا حرام ہے روایت کیا بخاری سلم ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چاہے روزہ دو دنوں میں ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن عرفہ کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے ہیں اور وہ دن کھانے اور پینے کے ہیں اور مرد و عورت کے ہر کسی کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور تصریح اسکی دوسری حدیث میں آئی ہے روایت کیا ابو داؤد کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے چچ عرفہ کے اور اگر مقام عرفہ میں نہ ہو تو عرفہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اور روایت ہے پیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے ہیں اور ایک ذکر کے اور ایام تشریق کو کھانا کھانے کے دن کہ عرب لوگ گوشتوں کو قربانی کے ان دنوں میں آفتاب کے نیچے خشک کرتے تھے اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباسؓ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ أَيَّامَ مَنَى صَائِحًا يَصِيحُ اَنْ لَا تَصُومُوا هَذِهِ الْأَيَّامَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَيَعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنوں منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے نہ روزہ رکھو ان دنوں میں کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے اور چار کے ہیں اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہؓ سے اور اسناد میں اسکی سعید بن سلام کا ذب کہا اسکو احمد اور روایت کی دارقطنی نے عبد اللہ بن حذیفہؓ سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی کے پکارنے میں ای لوگو یہ دن کھانے اور پینے اور چار کرنے کے ہیں اور ضعیف کیا اسکو بسبب تقدس کی اور توثیق کی اسکی بعض لوگوں نے اور ذکر کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے باب المباح میں کتاب الطہارۃ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور سہق بن مہویہ مسند میں فَكَأَحَدٌ ثَنَاءً وَكَيْفَ عَنْ هُوَ سَيِّئٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ خُلْدَةَ عَنْ أَبِيهِ تَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا ينادي أَيَّامَ مَنَى أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَيَعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کہ پکاریں دن منی کے دن کھانے اور پینے اور چار کے ہیں اور سحری کھانا سنت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھاؤ کیونکہ اوس میں برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری سلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ فرق در میان ہمارو کہ اور در میان اہل کتاب کے روزہ کے کھانا سحری کا ہے روایت کیا اسکو سلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے اور درست ہے سحری کھانا یہاں تک کہ صبح صادق نہ ہو اور روزہ کھولنا جلدی فضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجائے کے مکروہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہیں لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا اسکو بخاری سلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل بن سعد اور حذیفہ اور جابر نے روایت کیا کہ اَللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِقَابِ لَحْطَنٍ یعنی اے اللہ میری واسطے مہینے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہوں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہے احمد بیہ میں نہین چاہے

سید بن سلام  
دارقطنی

اور عورت کو چاہیے کہ نفل سوزہ بدون اذن غلوند کے نہ کرے روایت کیا ابو سکون بخاری مسلم وغیرہ نے اور جو شخص کسی قوم پر جانے کے لئے بیرون اذان اٹھے کے روز نہ کرے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

## باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک ہمارا روزہ دار کا مسجد میں بنیت عبادت حبیبین عبادت ہوتی ہے لیکن سنت موکدہ ہونا نوافل عشرہ اخیرہ میں ہے کیونکہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کے عشرہ اخیرہ میں بنیت عبادت یہاں تک کہ اوشا لیا انکو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد انکو انکی ازواج مطہرات نے تو یہ نوافل لالت کرتی ہیں سنت ہے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ مذکورے اعتکاف اور ایک مستحب ہے کہ سوا ان دس فون میں اخیر رمضان کے اور دنوں میں اعتکاف کرنا اور ان دنوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک ہنایہ رکن ہے اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا داؤد قطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا اعتکاف الا بصدقہ نہیں ہے اعتکاف مکرر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہے سفیان بن حبیب بن یسویہ ابو حنیفہ کیا اسنے سوید کو لیکن کہا میں نے یہ کہ کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا میں نے بیہقی سے اسون دونوں کے احوال سے تو ثنا کی انھوں نے اونپر اور روایت کیا ابو داؤد عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے سنت ہے اور اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عبادت کرے کسی مرض کی اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اور نہ کھلے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہے اور نہیں ہے اعتکاف مکرر روزے سے اونہیں ہے اعتکاف مکرر سب طبع میں کہا ابو داؤد سوا عبد الرحمن کے اور کوئی او سمین لفظ اسنے کا نہیں ذکر کیا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ لکھا گیا ہے او سمین لیکن اخراج کیا اس سے مسلم نے اور توفیق کی اسکی ابن حنین نے اور ثنا کی اسے غیر اس کے نے اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے ابن عمر سے کہ عرضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کریں جاہلیت میں آئیں اور ایک ات نزدیک کہنے کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک دایت میں نسائی کی ہے کہ تکم کیا حضرت عائشہ علیہ وسلم نے انکو کہ اعتکاف کریں اور روزہ رکھیں کہا داؤد قطنی نے متفرد ہو اساتھ اس کے عبد اللہ بن کمال بن قرقار انخرای عروسے اور حنیفہ حدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہیں ذکر کیا روزہ کا اونہیں ہے بن ابن جریر اور ابن اور حماد بن سلمہ اور حماد بن یسار و سوا انکو اور یہ حدیث صحیحین میں ہے نہیں ہے او سمین نے مکرر روزہ کا بلکہ آتا ہے کہ کہما حضرت عمر نے کہ مذکر کی تھی سینے جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں سب حرام میں ایک ات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک دایت میں ہے حضرت عمر سے کہ مذکر کی تھی سینے جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ایک ات نزدیک سب حرام تو مولوی محمد امجد علی کے ساتھ رات کے ایک ات ساتھ ایک کنے تاکہ طابقت ہو کہ حدیث میں اور جواب یا جاوید کا گناہ اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا روئے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت نقد ضابط کی مقبول ہے اور ثم جعفر ثنایت کرتے ہو عبد اللہ بن مسعود کا مسلم نہیں کہو کہ کہا ابن مسعود نے کہ وہ صاحب حدیث ہے اور ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات میں اور ذکر کیا

ما

ما

ما

مؤید ہوا کے حدیث حضرت عائشہؓ کی جو نقل کی ہے عنہ اور ابو داؤد و سنائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریر سے انھوں نے  
 عطائے سے انھوں نے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونوں نے اَلْعَتِكَفُ مَصْنُوعٌ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ  
 تو یہ قول ابن عمرؓ کا بھی مؤید ہوا اسکے یہ کہیو کہ نقل کیا انھوں نے اسکو اپنے باپ سے اور یہ واقعہ سے اور امام شافعی  
 دلیل لاتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر اعتکاف  
 کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کرے اپنے نفس پر اور سچ کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ کہ یہ تصحیح اونکی تمام نہیں اسناد میں اونکی  
 عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ پر اور وہ مجہول پر اور باوجود حالت اوسکی کے نہیں رفع کیا اسکو کیونکہ سوا اسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں  
 اوسکو ابن عباسؓ پر اور مؤید ہوا اسکے واقعہ کے جو ذکر کیا اسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے کہ متفق ہوا ساتھ اوسکے ہر ایک روایت  
 کیا اسکو ابو بکر حمید بنی عبدالغفر بن محمد سے انھوں نے ابو سہیل بن ملک سے کہا کہ جمع ہوا میں اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبدالقمر  
 کے اور اونکی عورت نے ذکر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہاب نے کہ یہ یقیناً ہر اعتکاف مگر ساتھ روئے کے سو کہا عمر  
 بن عبدالغفر نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہا انھوں نے نہیں سو کہا کہ ابو بکرؓ سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمرؓ سے  
 کہا کہ نہیں کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھر میں سو پایا میں نے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا میں نے اونسے یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباسؓ  
 نہیں دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطاءؓ یہ راجح صحیح ہو تو اگر ابن عباسؓ نے رفع کیا ہوتا  
 اوسکو نہ وقف کرتے طاؤس اسکو ابن عباسؓ پر اور اسید واسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا وہم پر اور پھر جمعیت پر  
 کہ وقف بھی سنا ہے سے سالم نہیں ہوا واسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونوں نے معتکف روزہ  
 اور کہا عبدالرزاق نے حَدَّثَنَا الثَّوَالِیُّ عَنْ ابْنِ أَبِي لَیْلَى عَنْ ثَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
 مَنْ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوپر روزہ ہو اور اسناد اوسکا صحیح ہو اور نکالا عبدالرزاق نے  
 حضرت عائشہؓ سے موقوفاً مَنْ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہؓ بھی کہ کہا اون دونوں نے اَلْعَتِكَافُ اَلْاِ  
 بِالْفَقْرِ اور موسطین ملک کی ہر کہ پوچھا اؤ کو قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ بن عمرؓ سے کہ کہا اون دونوں نے نہیں ہر اعتکاف مگر  
 ساتھ روزہ کے بسبب نبی اللہ تعالیٰ کے تَرَأْتُهُمُ الصَّیَامَ لَیْلِ اللَّیْلِ وَلَا تَبْاِشِرُهُمْ وَهَؤُلَاءِ عَاكِفُونَ فِی الْمَسَاجِدِ  
 یعنی تمام کروڑوں کو رات تک روزہ بابت کرتے اور عورتوں سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کو  
 ساتھ روزہ کے کہا بھی کہا مالک نے وَالْاَمْرُ عَلَى ذَٰلِكَ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا اَعْتِكَافَ اِلَّا بِصِیَامٍ یعنی حکم نزدیک ہمارے  
 اسپر یہ کہ نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روزہ کے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد میں صحیح ہے جہاں جماعت ہوتی ہو ورنہ  
 کیا طہرانی نے برابر ہم نسخی سے کہ کہا حذیفہؓ نے واسطے ابن سعدؓ کے کہ کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو اون لوگوں کے کہ درمیان ہتھار گئے اور گھر  
 ابو موسیٰؓ کے ہیں اور کہا ان کو کہ نہیں کہ ہم اعتکاف سے ہیں کہا ابن سعدؓ کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم خطا پر اور اون لوگوں کو  
 یاد ہوا اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہؓ نے لیکن میں جانتا ہوں کہ نہیں ہر اعتکاف مگر مسجد جماعت میں اور نکالا بیہقی نے ابن عباسؓ  
 کہ ہر مسجد کا مولیٰ میں کہ نہ نزدیک عتیمین میں اور تحقیق کہ ہر مسجد میں اعتکاف کرنا اون مسجدوں میں جو گھروں میں ہیں اور وہاں  
 کیا ابن ابی شیبہؓ اور عبدالرزاقؓ نے اونوں نے اپنے صنف میں شَنَا سَفِیْكَ الثَّوَالِیُّ اَخْبَرَنِی بِمَا رَوٰی عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ









روایت کیا ترمذی نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں بلکہ اگر ہو تو وہ افضل ہو اور اسکا بیان لگے گا **ص** میقات بیہنے کے پہننے والے کا ذوالحلیفہ اور عراق والوں کا ذات عرق اور شام والوں کا جحفا اور نجد والوں کا قرن اور یمن والوں کا یلم **ف** میقات اوسکو کہتے ہیں جہاں اسرام باندھتے ہیں اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفا اور قرن اور یلم یہ سب مقاموں کے نام ہیں اور تیسری حدیث میں مروی ہے روایت صحیحین میں حضرت ابن عباس سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مینہ کے ذوالحلیفہ اور واسطے اہل شام کے جحفا اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلم اور آخر اچھا کیا اوسکا ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام اون لوگوں کے واسطے ہیں اور جو اون پاس آئے اور اون لوگوں میں سے نہ ہو کہ جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو رکے سوا ہو تو جہاں چاہے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں گے میں اور نہیں فرما کر کیا اوس میں میقات اہل عراق کو لیکر فرمایا اوسکو جابر نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کی راوی اس کے رفع میں راہنہ نے روایت کیا اوسکو اور اوس میں شک نہیں اور اوس میں ہے کہ مقام اہل لال اہل شرق کا ذات عرق ہے مگر اسناد میں اوسکی ابن عمر بن زید جزی ہے اور نہیں شک ہے اوسکی حدیث میں اور روایت کیا ابو داؤد حضرت عایشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد میں اوسکی افع بن حمید ہے اور تھے احمد بن حنبل انکار کرتے اسکا اور بخالا عبد الرزاق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقاموں سے کہ بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جس کا قصد کے میں داخل ہونے کا اور **ف** برابر ہے کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز کرے کوئی میقات مگر احرام باندھ کے اور یہ عبارت ہے **ص** میں ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں **ح** ثنا عبد السلام بن محمد عن عاصم بن عیسیٰ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحاجوا والوقت الا باحرام یعنی نہ نماز کرے میقات مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے اپنے مسند میں **ح** ثنا ابن عیینہ عن عیسیٰ بن عمر عن ابی الشعثاء انہ راوی ابن عباس سے کہ میں نے جاوراً للیققات یعنی لا احرام یعنی پھر دیتے تھے ابن عباس اوسکو جو آگے جاتا تھا میقات بغیر احرام کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے **ح** ثنا کعب بن عیینہ عن حنیف بن ابی ثابت عن ابن عباس اور ذکر کیا اوسکو اور روایت کیا احمد بن حنبل نے مسند میں **ح** ثنا فضیل بن عیاض عن لیث بن ابی سلیمان عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس قال اذا جاور الوقت فلم یحرم حتی دخل مكة وجعل الی الوقت فاحرم وان خشي ان وجعل الی الوقت فانه یحرم ویقصر فی ذلك ما یعنی کہا ابن عباس کہ جب نماز کرے کوئی شخص میقات صلی اور نہ احرام باندھے یہاں تک کہ داخل ہوا کہ میں نے طعن میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طعن میقات کے تو وہ احرام باندھے اور اوس کے بدلے میں ایک قربانی کرے **ص** اور قبل ہونے کے ان مکانوں میں اگر پہلے سے احرام باندھے تو درست ہے **ف** روایت کیا حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علی قول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا



بعد نماز کے سوہبت سے ثابت ہوا روایت کیا ترمذی اور نسائی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کی بعد نماز  
 او کیا ابن ابی عامر کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت کیا اسکو اور اگر سواری پر چڑھ کے لبیک کہے تو بھی درست ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ  
 ثابت ہے روایت کیا ابو یوسف بخاری سلم نے اور زیادہ کہ اس سے جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ  
 حضرت عمر بن الخطاب نے زیادہ کیا ان کلمات پر اور کہا وسعد یاک وانجبت فی یل یاک والرحمۃ الیک مروی ہے  
 صحاح میں اور زیادہ کیا ابو داؤد ایک روایت میں کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے  
 اور کچھ نہیں کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعود سپہ مروی ہے پسند اسحق بن راہویہ میں اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات  
 روایت کیا اسکو ابن جعد نے طبقات میں واللہ اعلم **ص** اور جب لبیک نیت کر کے کہلی احرام او سکا بندہ چکا تو  
 جامع اور خوش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جامع سے محذون کے سامنے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے جب یہ شعر پڑھا  
 مشعر فہن یمنین وناہیسا کون یصدق علیکم مثاک یلیسا کہ معنی اردو اسکے یہ ہیں کہ اونٹ چلتے ہیں ہمارے  
 ساتھ درنا خلیک افکے سوزون کے نعل سے آواز آئی ہمارے گال سے جوتو ہم یلیس کہا ایک عورت ہے اس سے جو ہمارا جی چاہے بگاڑے  
 تو لوگوں نے کہا کہ آپ رفت کرتے ہیں احرام میں تو فرمایا کہ رفت اسکو کہتے ہیں جس میں عورتیں مناجلہ ہوں اور بچہ فسوق اور  
 گناہوں اور بدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے بڑے یا شر کو بچے حج کی تقدیم اور تاخیر میں **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ  
 فلو رفت ولا فسوق ولا جحد ال فی الحج یعنی نہیں ہے رفت او فسوق اور بدال حج میں **ص** اور زنیہ شکار  
 خشکی کا احرام میں اور دریا کا شکار منع نہیں اور شکار کے جانور کو کیسکو نہ بتلائے اور نہ او کی طرف اشارہ کرے **ف**  
 اس واسطے کہ ابوقتاہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک حمار وحشی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے اس کے کمانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تھے اس کے شکار میں کچھ بد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تھے کہا انھوں نے نہیں  
 تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکھا و جو اسکا گوشت باقی ہے روایت کیا اسکو صحابہ صلح سے نے وہ وہ کچھ دالات  
 کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہے اور یہی حکم نیک کا سونے کا باب میں ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 الذل علی الخیر لکن علیہ یعنی بتلانے والا بہتری کا مانند اس کے کرنے والے کے ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تقنوا  
 الصیید والکھنصر یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو **ص** اور پرہیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے  
**ف** اور یہ منع حدیث میں وارد ہے **ص** اور زہرہ ڈھانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک  
 جائز ہے واسطے مرد کے چھپانا سونے کا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انحر ام اللہ جل فی راسہ ولا تلھم  
 النس او فی وجھک یعنی احرام مرد کا اس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اس کے منہ میں ہے روایت کیا اسکو داؤد طحاوی اور  
 بیہنی نے موقوف ابن عمر پر اور ذکر کیا اسکو مرفوع صاحب حدیث اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے باب میں جب مگر کیا  
 احرام میں کچھ پانڈا و سکا اور پچھو سکا روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 لبیک خش کے باب میں جب مگر کیا تھا احرام میں کہ نہ چھپاؤ سونڈا سکا اور نہ چھپاؤ سوا سکا اس واسطے کہ وہ اونٹ کا بدن تھا اس کے  
 لبیک کہتا ہوا اور وہ دیکھ کر کہ جب عورت نے باجوہ اس بات کے کہ اس کے سونڈہ کھولنے میں خوف فتنے کا ہے سو نہ نہ چھپایا تو

الحج کے بیان میں  
 باب من یمنین وناہیسا کون یصدق علیکم مثاک یلیسا  
 معنی اردو اسکے یہ ہیں کہ اونٹ چلتے ہیں ہمارے  
 ساتھ درنا خلیک افکے سوزون کے نعل سے آواز آئی ہمارے  
 گال سے جوتو ہم یلیس کہا ایک عورت ہے اس سے جو ہمارا  
 جی چاہے بگاڑے تو لوگوں نے کہا کہ آپ رفت کرتے ہیں  
 احرام میں تو فرمایا کہ رفت اسکو کہتے ہیں جس میں  
 عورتیں مناجلہ ہوں اور بچہ فسوق اور گناہوں اور  
 بدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے بڑے یا شر کو بچے  
 حج کی تقدیم اور تاخیر میں



جو کہ پہلے نماز کے اور جب ہمارے ہمارے ساری ہاوس کی اور جب پڑھے چھائی ہر اور جب اونے اور تا میں اور جب نماز کے  
 بعض میں اور مع کے وقت اور روایت کیا ابن جبریل فرماد میں کہ کہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجوز  
 اذا لقی ذاکبائینی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے جب طواف کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب مقاموں کو  
 سوا اس کے کہ جب پہلے آئے ساری جیسے کہ روایت کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہو کر کے من پہلے جاوے مسجد حرام  
**ف** اس واسطے کہ صحابین میں یہ کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شروع کرتے تھے مسجد سے تو پہنچتے تھے آگے  
 در کہتے قبل بیٹھنے کے پڑھتے تھے ساتھ آدمیوں اور زمین پر مضایقہ اس میں کہ جاتے مسجد میں بات کو باذن کو روایت کیا  
 نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو کر کے من ات کو اور دن کا وقت تھے حج و طواف میں بات کو اور دن کو عمرے میں  
**ص** اور جب دیکھے خاد کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کے **ف** تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا اور روایت ہے کہ  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے خاد کعبہ کے پاس کہتے تھے اھو خربت البیت من الکھرب والفقیر من  
 ضیق القدر وعد اب الفکر اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بیجا  
 و کتاب کے مانگے کیونکہ دعا قبول ہوتی ہے وقت دیکھنے خاد کعبہ کے **ص** یہ سانسے جانے ہر اسود کے اور تکبیر کے اور تہلیل کے  
 اور اٹھائے دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لپٹے اسکو موند لگا کے اور اگر چہ مناسک کے تو پہلے اسکو ہاتھ سے چوم کے  
 پھر ہاتھ چوم لپٹے اور اگر یہ بھی بوجہ چوم کے نہ ہو سکے تو سانسے اسکو جانے اور تکبیر اور تہلیل کے اور قرعہ لپکے اللہ تعالیٰ کی اور  
 در بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سانسے مانا ہر اسود اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث میں ثابت ہے روایت کیا  
 امام احمد نے مسند میں سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت عمر سے کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اونکے ترکہ ایک  
 مرد قوی ہوسوز مزاحمت کر دو لوگوں کی نزدیک ہر اسود کو نایا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو چوم لے اسکو موند سانسے مانا اسکو اور  
 تکبیر اور تہلیل کے اور ہاتھ اٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اٹھائے ہا دین مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انہیں  
 وقت چہ سنے ہر اسود ذکر کیا اسکو صاحب ہار نے اور زمین پر یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں پھر حدیث گذری ہو  
 چہ مناسک اس طرح چاہیے کہ اوپر دونوں ہاتھ لے اور موند لگا کے چوم لپٹے اس واسطے کہ صحابین میں یہ کہ حضرت عمر فرماتے  
 ہر اسود پاس اور چپا اسکو اور کہما قسم اسکی میں جانتا ہوں کہ تو پھر ہی تو پھر لگ سکتا ہی نہ نفع لک سکتا ہی اور اگر میں نہ جیتا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ چہ سنے تھے چھوڑ چہ متا میں چھوڑا مروی ہے حضرت ابن عباس سے کہ وہ چہ سنے تھے ہر اسود کو اور  
 سجد کرتے تھے اوپر ہی ہر اسود واسطے چہ سنے کے اوپر کہہ دیتے تھے اور کہنا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ چہ سنے تھے اسکو  
 اور سجد کرتے تھے اوپر اور پھر کہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا  
 اسکا ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجد کرتے تھے  
 ہر اسود پر بعد ہر سجد کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہ کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ ہر سجد ہر اسکو سجد کیا اور پھر  
 کہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا اسکا ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا  
 اسکو اور جب چوم ہوتے چہ سنے سے باز ہے تاکہ اسکو اذیت ہو اس واسطے کہ چہ مناسک ہے اور سلطان کے ایذا سے









صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء فان الله كتب عليكم الشعي یعنی دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اللہ تم پر دوڑنا یعنی دوڑنا  
صفا اور مکہ اور مدینہ کی طرف اور کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا تجعلكم عليه وان يعلق فذبحوا یعنی نہیں گناہ ہو پھر  
طواف کرے در میان ان دونوں کی ذکر کیا اسکو صاحب پرچہ اور ذکر کیا اس پریشکامین ابی شیبہ نے مصنف میں اور پوری پیش  
یون ہون عن صغیۃ بنت شیبہ عن جلیلۃ بنت جبرائیل عن اہل بیتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یطوف الناس بین یدیه وهو راہ مہر وهو یسعی حتی آرمی تکبیرہ من شدۃ ما یسعی وهو  
یقول استسقاء فان الله كتب عليكم الشعي اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہ صاحب تصحیح نے  
استسقاء صحیح یعنی اسناد او کا صحیح ہو اور صفا سے اس واسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا  
والمرکۃ من شعائر اللہ یعنی صفا اور مکہ کی نشانیں ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابد تک  
بما بدأ اللہ بہ یعنی شروع کو اس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا پر اپنے کلام میں روایت کیا اس پریشکامین لفظ  
نسائی اور دارقطنی نے اور خارج کیا اسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابی ہریرہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پھر صفا  
مردہ تک ہوتا ہے پھر وہ صفا تک دوسرا پھر شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتویں بار میں مردہ پر  
اور روایت ملوایں ہیں کہ سی صفا مردہ تک ہر پھر وہ صفا تک ایک پھر ابی ہریرہ مالک یہ کہ صفا سے چار بار اور پھر صفا پر آنا یہ ایک  
پھر ابی ہریرہ مالک جو پھر وہ صفا تک اور ختم صفا پر ہو گا اور صحیح اول مذہب یہ ہے کہ میں اہرام باندھے ہے اور طواف کرے  
غنا کہ کعبہ کا نفل چنانچہ ہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی  
علیہ وسلم نے اطلقوا بالبيت صلوة یعنی طواف غنا کہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے **ا** ان الله احل فيه المنطق  
فمن نطق فلا ينطق الا بخير یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے او میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے کو مہر اور یہ  
حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع خود روایت غیاث سے ہے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے  
انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان نے اور کمالا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن عیینہ انھوں نے لیث بن  
ابی سلمہ سے انھوں نے عطاء بن سائب سے مرفوعا ساتھ اسی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا  
اسکو شافعی نے موقوفاً لیکن عطاء بن سائب فقہ ہونے کی بنا پر یا تو تقدیر کی مقبول ہو اور خطا اسکا اخیر میں تغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے  
قبل تغیر کے سنا اور روایت اسکی صحیح ہو اور نہیں ہے اس سے قبل تغیر کے سنا ہو اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے  
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلقوا بالبيت صلوة فاقولوا في الكلام یعنی طواف غنا یہ  
گناہی ہو سو کہ روایت میں کلام **ص** اور خطبہ میں امام کے میں ساتویں تاریخ اور کھانے او میں طریقے حج کے مثلاً کلمہ ان  
سنی کے اور نماز اور کھانا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اس جگہ سے اٹکے سبک طریقے جلائے اور دوسرا خطبہ میں تاریخ  
دو عرفات کو نیزہ خطبہ کیا وہ میں تاریخ سنی میں تو خطبہ میں ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے تاریخ  
دومین تک **ص** پھر خطبہ صبح کے وقت دن ہو کر یعنی آٹھویں تاریخ کو پھر کے اور تیسرے سنی میراب کرے کہ ان

اور عرب لوگ آج کے دن میں اونٹوں کو میرا کہتے ہیں یہی کی طرف اور شہر مدینہ و ماکہ میں روز عرفہ کی فجر تک پھر وہاں عرفات کو جاؤ **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ یہ کہانوں کی اونٹوں کی طرف سے اور اہل مال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر مدینہ ان کے ساتھ تھے اور عصر اور شہر اور عشا اور فجر پھر شہر سے تھوڑی دیر بیان تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویج کے میں پڑھے اور جب عرفات کو جاؤ کہ لا الہ الا انت سبحانک انی اعوذ بک من الهم والحزن **وَوَجَّهْتُ كَأَذُنِ الْفَاجِلِ ذَنْبِي مَغْفُورًا** اور کچھ مبرور و آراہین و کافری و کفار و اقصیٰ بعض فاکت حاجتی لانت علی کل شیء قد اور لیک کہ اور تکبر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہے ابن مسعود سے روایت کیا اسکا پورے **ص** اور عرفات میں چار ٹھہرے طین عرفہ میں کیا ایک تمام ہو اور اس جگہ نہ ٹھہرے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ ٹھہرے کی جگہ ہو اور نہ ٹھہرے طین عرفہ میں اور مردانہ سب وقوف کی جگہ ہو اور نہ ٹھہرے طین محشر میں روایت کیا اسکو طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو ابن عدس نے کامل میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ہناد و سکا ضعیف ہے **ص** اور جب قال ہوا آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند جمعہ کے اور سکھائے اوسین طریقے حج کے شکار گھڑا ہونا عرفہ میں اور مردانہ میں اور مروی جابر اور بخاری اور طواف زیارت **ف** اور یہ مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خراج کیا اسکا ابو داؤد اور امام احمد وغیرہ **ص** اور پڑھے اون کے ساتھ ٹھہرے عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایک لہ ان اور دوا قاسم کے **ف** اور حج کرنا اس تمام میں صحیح حدیثوں ثابت ہو کر کیا ہننے اور ٹکوتا با الصلوٰۃ میں **ص** اور شرط اس کے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام ہو دونوں نمازوں میں نہیں پڑھوں عصر اور کسی جسے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جامع کے اور جسے احرام نہیں باندھا اور جس شخص نے کہ نہ کی نماز جامع سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر اور کو پڑھنا ساتھ امام کے کو وقت عصر میں **ف** اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر تو اپنے وقت میں اور عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں مگر ساتھ شرط جامع کے ظہر اور عصر میں اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں **ص** پھر جائز ہے طرف موقوف کے اور غسل کرنا اور وقت سنت ہے **ف** اور اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہے غسل عرفہ کی کتاب الصلوٰۃ میں گذری **ص** اور کھڑا ہو امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے مونہہ قبلہ کی طرف کر کے اور دعا مانگے خوب کوشش و مجتہد سے اور کھڑا طریقے حج کے اور کھڑے ہو وہیں لوگ نیچے امام کے نزدیک اور مونہہ سب کا قبلہ کی طرف ہو اور امام کلام کو **ف** لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری ہو یا سوا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کیا جابر بن عبد اللہ مونہہ کرنا قبلہ کی طرف سوا سوا اس کے ذکر کیا صاحب ہدایہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر التواقف ماکہ مقبل الیہ القبلة یعنی بہتر وقت وہ ہیں کہ مونہہ ہو و اونٹین طرف قبلہ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں باہر آئی لیکن روایت کیا حافظ ابونعیم نے تاریخ ہمسامان میں محمد بن مسلم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر الحج المکالم کا استقبل بہ القبلة یعنی بہتر مجلس میں ہیں کہ وہ ہوں و اونٹین طرف قبلہ کے اور روایت کیا حاکم نے اب میں ایک حدیث طبرانی اور ابی داؤد اور ابی یوسف اور ابی شیبہ اور ابی نعیم اور ابی حاتم اور ابی اسحق



نہایت فصیح و بلیغ  
نام غفر عنہما  
عبد السلام بن علی  
فیہ وفات مولانا  
فیہ وفات مولانا  
فیہ وفات مولانا

میں کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اور کو صبح سا تھا اذان اور اقامت کے پھر سوار ہو کر  
قصو اور بریان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور وہ نہ کیا طواف تھکا اور عداغی اور گریز اور تحلیل کی اور توحید بیان کی تکمیل کی  
تو آپ قوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب دشمنی ہو گئی ہو و قوف کیا آفتاب طلوع ہو چکا تھا **صل** اور یہ وقوف ہزاروں تک  
واجب ہوا اور کن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ شفاؤ کرکھ لاہلہ عید  
المشعر احسن ام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہادیہ اور یہ وہم ہو کر چونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوف کو سنت لکھا  
اور دلیل ہماری بن الہام فتح القدیر میں بیان کی ہو اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا احباب سن بن ابن عباس کے تھے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم آئے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاس تاریکی میں منی رات باقی ہوتی تھی اور فرط تھکے کہ نہ رمی کریں جو کی ہیں  
کہ طلوع ہو آفتاب گر کر آج نماز حکم کرتے آپ و کنوترک کا اور وجوب کی دلیل یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن ماجہ  
نے عروہ بن مسعود سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز میں اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک  
کہ لوے اور وقوف کرے چاہا وہ عرفہ میں بات یاد کی سو تمام ہواجج کو سکا کا حکم کرنے صحیح علی شریطہ کا کافہ الحدیث میں  
صحیح ہے اور شرط اکثر محدثین کے تفصیل فتح القدیر میں ہے **صل** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے منی میں اور رمی کرے  
جموعہ عقبہ کی طہن آدمی سات بار اوٹھو سج اور تکبیر کے ساتھ ہر ٹکڑی کے **ف** یعنی سات ٹکڑیاں چھوٹی چھوٹی ایسے چھٹے  
اوسنی ایک سستی ہر اطراف کے میں اور چھوٹی ٹکڑیاں اوساطے چھٹے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جس مقام  
چاہے ٹکڑیاں اوٹھائے مگر نزدیک جموعہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک ٹکڑیاں ہیں مودودہ میں اور یہ حدیث میں وارد ہے اور جموعہ منی جموعہ  
سنگریزہ اور عقبہ تک گھاٹی کو چوبارون میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیرؓ کیا سال ہو سنگریزہ کا کہ چھٹے میں  
لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہیں ہیں اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ ٹکڑیوں کا ہو جاتا  
حضرت ابن عباسؓ نے کہ نہیں جانا تو نے جس کا حج قبول ہو جاتا ہو تو اوسکی ٹکڑیاں اوٹھتی جاتی ہیں اور جب قبول نہیں تو اس کی  
بڑی بڑی ہیں کہ جب سنا بیٹھنے یا اوسنے بیٹھنے اپنی ٹکڑیوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آئیں پاس جموعہ کے اور ڈھونڈھائیں  
انکو سونہ یا پائینے اور جائزہ رمی جو قسم سے زمین کے جو کہ مشاٹکنا تھرمی وغیرہ داخل اور اوقات اور جائزہ رمی اور سونا اور پس او  
چھوٹی ٹکڑیاں اگوتھے اوسکے کی اوٹھکی سے چھٹے بنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو جو حصی المخذوف یعنی  
لازم ہے تھم چھٹے ٹکڑیوں کا اوٹھو سج اور رمی ہے صحاح میں روایت کیا اوسکو سلم وغیرہ نے اور آسان یہ کہ ٹکڑی اگوتھے  
اور کسے کی اوٹھکی کے کنارے سے پڑے اور اوسکو چھٹے اور اگر بڑی ٹکڑیاں چھٹے دست ہے سوا اسکے کہ پڑے سے بڑے چھٹے  
کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر سے دست ہو لیکن جب یہ کہ طہن آدمی کرے کہ نہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے تھے جموعہ کی طہن آدمی اور آپ صغار تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر ٹکڑی کے آخر میں تک یہاں تک کہ وہ تمام  
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کریں بعض تم میں بعض اور جب چھٹو تو چھٹے ٹکڑی خدو کی چھوٹی ٹکڑیاں  
اوٹھو سج اور رمی ہے بہت حدیث میں اور اگر کسے تکبیر کے مستحقان اللہ کا تو جائز ہے اور ایک کہ نماز وقوف کرے جب پہلی  
ٹکڑی چھٹے ایسا ہی کرتے تھے سوار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر ٹکڑی کو داخل کیا کافی ہو جاوے گا لیکن مخالفت ہوئی





قبل فجر ہونے چوتھے دن کے ذبح طلع فجر کے اور اگر شہر طلع فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر ہی کرنا **ف** اس واسطے کہ  
 روایت ہوئی علیہ السلام سے کہ جب طلع کیا انھوں نے جمع کیا طرف کے کے اور طواف کیا بنا کہ کعبہ کا سات پیر سے  
 لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی پھر کی منی میں اخرج کیا اور اسکا مسلم نے ابن عمر سے کہنا نافع نے اور تھے اس وقت تک کہ  
 کے بعد جمع کرتے تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے طہاروس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا یعنی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اور حدیث بابور میں ہے صحیح مسلم میں ہے وہی خلاف اس کے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں اور نماز پڑھی  
 ظہر کی گئیں اور نہیں شگ ہو اس بات میں کہ کوئی انہیں سے وہم ہو اور ثبات ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث جاہل کے  
 اور سنائے میں اس کی حق حجت ہے صحیح مذہب ہا اور اس واسطے کہ اس مذہب کے معتمدین یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابی الہثم  
 جب معارض بن عیینہ خدشین اور ضروری ہو چھٹا نماز ظہر کا کسی جاہل تو مسجد حرام میں بہتر ہو جو کثرت ثواب کے اور عین اور باقی  
 سب ابو حدیث جاہل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں **ص** اور جائز تھو رمی کرنا سوار ہو کر اور رمی جو اول کی  
 جو مسجد خیمہ کے پاس ہوا جو واسطی کی جو اسکے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جو عتبہ کی سوار ہو کر افضل ہے  
**ف** اور مردی ہے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ اگر ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہو امین ابو یوسف کے پاس  
 اس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے اوپرین کھول دیں انھیں اپنی اور کہا مجھے کہ رمی کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیدل کہ افضل ہے  
 سو کہا میں نے پیدل کہا خطا کی تھی نہ سو کہا میں نے سوار ہو کر کہا خطا کی تھی اور کہا کہ جو رمی کیا اسکے بعد شہرنا اور تسبیح اور تہلیل  
 اور حال لازم یہ وہ پیدل افضل ہے اور جو ایسی نہیں امین ابو یوسف کے افضل ہے اور بیان کی وجہ اس کی تو میں جلا اسکے پاس سے  
 یہاں تک کہ نہ پہنچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر ہو کر انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں نے اس کے حفظ دیکھا کہ موت کے وقت بھی اس طرح حال  
 حضور **ص** اور اگر اسباب اپنا کے میں بھیج دیا اور قامت کی منی میں واسطے رمی کے مکر وہی **ف** اس واسطے کہ بوتا  
 کیا ابن ابی شیبہ رحمہ من قدام ثقلہ قبل الشفہ فلا یحجر لہ یعنی جو شخص مسجد اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں کرے  
 حج اسکا اور عمار کہ انھوں نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ من قدام ثقلہ من ثقی لیکہ و یسفی فلا یحجر لہ اور منی میں  
 جب کہ تو چاہیے کہ رات کو بھی اسی جا ہے اور کہ وہ ہر کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر سوار ہو اس واسطے کہ نصف ابن ابی شیبہ میں ہے  
 عن عمر انا کان یحکم ان یبیت احد من قرا و العقبہ و کان یا من ہوان ینزل خلوا منی و اخص بہ  
 ایضا عن ابن عباس عن عمر انا کان یحکم ان یبیت احد من قرا و العقبہ و کان یا من ہوان ینزل خلوا منی و اخص بہ  
 منی اسکے یہ ہیں کہ کہ وہ ہر ایام منی میں ہوا منی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب  
 کوچ کرے کے کو اترے عتبہ میں **ف** اس واسطے کہ اترے تھے امین سوار ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی  
 یہ صحیح ترین **ص** طواف کعبہ کا سات چہر بغیر رمل اور سعی کے اور طواف واجب ہے کہ طواف کعبہ کا سات چہر  
 اس واسطے کہ روایت کیا نزدیکی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے نہ گناہ گنہ گار نہ ہو نہ کافر نہ ہو نہ عیسیٰ نہ ہو نہ  
 طواف ہو مگر مانعہ محمد بن ابی اور رخصت دی او کو اسکے ترک میں کہ توفی نے بعد حدیث حسن صحیح ہے جو صحیحین میں بھی آیا ہے  
 سکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ کے کہنے والے ہیں انہیں طواف

ک

بنا کر کعبہ کا سات چہر



واجب نہیں ہوا اس کے بطور و داع یعنی رخصت کا ہی اور اس کے لوگ کہے سے رخصت نہیں ہوئے ہیں **ص** پھر یہ کہ بانی زفرم کا **ف** روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر بانی دنیا میں بانی زفرم کا کہ اوس میں کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی جو بانی زفرم کا بھوکا شخص سیر ہوگی نیت سے پی سیکو خدا کو پانی سے سیر کرنا ہی روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے مجمع کبیر میں اور ربیع الاو کے نقیہ میں اور روایت کیا اوسکو ابن جابر بھی آخر حدیث تک اور روایت کیا بزرگ سا تھا سنا صحیح کا ابو ذرؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی زفرم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ مروی ہے کہ ہم نام رکھتے تھے زفرم کا شتبا یعنی سیر کرنے والا اور ہم باتے تھے اوسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوس کے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی کبیر میں اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ مروی ہے کہ کما مَاءَ زَمْنٍ مَّا شَرِبْنَا لَئِنْ شَرِبْنَا لَشَفِیْنَا شَفَاءَ اللَّهِ وَلَئِنْ شَرِبْنَا لَشَبِعْنَا أَشْبَعَكَ اللَّهُ وَإِنْ شَرِبْنَا لَقَطَعَ ظِمْرُكَ قَطْعَهُ اللَّهُ وَهِيَ هَرَمَةٌ جَبَلٌ شَلَّ دَسَقَى اللَّهُ اسْمَعِيلَ یعنی بانی زفرم کا جس واسطے پہنچاتا ہی اوس کی واسطے ہوتا ہی اگے سے تو اس کے شفا کے لیے شفا دیکھا بھوکا اللہ تعالیٰ اور اگر سیر ہوئے کے واسطے پیے سیر کر دیکھا بھوکا اللہ تعالیٰ اگر جاس مع قوت ہوئے کے لیے پیے تو قوت کرو گیا پیاس کو تیری اللہ تعالیٰ اور وہ پانون مارنا حضرت جبریل کا ہوا اور بانی پانا اللہ کا حضرت اسمیل کو روایت اوسکو ارقطی نے اور سیکو کیا اوس سے باوجود کہ شیخ اوس کا اوس میں عمر بن حسین شامی نے طعن کیا اور پھر وہی نے سبب سے کہنے اونس کے اوس حدیث پر باوجود اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو ارقطی نے اور مروی ہے اونس کے کاذب کہا اونس کے اوسکو اور اونس کے واسطے اور طعن میں اور کہا کہ یہ حدیث اس سند سے باطل ہے نہیں روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ زوف ثقات بابر کی روایت عبداللہ سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرکین اور زیادہ کیا و ان شَرِبْنَا لَقَطَعَ ظِمْرُكَ قَطْعَهُ اللَّهُ اَعَاذَكَ اللَّهُ یعنی اگر کچھ تو اوس کو دران کچھ نہ لگنے لگا نہ لگنا دیکھا بھوکا اور تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب بیٹے بانی زفرم کا فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِقًّا وَاسْعَاؤَ شِفَاءَ مَنْ کُلِّ دَاءٍ اور اس حدیث کی محبت میں کام ہی نہ لگنا اور کیا ابن العاصم اور طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل میں اور حق یہ کہ یہ ثابت ثابت ہے اور یہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اوسکا اور اپنے اوس میں ایک قول نکالے کچھ بانی ہی لیا اور باقی کو اوس میں ال دیار روایت کیا اوسکو ربیع الاو نے مکہ میں اور ابن سعد بلقاء میں اور بعض دایون میں ہے کہ اپنے اوس میں بھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ غرت و خوف حال روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباسؓ پھر بوسہ دیکھو کھٹ کو اور کھٹ نہ پانا اور نہ پانا تر ہے اور طبرانی در بیان حجر اسود اور در و اس کے ہی اور پردہ کہے کا ہاتھ میں پکڑ کر رہا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری اور یہ اس حدیث کا بابا روٹا ہوا کہے کی مفارقت اور حیاتی میں اوٹے پانون لوٹے یعنی پشت اوس طرف کر کے نہ لوٹے **ف** روایت کیا ابو داؤد عمرو بن شیبہ کہ کہ خوان کیا سینے ساتھ عبداللہ کے فوج آئے ہم پیچھے کہے کے کہا میں نے کیا نہیں بنا دیکھے تو اس کے ہاتھ میں دوزخ تہ پھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہو در میان کن اور باب کے سوراخ سینہ پر اور موند اور دوزخ میں ہاتھ دوزخ میں کن کو اور کشاہ کیا اوسکو پھر کہ کہ ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اور روایت کیا اوسکو ابن جابر

تذکرہ

اور کہا مندرجہ ذیل شیعہ نے اور طواف کیا ساتھ عبد اللہ کے اور وہ ضعیف ہے ساتھ شعی بن صباح کے اور عبد اللہ کے اور ابن  
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص میں تصریح کی کہ نام کی عبد الرزاق اپنی روایت میں ساتھ سند صحیح کے اور منترم کو اس واسطے مقرر کیا  
 کہ در بیان کن اور دروار کے منترم ہوا دیت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 مَا بَيْنَ الْوُكُوفِ وَالْبُكَايَ مُلْتَزِمٌ یعنی در بیان کن اور با کے منترم ہوا روایت کیا او سکوا بن عبدی کاہل میں ابن عباس سے  
 مرفوعاً اور وقف کیا او سکوا عبد الرزاق کہ انھوں نے حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْخُوَزَنِيِّ عَنْ  
 مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا بَيْنَ الْوُكُوفِ وَالْبُكَايَ هِيَ مِثْلُ مِثْلِ الْوُكُوفِ اور طترم اوں بکانون میں ہے جہاں مقابل ہوتی ہے  
 مروی ہے میں ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اس کی نہیں دعا کی سینے اوں گلہ بھی مگر قبول کیا او سکوا اللہ اور  
 حسن بصری سے میں ہے کہ عدلمان بند رہے مگر قبول ہوتی ہے وقت طواف کے اور نزدیک منترم کے لوہے سے نیز بکانون کے  
 کے اندر اور نزدیک منترم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اوٹھنا اور مرقہ پر اور شعی کے وقت اور عرفات میں اور مرقہ میں اور شعی  
 اور وقت حرات کے اور ذکر کیا بعضوں نے کہ وقت دیکھنے غار کعبہ کے اور حطیم میں اور حجاب کے اندر غار کعبہ کے اور بیان ہو چکا  
 اوہران سب چیزوں کا واسطہ ہوگا طواف قدوم اوں شخص سے جس نے وقوف کیا عرفہ میں قبل جانے کے کے اور اسے  
 ترک کرنے سے کچھ دوسرے وجہ نہیں ہو واسطے کہ بطواف سنت ہے اور سنت کے ترک سے کچھ واجب نہیں ہے تا اور جس نے وقوف کیا عرفات  
 میں ایک ساعت بعد زوال آفتاب سے نوین تاریخ کو دسویں تاریخ کے طلوع آفتاب تک تو پایا او سننے حج کو ف تو اول وقت  
 وقوف کا عرفات میں بعد زوال کے ہے اور یہ گزرا حدیث جابر میں اور روایت کیا دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات میں  
 رات کو تو اس نے پایا حج کو اور جب کوفت ہو او وقوف عرفات کا تو فوت ہوا او سکوا حج تو حلال ہو جاوے وہ عمر سے اور لازم ہے ایوب  
 حج اگلے سال اور ہنادین او سکی رحمتہ بن بصب ہے کہ ما دارقطنی نے اور نہیں لایا او سکوا کوئی ہوا او سکوا اور روایت کیا کچھ  
 او سین سے صاحب سن الرکبہ ص اور جو شخص عرفات گزر گیا اور وہ موتا تھا یا بیہوش تھا اور ہلاک کیا او اس سے اس کے نیچے  
 یا معلوم ہوا او سکوا کہ عرفہ سے حج ہوا حج او سکوا اور جس نے وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج او سکوا سو طواف کرے اور سی  
 کرے اور حلال ہو جاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال یہ اوں شخص میں ہے کہ احرام باندھ چکا ہو حج کا اور عورت بھی سکوا میں  
 مثل مرد کے ہو لیکن وہ کھوے سر اپنا ف اور دلیل اس کی بیان کر چکے ص بلکہ کھوے مونہ اپنا اور اگر مونہ پر کوئی  
 کپڑا ڈال لے اور نہ سے جدا کرے تو درست ہے اور لیک بھی ہے اگر کسی اور نہ سعی کرے در میان وسیلوں کے اور نہ غلو کرے  
 بلکہ قصر کرے اور پہننے سے ہو کپڑے کو اور نہ قریب ہو حجر اسود کے از دھام میں ف اور مونہ پر کپڑا ڈال لینا اور مونہ سے  
 جدا رکھنا عورت کے لیے حضرت عائشہ سے مروی ہے روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن ماجہ ص اور اگر عورت جائزہ ہو  
 تو سکوا حج کے کرے سو طواف ف ہو واسطے کہ طواف میں سب میں جانا پڑتا ہے اور جائزہ کہ کسی میں جانا درست نہیں  
 جیسا کہ کتاب الطہارہ میں گذرا ص اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف از یارقہ کے حیض ہوا تو  
 ساخط ہو جاوے گا اوں طواف خصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسے لیک کہنے سے ہوتا ہے اسی طرح مرد بھیجنے سے بھی  
 احرام ہو جانا ہے جو جس شخص سے تنہا کی ہو نہ کی ف یعنی اس کے گلے میں علامت کے لیے نعل یا کمر نعل کا یا تو شہان یا ہوا سکوا

یا دارم کسی درخت کی مانند دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہے یعنی کعبہ میں جاتی ہو اور اسکو تقلید بد نہ کہتے ہیں **صل**  
نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدنہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانیوں کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال میں یا جس  
واقعہ ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدنہ ہی شکار کا کہ اسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کہ  
تو برابر اسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آوے گا **ص** اور وہ ارادہ کرتا ہے حج کا یا قربانی بھیجے ہوگا  
کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہو اور توجہ ہو اساتحاد اس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البیک  
کننے سے محرم ہو جاتا ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَهُ فَقَدْ أَخْرَجَ مِنْ بَيْتِ  
تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث بدلتھیں ہر اور مرفوع نہیں بانی گئی بان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں  
ابن عباس اور ابن عمر سے اخذ کیا اور بخلا اسید بن جابر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اسنے بدنہ کی ہو کہا انھوں نے  
کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وار د ہوا مثل اسکے حدیث مرفوع میں بخلا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا ہزار نے سند حضرت رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے کو اور طبرانی نے تفسیر میں بخلا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کی یعنی ایک  
سے اونٹ کی کو یا مین بائیں طرف چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یا اسکی بیٹھ پر چھو ل کو ڈالا یا تقلید کی کر بری کی محرم ہوگا **ف**  
اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملدے  
اور کچھ مضائقہ نہیں اور میں اور چھو ل ڈالنے سے اسواسطے محرم نہیں ہوگا وہ واسطے حفاظت کرنے کھینچو نہ غیرہ ہوتی ہے تو حج کے نہاں  
میں اسکا شمار نہیں **ص** اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہ ہوگا جب تک کہ خود اس سے مل جائے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اسکو  
بھیجا محرم نہ ہوگا اور جب مل جاوے گا محرم ہو جائے گا **ف** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہتی تھی میں نے اسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے قلاندہ بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں میں حج میں روایت کیا اسکو بخاری نے  
**ص** اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے  
نزدیک اونٹ اور بیل بدنہ بھیجا دونوں درست ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں بلکہ ایک فسخ تقدیر میں کو کہیں

### باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن افضل ہے حج ضرر اور تمتع سے **ف** جانا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تنہا کرنا حج کا  
اس طرح کہ دو سال میں عمرہ کرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمرہ کے افعال کرنا  
حج کے مہینوں میں اور قبل وطن جانے کے بعد فاع ہونے کے عمرہ سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج صحی اور اگر تا لیکن اگر قربانی  
ساتھ لے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہیں اور تمتع نام اسکا اسواسطے کہ تمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہو اور جنہوں میں حج  
احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام عموما اور حج کے بخلاف قرآن کرنے والے کے کہ بدنہ اگر بعد عمرہ کے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم ہوگی  
**ص** اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ البیک کہنا ساتھ حج اور عمرہ کے ایک بار میں بیقات **ف** اور قرآن افضل ہے تمتع اور اگر  
ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہے افراد سے کیونکہ روایت کیا طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا خَلِّ مُحَمَّدٌ  
أَهْلُوا الْحَجَّةَ وَتَحْمَرِ لِي أَلْهَالُ لَوْ عِنِّي بَلَدٌ كَرُوا وَآوَزِينَ ابْنِي سَاتِحًا لَبَيْكُ اسطے حج اور عمرہ کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم حج مفرود اور قرآن اور تسبیح سب منقول ہیں احادیث صحیحہ میں ذکر کیا اور انکو شیخ ابن الہمام **نص** اور کتب قرآن میں  
 بنی باریع یعنی بعد اوس دو گانے کے جو احرام باندھ کے پڑھتے ہیں **اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَخَبِّرْهُمَا وَيَقْبَلْهُمَا**  
 مِثْقَىٰ أَوَّلِ دَرَّةٍ اور ارادہ کرتا ہوں حج اور عمرہ کا سو آسان کرو اور نہ دونوں کو میرے واسطے اور قبول کرو و نحو مجھے اور طواف کرے و  
 عمرہ کے سات پھر بل کرے اول کے تین پھر دین میں اور سعی کرے اور سر نہ مندا کو پھر حج کرے جیسا کہ گذر اسواگر اسے  
 دو طواف کیے اور دو بار سعی کی مگر وہ یہی یعنی چودہ پھر طواف کے کیے سات واسطے عمرہ کے اور سات طواف قدوم حج کے لیے  
**ف** اس واسطے کہ طواف قدوم سنت حج میں ہر عمرہ میں تین **ص** پھر سعی کرے دونوں کو **ف** اور ہر بڑے  
 پر دوہرہ ہر عمرہ کے پھر افعال حج کے شروع کرے اور وہاں حج کیونستہ پستور سعی اور طواف کیے اور امام شافعی کے نزدیک  
 ایک ہی طواف کیے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمر حج میں نہ قیامت تک اور  
 صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا اور دونوں کو واسطے پھر کہ اگر ایسا ہی کیا تھا اسکو سوال  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر بی ایل یہ کہ روایت کیا نسائی نے برابر ابیہم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھوں نے طواف کیا سینے ساتھ  
 پہنچا کہ اتنی گنج کیا تھا انھوں نے حج اور عمرہ کو سوچا یاں کیے اون دونوں کے واسطے و طواف اور دو بار سعی کی اور کہ اگر کیا  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگوں نے  
 ایسا ہی سو کہا انکے واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہدایت بسنتہ نبیہا ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایسا ہی کرے کہ میں اور یہ حدیث میں علی اور نسائی کی روایت میں حماد بن عبد الرحمن اگر چہ ضعیف کیا اسکو ازہری نے لیکن حج  
 اسکو ابن عباس ثقات میں توحید اسکی درجہ حسن کم نہیں اور روایت کیا امام حمہ نے آثار میں **ثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ ثَنَا**  
**مَنْصُورٌ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ الشَّامِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ إِذَا أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ**  
**فَطَفَّ لَهَا طَوَافَيْنِ وَأَسْعَرَ لَهَا سَعْيَيْنِ بِالضَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُورٌ فَلَقِيتُ حُجَّاجًا وَهُوَ يَقُولُ**  
**يَطُوفَانِ وَاحِدٌ لِمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ أَفْتِ إِلَّا بِطَوَافَيْنِ**  
**وَأَمَّا بَعْدُ فَلَمْ أَفْتِ إِلَّا بِهَذَا** یعنی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرہ دونوں کے تو دو بار طواف کرے اور  
 دو بار سعی کرے اور وہ پر کہا منصور نے ملاقات کی سینے مجاہدے اور وہ فتویٰ دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قرآن کرے تو یہ حدیث باب  
 کی سینے لو سنسے سو کہا انھوں نے اگر میں منتا یہ حدیث نہ فتویٰ دیتا مگر ساتھ دو طوافوں کے ایک بار بعد اسکے سونہ فتویٰ دو گنا کر ساتھ  
 طوافوں کے اور میں شبہ جس سند کی صحت میں باوجود اس کے کہ مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت طرہوں سے اور سینے اور تہمت کیا  
 اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور اسکی اسناد میں ایک اوی مہول ہے اور تاویل کی اسکی امام شافعی  
 اس طرح کرے کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا و مرۃ اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہے کلام  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسک کرنا ساتھ  
 اولیٰ ہے اور وہ یہ کہ فرمایا آپ نے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرہ کے کافی ہے اور نہ تو اسے ایک طواف اور ایک سعی جواب  
 اسکا یہ کہ ماند قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروی ہے تو ماضی چودہ قول قبول تو یہ روایت باقی ہے امام شافعی

ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا اور دونوں کو واسطے پھر کہ اگر ایسا ہی کیا تھا اسکو سوال

پس تم کہنا کہ اس کے اولیٰ ہوا و نجات ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین سے گاللا، و سکودار قطنی نے محمد بن علی زریعی سے انھوں نے عبد اللہ بن اودس انھوں نے شعبہ سے انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے مطرف سے انھوں نے عمران بن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحییٰ کہ ماہ دار قطنی نے ثقہ ہی اور زکریا کہ اسکو ابن جابر نے کتاب الثقات میں سوا اس کے کہ دار قطنی نے اس روایت میں اس کی طرف وہ ہم کی نسبت کی ہو اور کہا کہ صواب یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا سا تم حج اور عمر کے اور نہیں فرما کر ہو امین سعی اور طواف کا اور حاصل ہو کر ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہو اور زیادت ثقہ سے مقبول ہو علاوہ اسکے مرفوع یہ ابن مسعود اور حضرت علی سے کہما ابن ابی شیبہ ثنا مشیور عن شمس بن زید عن اذان عن الحکم عن زید بن مالک ان علیاً و ابن مسعود قالوا فی القرآن بطواف طوافین و یسعی سبعین فھو کذا کا ابن الصغیر نے عمر و علی و ابن مسعود و عثمان بن حصین رضی اللہ عنہم فان عارض ما ذهبنا الیکہ من آیہ و من ہذا روایہ غیر ہم و ما ذنبہ کان فو لھو و فوائدھ و مقیمہ مع ما یسأل فو لھو و فوائدھ و مقیمہ ما استقر فی الشرع من صیغہ اذ لا فی اخرى اذ کان کل منہما هذا اما قال الشیخ ابن الہمام فی حاشیۃ الحدایۃ **ص** اور قربانی کرے قرآن میں بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی تین روز کے بعد کرے اور اگر عسر کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روز کے بعد حج کے رکھے جہاں پستہ یعنی نبی یام شریع کے کندھوں میں روزہ رکھنا حرام ہے **و** اور قربانی یا بکری ہو یا گاو یا اونٹ ہو یا ساتواں حصہ گایا اونٹ کا ہو کہ وہ سب کو دلیا اللہ تعالیٰ نے فمن تشعربا لعمس قال الحج فما استیسر من الھدی یعنی جو شخص متع کرے تو اوپر لازم ہو ہی او متع بھی مثل قرآن کے ہو اور روزہ رکھنا بھی قرآن ثابت میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے فمن آثم یحذل فبسیام ثلثۃ اھام فی الحج و سبعة اذ ارجعتو تلک عتس کا مکملہ ط یعنی جو شخص نبائے قربانی کو تو اوپر لازم ہیں تین روز حج میں اور سات جب ماں سوئے یہ دس روز سوئے پورے **ص** تو اگر فوت ہوئے تین روز بقرہ میں قربانی **و** یعنی بقرہ قربانی کرنا ضروری اور الھم شافی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزہ رکھنے اور قربانی واجب نہیں اور امام مالک کے نزدیک اونھی دنوں میں روزہ رکھنے اور دلیل ہاری یہ کہ جب عرفہ کے دن تک روزہ نہ رکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہو اور جب چار دن گذر گئے تو اب جو روزہ رکھنا تو حج میں ہونگے اور اللہ تعالیٰ فرمایا فبسیام ثلثۃ اھام فی الحج یعنی روز تین کے حج میں یا نہیں **ص** اور قارن اگر کے میں گیا بلکہ پہلے ہی وقوف کیا عرفات میں باطل ہو اعمرو اسکا اور واجب ہوئی اوپر قربانی عمر کے ترک ہو سکتا ہے ساتھ ہوئی قربانی قرآن کی **و** یعنی عمر کے کو ترک کیا او سننے کیونکہ طواف نہ کیا اور کھول ڈالا احرام بغیر اس کے تو واجب ہے اوپر قربانی اور قربانی قرآن کی واجب ہوئی کیونکہ قرآن اس جگہ پایا نہیں گیا **ص** اور تمتع بہتری حج مفروض ہے **و** اس واسطے کہ تمتع میں جمع ہو در میان دو عبادتوں کے مثل قرآن کے **ص** اور تمتع یہ ہے کہ احرام باندھ کر کے لیے بیعت حج کے مہینوں میں اور طواف کرے اور سعی کرے اور طعن کرے یا تفرق کرے اور وقوف کرے لبیک کو اصل طواف میں عمر کے بھر احرام باندھے حج کا دن ترویج کے او قبل اس کے افضل ہو اور حج کرے بغض کے مانند جیسا کہ گذرا **و** اور ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طعن کرنا امام مالک کے نزدیک نہیں ہے اور دلیل ہاری یہ کہ روایت کیا معاویہ نے

کہ تھک کر تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمر سے میں تھا واللہ اعلم کہ اور لیک کہ اول طواف میں موقوف کرے ہوئے  
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمر میں جب دوسرے دن تھے حج ہو کر اور کہا  
 نزدیکی کی حدت صحیح ہے اور روایت کیا اسکوا بوداؤ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کے عمر کرنے والا بوسہ حج ہو کر  
 اور بعد میں حجت میں امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے غائے کہ جب کے موقوف کرے **ص** مگر فرق یہ کہ رمل کرے  
 طواف زیارت میں اور کسی کرے بعد اس کے اور اگر منع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور کسی کی قواب طواف  
 زیارت میں رمل کرے اور نہ سعی کرے بعد اس کے اس واسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اس پر لازم ہے بیعت کرنا اور کافہ تہی  
 اس قوابی دن عمر کی اور اگر عاجز ہو اس روز رکھے مانند قرآن اور یہ تین روز رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے قبل احرام کے  
 اور تاخیر کی سبب ہے یعنی تین روز جو رکھے جاتے ہیں حج میں جسکو قربانی پیش کرے تو اسکو بعد احرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا چاہیے  
 درست ہے اور افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اس طرح پر کہ تین روز پر رکھے اور اخیر روز عرفہ کے دن پر اگر متمتع قربانی کو مانگنا  
 چاہے اور یہ افضل ہے احرام باند اور اپنی ہی کو بھلا کر اور ساق یعنی پیچھے سے ہی کو مانگنا افضل ہے اسکو آگے چلے گھسنے سے  
 اسکو قود کہتے ہیں **ف** اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باند ہاؤ و احلیفہ میں اور ہاؤ ایک کی مالکی جانی تھیں لگے اونکے  
 مگر جب ساق سے ہی نیچے تو قود کرے **ص** اور تعلیق کرے یعنی کی اور یا ولی جو تحلیل سے **ف** تعلیق کے معنی یہاں کر چکا  
 یعنی اونٹ لگے کے گلے میں جو تاوشہ دان وغیرہ ڈال دیک اور تحلیل جعول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہی جائز ہے لیکن تعلیق افضل ہے تحلیل سے  
 اس واسطے کہ حدیث میں تقلید وارد ہے جیسا گذر اور قرآن شریف میں ہو ولا اھلک ی ولا القلادیک **ص** اور تحلیل سے  
 محرم نہیں ہو تا جب تک لبیک کہے اور تعلیق ہے ہو جاتا ہے اور کر وہ ہوا شعار یعنی جبر دینا کو مان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر اس  
 قواب میں طرف سے اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اسکی بائیں طرف میں قصد اور داہنی طرف میں اتفاقاً اور  
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکر وہ رکھا اسکو کیونکہ مشابہ ہے شمشک کے **ف** اور شمشک کے معنی تحلیل دینا اور منع کیا اس سے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلیہ میں مگر نہ کیا ہنگامہ  
 سے اور شمشک حرام ہے مگر قتل واجب ہے تو کیونکہ نہ کو قوابی میں **ص** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو  
 اس واسطے کیا تھا کہ شمشکین تعرض کرتے تھے ہایا اگر جہاں شمار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اس سے اور بعضوں نے کہا کہ مکر وہ رکھا اللہ تعالیٰ  
 نے اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کو اس واسطے کہ وہ اس میں سنا لے کر کہتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اس سے ساریت زخم کا اور بعضوں نے کہا کہ  
 اختیار کرنا اسکا تعلیق پر کر وہ **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک سبب ہے روایت ہے جامع ترمذی نے  
 کہ میٹھے تھے ایک بکر و کعب اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ شمشک  
 شمشک ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار شمشک ہے تو نہایت غصے ہو کر کعب رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ میں تو تجھے حدیث بیان  
 قول سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہے اس کے مقابلے میں قول ابراہیم اس لائق ہے کہ توبہ کیا جاوے تو میرے خلاف ہی ہو تی ہے جب تک کہ  
 باز نہ آئے تو اس قول سے انہی اور سبب غصے ہوئے کعب کا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اس کے مقابلے میں کوئی  
 کسی دوسرے کا قول مخالف اس کے بیان کرے تو لائق توبہ ہے اس واسطے کہ معاخذہ کرنا یہ قول غیر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آنحضرت ہے

یہاں سے ہی  
 کی جگہ ہے  
 مکر وہ جانور  
 کہ کھنڈن  
 واسطے قرآن  
 جانے بہ  
 یہ





## باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگانی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سکا ساتھ مسندی کے یا تیل میں الا یعنی لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور میں حاضر  
 زینوں کا یا تیل کا تو واجب ہو گا دم نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو  
 بالون میں استعمال کیا تو واجب ہو گا دم اور اگر استعمال کیا اسکو اور مجہد میں تو اس پر کچھ نہیں اور اگر تیل خوشبودار ہو جسے تیل منشا کا  
 تو واجب ہو گا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیسے ہو کپڑے کو پہنایا چھپایا سکا کو ایک ان تک یا منشا یا چوتھائی سکا کو یا پچھنے  
 لگانے کی جگہ کے بال مؤنث کے یا ایک بغل کے بال یا دونوں یا بال زیر ناف کے دور کیے یا ناخن یا تھوک کے کان یا بیرون ایک میں  
 یا ایک ماتھے یا ایک کچھ یا طواف قدم کیا یا طواف صد کیا اور وہ جب تھا یا فرض طواف ہو نہ تو یا طواف عافیت سے قبل امام کے  
 یا ترک کیا یا طواف زیارت میں یا ایک پیر یا دو پیر یا تین پیر یا چار پیر سے زیادہ ترک کیا تو محرم پہلے یا شنگ طواف کیے یا ترک کیا  
 طواف صد کیا یا پیر سے لے کر ایک تک یا ترک کیا یا قوف و زحف کیا سبھی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور ورمی ہو جو مرتبہ کیوں  
 خر کے یا اکثر کو اس کے ترک کیا مثلاً بارنگر یا بیسکنڈا ترک کر گین اور باقی چھینکین یا حلق کیا زمین جل میں اسطرح کے یا عمر کے اوٹے  
 کہ مطلق چھپے مٹی میں اور ورمی میں داخل ہو و جو عمر کرنے والا نخل گیا حرم قبل حلال ہونے کے اور پھر یا حرم میں تو اس پر کچھ نہیں اور حج  
 کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو اس پر دم لازم آوے گا یا بوس لیا یا چھو یا شہوت انزال ہو یا نہ ہو یا اخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی یا محرم  
 یا ایک نخل کو دوسرے مقدم کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی یا قربانی کی قربان کرنے والے نے قبل رمی یا حلق قبل ذبح کے تو ان سے دو تین  
 اس پر دم لازم ہے اور قربان پر دو دم لازم آوے گا اگر حلق کیا اس نے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اس کے ذبح کے اور ایک دم  
 ذبح کی یا اخیر حلق سے اور نزدیک صاحبین کے ایک دم لازم آوے گا اور اگر سری یا مرض کی ضرورت سے محرم سہرا تمام بدن  
 ڈھانپنے یا سیسے ہو کپڑے پہننے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگرچہ ایک ٹیس کی ضرورت کے وقت تو  
 بھی پہننے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عامہ بھی باند اور اگر ایک عضو کے ڈھانکنے کی ضرورت کی وقت و عضو کو چھپایا جیسا کہ  
 سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنایا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو وہ کفارہ لازم  
 آوے گا اور اگر خوشبو لگانی کو ایک عضو سے یا چھپایا یا سہرا یا سیا ہوا کپڑا پہنایا ایک دن تک میں یا موٹا سہرا کو چھپائی سے اکثر  
 ناخن کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدم اور صد کیا یا سہرا یا سات پیروں میں طواف صد تین پیر سے ترک کیے یا تین  
 محروم تین ایک کی رمی ترک کی یا موٹا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیک نصف صاع کیون اور اگر خوشبو لگانی یا سر موٹا عذر ذبح کے  
 یا صدقہ دیک تین صاع طعام کے چھ مسکینوں پر یا تین روکھے اور اگر اس نے دلی کی اگرچہ بھوسے سے بہ قبل و خوف عرفات کو  
 فرض ہو یا طواف ہو یا جاکھ حج اسکا اور حج کرنا چاہا جاوہ اور حج کرے اور پھر فضا کرے حج کی اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھو کر حج کی  
 فضا میں اور نزدیک امام مالک کے چھوڑا اسکو جب نخلین و فون اور امام زفر کے نزدیک جب احرام باندھیں اور امام شافعی کے نزدیک  
 جب دوسرے مقام کو پہنچے جہاں حجاج کیا تھا اس سے چھوڑے اسکو اور اگر دلی کی بعد قوف کے تو نفاس ہو گا حج اسکا اور واجب ہو گا  
 بونا اور دلی میں بطلان کے ایک کبوتری لازم آتی ہے اور عمر میں اگر اس نے چار پیر طواف کر لیے اور بعد اس کے حجاج کیا تو نفاس ہو گا  
 اور واجب ہو گا دم اگر قبل اسکے کیا عرفہ فاسد ہو گا کو کرنا چاہا جاوہ اور ذبح کرے اور پھر فضا کرے تو اگر قبل کیا محرم نے نہ کیا یا

س  
 بعد اسکا نہ  
 خوشبودار ہو جسے  
 تیل منشا کا  
 اور تیل طواف کا  
 وغیرہ





اگر جس چیز سے مفروضہ کرنے والے پر ایک دم تو فاران پڑا اور نہ وہ دم میں ایک دم حج کا اور ایک دم عمرے کا اگر جس وقت قیاس کے  
میقات تہاؤر کیا بغیر احرام کے تو اس پر ایک دم لازم ہو گا کہ جب میقات پر پہنچا تو ایک لحاظ سے واجب ہو گا کہ جب کسی شخص نے ایک  
دم لازم ہو گا جو وہ شخص کہ وہ دن میں ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پہلے لازم ہو گا اگر ایک صید کو حرم میں نہ بیٹھنے کے وہ لوگ ان  
اور احرام میں ہیں ہر ان لوگوں پر ایک جزا نصف نصف لازم ہو گا اگر یہ احرام کسی صید کو یا خرید یا اسکو توبیع باطل ہو گا اگر حج کیا  
تو کھانا اور سکا حرام ہو گا اگر اوپر سے کچھ کھالیا اسکو موافق اس کے جتنا کھا یا بی قیمت یعنی اگر کسی اور جو اسکو بیع کیا ہو  
اسکو دوسرے حرم نے تو نہیں لازم ہو گا بلکہ وہ کو قیمت دے لیکن اس کھانا اور سکا حرام تھا اور اگر گیسینے ایک ہر کی کو حرم نکال دیا اور اسے  
ایک چھنا اور جو بھی مگر کیا اور ہر کسی کو بھی نکالنے والے پر وہ دن کی جزا لازم ہو گا اگر وہ کسی جزا دی اور یہ چیز جو اسکا تو نہیں لازم ہو گا

### باب میقات کے جانے میں بغیر احرام کے

ایک آقا کی کہ راہ رکھتا ہی حج کا یا عمرہ کیا اور تہاؤر کیا اسنے میقات بغیر احرام کے لازم آوے گا اور سپردم اور جولوٹا یا طرف میقات  
اور احرام باندھا تو ساقط ہو گا اور اس دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا یا نہیں ملایا تھا اور آیا طرف  
میقات کے اور لیک کی تو ساقط ہو گا اور اس دم نزدیک ہے کہ اور امام زفر کے نزدیک نہیں ساقط ہو گا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلا  
طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا جو سود کا پھر یا طرف میقات کے لیک کھتا ہوا تو نہیں ساقط ہو گا اور اس دم اجماعاً اور لیک کی  
قید ہو اسطے کہ اگر کوٹا یا طرف میقات کے اور لیک نہ پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہیں ساقط ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ساقط  
ہو جاوے گا اور اس طرح کے کاہنے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور تمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونوں سے اور احرام باندھا  
انھوں نے تو لازم آوے گا وہ دن و نون پر ہو اسطے کہ میقات ان دونوں کا حرم ہو اور اگر کوئی کوٹے کاہنے والا بیتان میں داخل ہو کسی  
حاجت کو اسطے تو اس کے لیے داخل ہو نہ کہ میں بغیر احرام کے جائز ہو اور میقات اسکا بیتان ہو یا نہ اس کے بیتان میں تہاؤر کیا  
بیتان کا ایک مقام ہو داخل میقات کے اور خارج ہو حرم تو اگر کسی شخص نے جو بیتان کاہنے والا ہو یا بیتان داخل ہوا تھا احرام باندھا  
انھوں نے مل سے اور وقوف کیا عرفہ میں تو کچھ حرج نہیں ہو اسطے کہ احرام باندھا انھوں نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہو لے میں  
احرام لازم ہو اور سپرد حج یا عمرہ تو جب داخل ہو لے میں بغیر احرام کے جولوٹا یا طرف میقات کے اسی سال اور احرام باندھا حج کا اور بیت  
جیسے مذکور تھی اسنے حج کی تو ساقط ہوا اور سپرد واجب ہوا تھا اور سپرد داخل ہونے کے میں بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو حج  
کافی ہو جاوے گا اور اگر بعد اس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہ ہو گا اور جسے تہاؤر کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا  
عمرے کا اور فاسد کر دیا اسکو عمرہ کرنا چاہا جو اور پھر فساد کرے اور نہیں ہر دم اوپر سبب ترک کہ احرام کے میقات میں ہو  
کے کاہنے والا ہو اور طواف کیا اسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم  
اوپر دم اور جو عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر جا رہے کرے تو  
نہ کہ کرے حج کے احرام کو سبب نزدیک تو اگر تمام کر لیا اوں دن و نون کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور حج کرے قربانی اور  
احرام باندھا حج کا اور حج کا پھر احرام باندھا دن عمرے کے دوسرے حج کا اگلے سال میں یا اگر علق کیا واسطے اول حج کے قبل احرام  
لازم ہو گا اسکو و اگر حج نہیں کرے اور اگر حج کی لازم ہو گا اسکو و اگر مسافر ہو کہ تو اب باہر ہو کہ حج کرے یا کرے دم لازم ہو گا

۴  
حج کے جانے میں بغیر احرام کے

اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر طعن نہیں کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک تکافی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرے کا لازم ہونے اور سپرد و نون اور عمرہ باطل ہو جاتا ہے ساتھ وقوت کے عرفات میں قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کے سبب طعن ہو تو باطل نہیں ہوتا تو اگر طعن کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ کرنا چاہا کیا ذبح کرے اور تب ہی ترک کرنا عمرے کا تو اگر ترک کرے قضا کرے عمرے کی اور اوپر دم لازم ہو اور جس نے حج کیا اور طہال کیا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دن میں حج دن نحر کے متصل میں یعنی یا دم شرق میں حج لازم آوے گا اوپر عمرہ اور ترک کرے اسکو اور قضا کرے اور دم بھی لازم آوے گا اگر عمرہ کرنا چاہا کیا صحیح ہو اور لازم ہو اوپر عمرہ اور جسکو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرے کا تو وہ ترک کرے اسکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا اور لازم ہو سپر کہ حلال ہو جائے عمرے کے افعال کر کے اور قضا کرے اور ذبح کرے **ف** اور دلیل اسکی اہل شرح وقتا و سبب میں لکھتے ہیں کہ عمرے کا

## باب احصاء کے بیان میں

المرحوم کو کسی شہر میں روکا یا مرض کے سبب رگ گیا تو جو شخص حج سفر کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دوم اور مقرر کرنے ایک دن ذبح کا اگر چہ قبل ان نحر کے ہو یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین نے نزدیک عمرے سے روکا تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رگ گیا ہو تو نہیں جائز نہ ذبح کو نہ نحر کے **ف** اور پہلے نزدیک و کا جانا یعنی احصاء مرض سے بھی ہوتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک نہیں ہوتا احصاء اگر ذبح کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا طحاوی نے شرح آثار میں ثنا قد شاعی بن معبد بن سعد ابی العبد بنی صاحب قحیل بن الحسن ثنا جابر بن عبد الحمید عن منصور بن عوف عن ابن ابی عمیر عن علقمہ قال لزم صاحب کتنا و هو محرم یحرم یحرم فذکک ناہ لا بن مسعود فقال بیعت لہدی و یوعد اصحابہ معی اذا انحر عنه حل و یہاں جابر بن عبد اللہ عن عائشہ عن عمارہ بن عبد اللہ عن عبد الرحمن بن بید قال قال عبد اللہ شتم علیہ عمرہ بعد ذلک یعنی کہا علقمہ نے کہ کاسانے ایک شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکا کر گیا ہے یہ ابن مسعود کا انھوں نے بھیج دیا کو اور وعدہ کرے اپنے لوگوں سے کہ جب قربانی کریں اسے حلال ہو جائے اور پھر اوپر لازم ہو عمرہ اور آیت بھی احصاء کی مرض کے باب میں نازل ہوئی **و** اور حلال میں یا و کا ذبح کرنا جائز نہیں اور جب حج ہو گئی قربانی اسکی تو وہ حلال ہو جائے قبل طعن اور قضا کرے اور لازم ہو اوپر کہ اگر حلال ہو حج سے تو اوپر حج اور عمرہ لازم ہو اور اگر نہ ہو تو عمرہ لازم ہو اور قرآن شایک حج اور دوسرے عہدین **ف** اور مروی ہے اول عبد اللہ بن عباس بن مسعود ذکر کیا اسکو ازنی اور دوسرے بیان کیا ہے اسکو ابن مسعود اور قرآن میں عمرے اسواسطے ہیں کہ ایک عمرہ توجہ کے فوت کا ہو اور ایک عمرہ اس عمرے کی قضا ہو قرآن میں تھا **و** احصاء اسکا سبب جاکو اور ممکن ہو اسکو وہی اور حج کا یا تو جائے اور اگر دونوں ملنا ممکن نہ ہو تو شلج ملنا ممکن ہو اور قرانی ملنا ممکن ہو یا قرانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہ ہو تو جائز ہو اسکو واسطے کہ حلال ہو جائے اوی جہاں یا جہاں جاکو اور جو شخص قوت اور طواف سے کہ میں دونوں سے منع کیا گیا ہو تو احصاء اسکا ثابت ہو اور اگر ایک سے ان دونوں میں سے روکا گیا تو احصاء اسکا ثابت نہیں اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاکو اسکی طہالت تو صحیح ہوگا اور اسکا حج اول ہو جائے گا اگر حج اسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج میں اسکی طہالت سے **ف** اسواسطے کہ ایک عمرے نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ پر پالیا ہے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہیں شہر سکنا سوار کیا کہ حج کر دین میں اسکو فرمایا آپ نے اپنے باپ کا

بخاری مسلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کو اپنے پیچھے عنایت سے بھیج کر تو اپنے باپ سے اور عمر کو روایت کیا اسکو  
 ابو داؤد نسائی ترمذی نے بھی صحیح کیا اسکو اور وارید ہے بہت حدیثوں میں **ص** اور اگر کسیکو دو شخصوں نے حکم حج کا دیا اپنی طرف سے  
 اور حج دیا اور دونوں نے اور حج کیا اسنے دونوں کی طرف سے توجہ حج اوس کرنے ملے کا ہوگا اور ان دونوں کا مال دنیا پر لگاؤ  
 نہیں جائز ہو اسکو کہ اسے حج کو ان دونوں میں سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہے اپنے باپ سے تو بہت ہے اسکو کہ اسے اس حج  
 باپ سے یا ان کی طرف سے اور جو کہنے ایک شخص کو حکم دیا حج کیا اور اسکو احصار ہو تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر اور دم قرآن  
 جنایت کا حج کرنے والے پر یعنی اگر کہنے حکم دیا کہ میری طرف سے قرآن کرنا تو دم قرآن کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر ہوا  
 اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اسکا سودینا بڑی گناہ تھا اس شخص کا جس نے حکم کیا تھا اسکو حج کا اور  
 اگر بعد وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آوے گا اسکو بھیر دینا نفطہ کا کیونکہ صحیح ہو گیا حج اسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے  
 حج کرادینا اور لوگوں نے بعد اس کے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اسکو دیدیا اور وہ راستے میں مر گیا تو جو خرچ دیکے  
 مال باقی رہا اس کے لئے نہیں ہے حج کر لیا جاوے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے لئے سے حج کر لیا جاوے گا اور نزدیک امام محمد کے  
 اگر اس مال میں جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی رہے حج کر لیا جاوے گا اور جو کچھ باقی نہیں رہا باطل ہوگی وصیت اسکی اور یہی  
 چاہے اونٹ کی ہوا جو حلبے بکری ہو یا گائے اور ادنیٰ درجہ یہ بکری ہو **ف** اور بدلتے میں یہ کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا ہے لیکن پابان نہیں کیا روایت کیا شافعی نے عطاء سے کہ کہا انھوں نے زادنی درجہ دم کا حج میں بکری ہو یا ایسا ہی کہ حضرت عباس  
 نے مروی ہے صحیح بخاری میں **ص** اور نہیں ہے واجب ہر لیجانا اسکا عرفات میں اور بدی میں اوستی قسم کا جانو جائز ہے جیسا  
 دن خر کے قربانی میں جائز ہو تا جو او سمین جائز نہیں تا سمین بھی جائز نہیں **ف** مسئلہ اونٹ اور گائے میں قربانی کے  
 لیے ہوسات آدیوں کا شریکتہ نادرست ہے تو او سمین بھی درست ہے اور ان میں طبع نہایت بلی جو قربانی کی جگہ تک جاسکے یا نہ  
 یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو یا کسی ہی درست نہیں اور نہ اگر اسکا خلت میں کچھ تھوڑا سا ہو گا **ص** اور جائز ہے بکری ہر جن میں کچھ  
 طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا وطن کی بعد وقوف کے تو ان دونوں صورتوں میں بدلتے یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی  
 اور جو بدلتی نمل ہو او سمین کے گھائیو اور تنوع اور قرآن کی بھی بدی سے کھائے اور ہوا لٹکے اور کسی میں نہ کھائے **ف** حدیث بنا  
 میں یہ کہ گھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل میں اور تنوع اور قرآن کی بدی سے اور ہوا لٹکے میں مثلاً احصار کی بدی یا جنایت کی بدی  
 میں نہ کھائے اور منع کیا اس کے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں **ص** اور تنوع  
 اور قرآن کی بدی دن خر کے ذبح کرے اور باقی جس میں نہا ہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہ حرم ہے **ف** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے سارا عرفہ موقف ہے اور سارا نسی قربانی کی جگہ ہے اور جتنے کو چے کئے کہ میں صعب قربانی کی جگہ میں روایت کیا اسکو ابو داؤد  
 اور ابن ماجہ نے حدیث پاک سے **ص** اور صدقہ دینا قربانی میں سے حرم کے فقیروں کو اور جسکو چاہے فقیروں میں سے دست ہے اور صدقہ  
 میں دیکھو اسکی جھول اور ذلیل اور نہ دیوے تصاب کی اجرت میں اسکو اور نہ سوار ہو ہی پر گرو واسطے ضرورت کے اور نہ کھائے  
 اسکا دودھ اور نہ وقوف کرے دودھ کو اس طرح کہ پستان کو اس کے سر دہانی سے دھو **ف** اور یہ جب کہ قربانی اسکی  
 قریب ہو کہ اور لیکن جب ذبح اسکا قریب ہو کہ تو اسکا دودھ کھال کے صدقہ دیکھو تاکہ ہر کو ضرر نہ ہو اور روایت کیا جماعت نے

۹  
 اسکا اسکا کھال کے صدقہ دیکھو تاکہ ہر کو ضرر نہ ہو اور روایت کیا جماعت نے

سواترندی کے حضرت علیؑ سے کہ حکم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قرآن جون کی کھالوں کو اور اون کی جھولن کو  
 حکم کیا کہ مجھ کو زندوں اور میتیں اچھڑا کر حساب کا اور فرمایا کہ ہم اس کو اپنے پاس رکھیں اور ایک روایت میں کہ اس کو ایک کھالوں  
 اور جھولن کا اور سوار پونا وقت ضرورت کے اور سپرد رست ہر کچھ میں جی ہویا حضرت ابو ہریرہؓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 دیکھا ایک شخص کو کہ لکھتا ہے نہ کو سو فرمایا آپ نے سوار ہوا سپرد ہو کر اس کو اس نے کہ یہ نہ فرمایا کہ سوار ہوا سپرد ہو کر اس کو  
 اس کو کہ سوار تھا اور سپرد اور جس نے لکھا ہدی کو اور وہ قریب ہوئی کہ ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہو تو اوپر دوسری ہدی لکھنا  
 ضرور نہیں اور اگر واجب ہو تو اس کی جگہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر او میں نہایت عیب ہو مثلاً تھانی حصے سے زیادہ اس کی دم  
 یا کان یا آنکھ جاتی رہی تو اس کو بھی بڑا اور عیب الی ہدی مالک کی جو چاہے اس کو کرے اور اگر اس نے لگے ہدی راستے میں یا در  
 نفل تھی تو مقرر کرے اس کو اور نفل کو چاہے لگے میں ہدی اس کے خون میں رنگ دیکھ اور اس کو لیکے اس کے کو مان پر بار دیکھ تاکہ  
 او میں سے فقیر کھاوے اور غنی نہ کھاوے **ف** اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ سلمیٰ کو **ص**  
 اور اگر دو قوف کیا لوگوں نے اور گواہی ہی ایک تو ہم نے کہ یہ دن خرکاتھا اور عمر نے کا دن گذر گیا تو نہیں قبول کی جاوے گی شہادت اون کی اور اگر نفل  
 وقت وقوع کے گواہی ہی کراج کا دن نہ دیکھا تھا اور اس عمر ہو تو قبول کی جاوے گی شہادت اون کی اور اگر جی کی عمر ہو سلمیٰ اور تیسرے کی اور  
 نہ جی کی عمر ہو الی کی تو اگر جی کے لیے سبکی تو چاہی اور اگر فقط جبرہ اولی کی عمر کی فضا کی تو جائز ہے اور اگر نذر کی کسی شخص کے جبریل کے لگا  
 تو جبریل کے سلطان زیارت لگا دو بطواف زیارت کے جائز ہے اس کو سوار ہونا اور اگر ایک لوٹدی کو خرید اور وہ محرم تھی اپنے مالک کو لے  
 تو جائز ہے خریدنے والے کو کھال کرے اس کو اس طرح پر کھال اسکے کاٹے یا خون کترے پھر حجام کرے اس کو اور الی ہی اس کے کھال کرے اس کو  
 حجام کے اور اگر کھال کھال کیا اس کو تو رست ہر خدا کا شکر ہے کہ کتاب بھی تمام ہوئی خدا تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے قبول فرماو امین اللہ علیہ

### خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان میں

فائدہ پہلا اور گذر کہ عمر و سنت ہی کے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے اور بعض فقہوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے  
 دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے زید بن ثابتؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ لَا يَصِلُ إِلَيْكَ بِأَقْبَعِ مَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاكِمُ الْقَاضِي عَمْرُو بْنُ زَيْدٍ نَبِيٌّ تَابَتْ عَنْهُ قَوْلُهُ  
 یعنی حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں تو نہیں ہرگز راہی محکو جس پہلے شروع کرے حاکم نے صحیح ہے کہ یہ قول زید بن ثابتؓ کا ہے نہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے میں کہتا ہوں کہ اسناد میں اس کی سمعیل بن سلمیٰ کی جو ضعیف کیا اس کو محدثین نے کہا بخاری نے نہ نکلا  
 وقال حذفتا حدیثہ یعنی چھینک دیتے ہیں ہر حدیث اس کی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن سنان انصاری نے  
 بن ہریرہؓ موقوف اور یہی صحیح ہے اور بخالد دارقطنی نے عمر بن الخطابؓ سے کہ قال آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان شہدا  
 ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله وان تغیر القلوع وتولی الامر لکونہ وان تغیر یعنی چھینک دیتے ہیں ہر حدیث اس کی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن سنان انصاری نے  
 شخص نے کہ ای رسول اللہ کیا ہر سلام فرمایا کہ گواہی دو کہ زمین پر کوئی محبوب و سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ ہیں اس کا حکم ہے کہ  
 نماز اور وہ کہ کوہ کوہ کے اور حج کے کوہ کوہ کے تو کہا دارقطنی نے اسناد اس کا صحیح ہے اور روایت کیا اس کو حاکم نے کتاب الحج میں صحیح مسلم  
 میں کہ اس صاحب نے بیحدیث صحیح میں بن ہریرہؓ اور او میں کہ عمر بن الخطابؓ نے شہادت دی اور اس میں بن ہریرہؓ

فوائد متفرقہ کے بیان میں  
 کہ اس کو ایک کھالوں  
 اور جھولن کا اور سوار  
 پونا وقت ضرورت کے  
 اور سپرد رست ہر کچھ  
 میں جی ہویا حضرت ابو  
 ہریرہؓ کہ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے دیکھا  
 ایک شخص کو کہ لکھتا ہے  
 نہ کو سو فرمایا آپ نے  
 سوار ہوا سپرد ہو کر اس  
 کو اس نے کہ یہ نہ فرمایا  
 کہ سوار ہوا سپرد ہو کر  
 اس کو اس کو کہ سوار تھا  
 اور سپرد اور جس نے لکھا  
 ہدی کو اور وہ قریب ہوئی  
 کہ ہلاک ہو جاوے تو اگر  
 نفل ہو تو اوپر دوسری ہدی  
 لکھنا ضرور نہیں اور اگر  
 واجب ہو تو اس کی جگہ پر  
 دوسری مقرر کرے اور اگر  
 او میں نہایت عیب ہو  
 مثلاً تھانی حصے سے  
 زیادہ اس کی دم یا کان  
 یا آنکھ جاتی رہی تو اس  
 کو بھی بڑا اور عیب الی  
 ہدی مالک کی جو چاہے اس  
 کو کرے اور اگر اس نے لگے  
 ہدی راستے میں یا در نفل  
 تھی تو مقرر کرے اس کو  
 اور نفل کو چاہے لگے میں  
 ہدی اس کے خون میں رنگ  
 دیکھ اور اس کو لیکے اس  
 کے کو مان پر بار دیکھ تاکہ  
 او میں سے فقیر کھاوے اور  
 غنی نہ کھاوے

خاتمہ







مطلب آپ کا یہ ہو کہ مسجد وں کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونگے لیے درست نہیں مگر ان تین مسجدوں کی طرف باوجود  
 معنی اس حدیث کے جسے بیان کیا ہے بھی صحیح ہیں اور علامت کرتا ہوں اس پر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے واکاوی  
 عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيفِ تَجَرُّيدُ التَّيَقُّنِ بِزِيَارَةِ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي أَوَّلِيَّ زِيَارَةِ مَسْجِدِهِ بِمَكَّةَ وَدَرْجَتِهِ  
 نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا اگے جگہ کہ لَاقِي ذَلِكِ زِيَادَةً تَعْيِظُ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمُ يَعْنِي أَهْلِيْنَ يَزِيَارُوْنَ تَعْلِيْمُكَ بِرُؤُوسِ رُسُلِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَوَّلِ رَجُلٍ لَوْ كُنَ يَمْنَعُ مِنْهُ يَمْنَعُ  
 کیا جاوے کہ یہ مقام کی زیارت کیواسطے مگر ان مسجدوں کی طرف توفہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہیں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صحیح  
 سنانی ہو اس کے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور اوس میں ہو کہ نہ سفر کیا جاوے کی طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدوں  
 کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہیں اس حدیث کا کاسناد میں اوسکی شہر بن حوشب ہوا وروہ راوی ضعیف ہی اور وہ کہہ لیا  
 اس حدیث میں تو جواب آپ کا یہ ہو کہ جسوقت توثیق ثابت کر دیوں ہم شہر کی تونست وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہو اور کلام ہا  
 اور اصل حدیث میں ثابت ہو کہ زیادتی نقصان کی مقبول ہو لیکن توثیق شہر بن حوشب کی معلوم کیا جائے کہ نہیں ضعیف کیا ہو  
 مگر ابن عساکر نے اس حدیث کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن یسین اور بہت لوگوں نے قَالَ أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَدِيثًا وَدَقَّةً  
 هُوَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُجَلِيُّ هُوَ تَابِيُّ ثِقَةٍ وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتْمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُعِينٍ هُوَ ثِقَةٌ وَكَوْنُهُ  
 ابْنُ أَبِي خَتْمَةَ عَنْ هَذَا وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْبُخَارِيِّ شَيْخٌ حَسَنٌ  
 أَحَدُهُمْ وَقَوِيٌّ أَمْرُهُ وَقَالَ إِبْنُ أَبِي حَتْمَةَ فِي طَبَقَاتِهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو  
 يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ شَيْخٌ ثِقَةٌ أَوْ كَمَا سَمِعَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَيْبَةَ رَضِيَ عَنْهُ الثَّانِي مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَأَهْلِ  
 الشَّامِ وَكَوْنُهُ ثِقَةٌ مِنْ عَمَلِهِ كَذَلِكَ يَنْبَغِي شَهْرُ رَوَايَتِهِ أَوْ سِابِلُ كُوفَةٍ أَوْ بَصْرَةٍ أَوْ شَامٍ فِي أَوَّلِ رَجُلٍ مِمَّنْ جَاءُوا  
 کسی طرح جواب دینا چاہیے کہ یہ کلام مقدمین کا ہی شہر بن حوشب میں اور تاخرین کا کلام میں لایا لازم ہو کہ امام نووی شیخ صحیح  
 بَلْ وَثِقَهُ كَثِيرُونَ مِنْ كِبَارِ أَيْمَانَةِ السَّلَفِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ أَكْلَامُ هَؤُلَاءِ لَا يَشُدُّ عَلَى الشَّكِّ عَلَيْهِ  
 اور کہا حافظ ابن حجر نے شہر صدوق اور کہا شیخ ابن الہمام فتح القدیر حاشیہ بدایین وَالصَّحِيحُ فِي شَهْرِ التَّيَقُّنِ وَدَقَّةً  
 أَبُو زُرْعَةَ وَأَحْمَدُ وَيَحْيَى وَالْحَافِي وَيَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ وَسَنَانُ بْنُ سُرَيْجَةَ وَتُجِبُ شَهْرُ كَوْنِهِ إِمَامًا أَحْمَدًا  
 یحییٰ بن یسین اور احمد بن محمد اور ابن ابی خثیمہ اور ابو زرہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب و صلیح بن محمد اور سنان بن یحییہ  
 اس قدر لوگ اجلہ محدثین سے توثیق کریں تو پھر ضعف جان کرنا و سکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن حبان کے باوجود دیکر جوع کیا ہو  
 اون دنوں نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا و سکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہو اور وہ جو طعن کی ہو لوگوں کے شہر کیا کہ  
 تحصیل بیت المال سے چرائی تو کہا نووی قدس سرہ العلماء علی تحقیق صحیح یعنی حل کیا اوسکو طاعا نے محل صحیح اور  
 وہ جو طعن کرتے ہیں کہ شہر نے سفر میں اپنے رفیق کی رشتی چرائی غلطی ہو اور کذب ہو کہا نووی غیث مقبول عند المحققین  
 یعنی طعن غیر مقبول نیز نزدیک متعین کے اور بعد اوسکے جب تک سلف سے توثیق اوسکی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر  
 اور امام نووی قائل اوسکی صحت کے ہیں تو زیادتی اوسکی حدیث میں بلاشبہ مقبول ہو اگر تسلیم بھی کریں تو بھی تصحیح حدیث

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لے جاتے ہیں ہر حال ترجیح اسی مذہب کو جس کو چھوڑ کر گیا اور دوسرے کو لکھا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لکھا **تَعْلَمُ حَاجَةً لَا تَزِيدُكَ فِي صِرَاحِ مَا لَكَ مِنْ**  
**بَاتٍ بِكَ مَا وَدَّ حَدِيثُكَ مِنْ مَنَاسِبِ مَا جَاءَ بِكَ وَأَوْجِبَ مَا جَاءَ بِكَ وَسَلَّ مَا جَاءَ بِكَ وَتَوَضَّعَ مَا جَاءَ بِكَ**  
**رَأَى مِنْ أَوْجِبَ مِنْهُ شَرَفٌ كَقَرِيبٍ بِوَجْهِ غَسَلٍ كَقَبْلِ أَهْلِ سَجْدَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ**  
**أَوْ أَجْبَحَ كَقَبْلِ أَهْلِ سَجْدَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ**  
**مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ**  
**حَسَنًا لَيْفِي جَعَلَ لَكَ مَا هُوَ كَوَدَّ وَهُوَ أَجْمَلُ مِنْ دَاخِلِ سَجْدَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ**  
**وَأَخْرَجَنِي مِنْ حَضْرَةِ صَدَقِ اللَّهِ فَتَحَنَّنَ لِي بِأَنْبَاءِ رَحْمَتِكَ وَأَزْرَقَنِي مِنْ رِيَاءِ نَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**  
**عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَدَّ قَتْلَ أَوْلِيَاءِكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَأَغْفِرَ لِي وَأَذْهَبَ بَاخِرَ مَسْئُولِي أَوْ رَأَيْتَ**  
 نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف سے اور دل میں خیال کرتا جاتے کہ یہ  
 وہ شہر ہے جس میں ہمارے دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اتوری ہے اور یہ جگہ ہے  
 ایمان اور احکام کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہتے تھے کہ میں نے کبھی اس جگہ نہیں دیکھا کہ یہ فتح ہو یا ہر رحم سے اللہ اور قرآن  
 اور سب سے کہ مدینہ شریف میں ہوا کہ نہ چلے ہوا اسلئے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب چچا ایک شخص نے کہ کیوں نہیں ہوا تو چچا نے  
 میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ روندون ایک چارپائے کے گھر سے اوس مٹی کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور  
 جب سجدہ نبوی میں داخل ہوا دہنایا یہ پوچھے مسجد میں کہے اور اندر جاؤ اور کہے **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَاقْفِرْ لِي أَنْبَاءَ**  
**رَحْمَتِكَ أَوْ سَجْدَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ مَدِينَةٍ**  
**اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَاقْفِرْ لِي أَنْبَاءَ رَحْمَتِكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي**  
**الْبُيُوتَ مِنْ أَوْجِهٍ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ وَأَجْمَعَ مَنْ دَعَاكَ وَأَبْقِيَ مَرْضَاتِكَ**  
 پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ہر ستون منبر کا دایرے کندھے کے برابر ہے سائے عمر حج کے دو گانہ تخیۃ المسجدا کا ذکر  
 اور یہ مقام موقف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہر روضۃ اطہر میں اور سجدہ شکر کا کہ اس نعمت عظمیٰ کو پونچا ہے آئے  
 قبر شریف پاس اور ہونڈ کرے قبر کی دیوار کی طرف اور بیٹھ کر طرف قبیلہ کے اور وہ جو فقیر ابوالیث سے مروی ہے کہ کھڑا ہو کر ہونڈ کر  
 طرف قبیلہ کے صحیح نہیں ہے کیونکہ روایت کیا ابو حنیفہ نے مسند میں عمر سے کہ کہا انھوں نے سنت سے ہی بات کہ آئے تو نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبیلہ کی طرف سے اوڑھ کرے اپنی قبیلہ کی طرف پھر کہ **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ**  
**وَبَرَكَاتُهُ** پھر کہ **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِي اللَّهُ** **السَّلَامُ عَلَيْكَ**  
**يَا خَيْرَ آدَمٍ مِنْ خَلْقِهِ** **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ** **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وَلَدِ آدَمَ** **السَّلَامُ**  
**عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ** **يَا رَسُولَ اللَّهِ** **إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ**  
**وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَهَ وَأَدَيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَحْنُ الْأُمَّةُ**





صحیح نامہ نور الہدای یعنی ترجمہ اردو میں		اور اضافہ		اور اضافہ		صحیح نامہ نور الہدای یعنی ترجمہ اردو میں		اور اضافہ		اور اضافہ	
۲	۹	او اضافہ	۳۱	۹	۳۱	۱۶	۵۲	۱۶	۵۲	۱۶	۵۲
۳	۲۶	اگر	۳۱	۹	۳۱	۱۶	۵۲	۱۶	۵۲	۱۶	۵۲
۴	۲۶	فیما بین	۳۳	۱۶	۳۳	۱۶	۵۲	۱۶	۵۲	۱۶	۵۲
۵	۲۵	اوس	۳۴	۲۰	۳۴	۲۰	۵۲	۲۰	۵۲	۲۰	۵۲
۶	۲	لے لیے	۳۶	۶	۳۶	۶	۵۲	۶	۵۲	۶	۵۲
۷	۱۹	بنتے	۳۸	۲۴	۳۸	۲۴	۵۵	۲۴	۵۵	۲۴	۵۵
۸	۲۱	اور داخل	۳۹	۱۴	۳۹	۱۴	۵۵	۱۴	۵۵	۱۴	۵۵
۹	۲۵	اور اصل	۴۰	۱۱	۴۰	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵
۱۰	۱۱	لین	۴۱	۱۸	۴۱	۱۸	۵۵	۱۸	۵۵	۱۸	۵۵
۱۱	۱۶	کاغذ	۴۲	۳	۴۲	۳	۵۵	۳	۵۵	۳	۵۵
۱۲	۲۶	کھی	۴۳	۶	۴۳	۶	۵۵	۶	۵۵	۶	۵۵
۱۳	۲۰	کیا ہو	۴۴	۱۵	۴۴	۱۵	۵۵	۱۵	۵۵	۱۵	۵۵
۱۴	۸	پسند	۴۵	۱۲	۴۵	۱۲	۵۵	۱۲	۵۵	۱۲	۵۵
۱۵	۱	مجتہدین	۴۶	۱۹	۴۶	۱۹	۵۵	۱۹	۵۵	۱۹	۵۵
۱۶	۲۶	کبھی	۴۷	۳	۴۷	۳	۵۵	۳	۵۵	۳	۵۵
۱۷	۱۱	طرائف کی	۴۸	۱	۴۸	۱	۵۵	۱	۵۵	۱	۵۵
۱۸	۵	ان شب	۴۹	۲	۴۹	۲	۵۵	۲	۵۵	۲	۵۵
۱۹	۲۰	پاؤن	۵۰	۱۱	۵۰	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵
۲۰	۲۱	چاہیے	۵۱	۲۲	۵۱	۲۲	۵۵	۲۲	۵۵	۲۲	۵۵
۲۱	۱۳	جیسے	۵۲	۱۱	۵۲	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵
۲۲	۲۲	بن جابل	۵۳	۲۳	۵۳	۲۳	۵۵	۲۳	۵۵	۲۳	۵۵
۲۳	۹	خیدی	۵۴	۲۵	۵۴	۲۵	۵۵	۲۵	۵۵	۲۵	۵۵
۲۴	۱۰	ثقفہ	۵۵	۱۵	۵۵	۱۵	۵۵	۱۵	۵۵	۱۵	۵۵
۲۵	۲۰	اور چوت	۵۶	۱۰	۵۶	۱۰	۵۵	۱۰	۵۵	۱۰	۵۵
۲۶	۲۱	نفیض	۵۷	۲۳	۵۷	۲۳	۵۵	۲۳	۵۵	۲۳	۵۵
۲۷	۱۰	عادت	۵۸	۲۴	۵۸	۲۴	۵۵	۲۴	۵۵	۲۴	۵۵
۲۸	۲۵	ضمیر	۵۹	۱۱	۵۹	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵	۱۱	۵۵



۱۱۵	۱۹	الفوم	الفوم	۱۶۹	۲۲	قرض	قرض	۱۸۱	۱۹	ثنی الصباح	ثنی الصباح	۲۳۳	۱۱	الطیب	الطیب	۱۱۵
۱۱۶	۷	الی ملز	الی مجلز	۱۲۷	۱۷	بن العزیز	بن العزیز	۱۸۸	۱۰	عشری	عشری	۲۳۴	۲۲	تین بن	تین بن	۱۱۶
۸	۸	هشیر	هشیر	۱۸۹	۱۸	عیسی	عیسی	۱۸۹	۱۶	هوتا	هوتا	۲۳۵	۲۱	کره	کره	۸
۱۱۷	۳	تھارے	تھارے	۲۵	۲۵	یعنی	یعنی	۱۸۸	۱	محتاج	محتاج	۲۳۶	۵	الحوری	الحوری	۱۱۷
۹	۹	زلنے	زلنے	۱۵۳	۱۷	تغیر	تغیر	۱۸۸	۱	المنہال	المنہال	۲۳۷	۹	مزدلہ	مزدلہ	۹
۱۲۱	۲	کرہ کسی	کرہ کسی	۱۵۷	۶	عباد	عباد	۱۸۸	۳	ربا	ربا	۲۳۸	۱۵	الشلی	الشلی	۱۲۱
۱۲۷	۲۲	محتاج	محتاج	۲۲	۲۲	زورا	زورا	۱۸۸	۱	مهران	مهران	۲۳۹	۱	زدی	زدی	۱۲۷
۱۳۲	۸	سد	سد	۱۵۸	۵	مقسم	مقسم	۱۸۸	۹	حدیفہ	حدیفہ	۲۴۰	۹	تو کھو	تو کھو	۱۳۲
۹	۹	عبدالہ	عبدالہ	۱۵۹	۲۶	مومنی	مومنی	۱۸۸	۱۸	المکاتب	المکاتب	۲۴۱	۲۶	ترویج	ترویج	۹
۱۸	۱۸	تین	تین	۱۶۱	۱	طیعة	طیعة	۱۸۹	۲۶	یادی	یادی	۲۴۲	۹	خصیف	خصیف	۱۸
۱۳۳	۸	اجڈ	اجڈ	۲	۲	الزهری	الزهری	۱۹۳	۱۳	نصر	نصر	۲۴۳	۱۳	جراے	جراے	۱۳۳
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۲۰۰	۱۱	ہودہ	ہودہ	۲۴۴	۲۷	تربہ	تربہ	۱۳
۲۶	۲۶	ابن شیبہ	ابن شیبہ	۱۶۱	۱۶۱	طیعة	طیعة	۱۹۳	۱۳	معدن	معدن	۲۴۵	۲۶	خذ فنا	خذ فنا	۲۶
۱۳۴	۷	حدیث	حدیث	۱۶۷	۵	مغویہ	مغویہ	۲۰۱	۲۳	آئی	آئی	۲۴۶	۱۲	الحجی	الحجی	۱۳۴
۱۶	۱۶	قنبہ	قنبہ	۱۲	۱۲	عمارة	عمارة	۲۰۲	۱۷	پانچ	پانچ	۲۴۷	۱۷	روی	روی	۱۶
۱۷	۱۷	تو کھو	تو کھو	۱۷	۱۷	اردی	اردی	۲۰۳	۲۷	روایت کیا	روایت کیا	۲۴۸	۱۸	الایسہ	الایسہ	۱۷
۲۷	۲۷	الی سلمان	الی سلمان	۱۷	۱۷	یہی	یہی	۲۰۳	۲۷	نہیں معلوم	نہیں معلوم	۲۴۹	۲	تعلہ	تعلہ	۲۷
۱۳۱	۱۲	الی البخری	الی البخری	۱۷	۱۷	مردی	مردی	۲۰۳	۲۷	اسکال	اسکال	۲۵۰	۲۷	عمرے	عمرے	۱۳۱
۱۳۲	۱۲	سنے	سنے	۱۷	۱۷	مفضل	مفضل	۲۰۳	۱۶	عروہ	عروہ	۲۵۱	۲۶	وحدہ	وحدہ	۱۳۲
۱۳۳	۱۰	شلا	شلا	۲۵	۲۵	لشکری	لشکری	۲۰۳	۳	لاکھن	لاکھن	۲۵۲	۱۷	امہ	امہ	۱۳۳
۱۹	۱۹	مساید	مساید	۱۷	۱۷	عافل	عافل	۲۰۳	۷	کرہ پنے	کرہ پنے	۲۵۳	۵	الفرقد	الفرقد	۱۹
۱۳۴	۲۰	صلوہا	صلوہا	۱۷	۱۷	اختیاری	اختیاری	۲۰۳	۷	ہوتے	ہوتے	۲۵۴	۸	مغون	مغون	۱۳۴
۱۳۵	۷	طردہ	طردہ	۱۷	۱۷	تو چار	تو چار	۲۰۳	۲۰	شریت	شریت	۲۵۵	۱۳	نہیک	نہیک	۱۳۵
۱۳۶	۶	طیان	طیان	۱۷	۱۷	جرج	جرج	۲۰۳	۲۱	ک	ک	۲۵۶	۱۳	مہیک	مہیک	۱۳۶
۱۳۷	۶	جابر	جابر	۱۷	۱۷	یطلب	یطلب	۲۰۳	۱۸	اودل	اودل	۲۵۷	۱۳	حرمہ	حرمہ	۱۳۷
۹	۹	تذرون	تذرون	۲۶	۲۶	یہی	یہی	۲۰۳	۱۸	مخرمہ	مخرمہ	۲۵۸	۲۲	وکی	وکی	۹

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد و ثناء مولیٰ محبتی بندہ عاجز گزین جانیان سح الزمان ہانی مطبع سیحانی لکھنوی ولد مولوی نور محمد ملتانی مرحوم  
 ہزاران عجز و نیاز بعد اس کے تحفہ سلام خدمت عالمان باغ و نمکین و بزرگان باصدق یقین ناظرین کتاب نور الہدایہ میں  
 بنفوس مضمون فیض شگون آیت شریف و امکا بنعمہ دیکھتے تھے کہ احوال پر خور دار نور الابصار و حید الزمان ہر طرف  
 کتاب کا بامداد و دعا و رحمت کریمانہ کے عرض گزار ہے کہ ایام طفولیت سے حق تعالیٰ نے پر خور و رحمت کو کھلوے سے بیکار غیبت  
 تحصیل علوم عطا فرمائی بارہویں برس بعد تحصیل کتب صرف نحو کے شرح و قایہ عربی پڑھنا شروع کیا اور براہ ذمات مطبع جس قدر  
 پڑھتا رہا اس کا روزمرہ زبان اردو میں لکھ کر مرتب کیا بعض حکما حق پرست اس کو دیکھ کر ہدایت و ارشاد فرمایا کہ یہ مجربہ مثل اور  
 رسائل اردو عام فہم پر مفید خواص البتہ اگر ہر مسئلہ اس کتاب کا مدلل با حادیث و اسناد معتبر ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو  
 مطلوب بلکہ اکثر علماء عصر اور فقہائے دہر کو بدل محبوب و مرغوب ہوتا ہر چند کہ اس ایام میں غیبت عاجزین بوجہ تلف ہو جائے  
 چھاپہ خانہ ذاتی اور تمام جائیداد کثیر تجارت اور ہزار کتاب اقسام مختلفہ چھاپہ و قلمی کے صدقات کثیر اور سچم آلام سے زندگی  
 عیال و اطفال اس حقیر کی دشواری تھی لیکن توجہ دلی اس استادان شفیق سے حق تعالیٰ نے سموی الیکویہ توفیق عطا فرمائی کہ چند عرصے  
 میں اکثر کتب احادیث شریف پڑھ کر لکھنا اس کتاب کا پندرہویں برس کی عمر میں شروع کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ ۸۳ سنہ عمر  
 میں حسب الطلب اس عاجز کے تبرک و ملن دیا ر شہر حیدر آباد دکن میں اگر اتفاق سکونت ہوا چند ماہ بوجہ نہ میسر ہوئے کتب ضروریہ کے  
 تکمیل کتاب میں تو وقت راس بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدر کا جناب مولانا مقتدا سیدی میر اشرف علی صاحب دام فیوضہم نے  
 عنایت فرمایا کہ باعث تکمیل کتاب ہو اور سبب چھپنے اور و اج پائے لکھا گیا یہ ہوا کہ جب سے توجہ عنایت مستعدالت سرکار فیض آثار  
 نواب علی القاب فلک افتخار مختار الملک بہادر و دام اسد اقبالہم سے پر خور دار مذکورہ ملازمین میں شامل ہوا چھپنا  
 اس کتاب کا جمیع حوائج ضروریہ انسانی پر مقدم جان کر تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کر کے پانچ سو نسخے مطبع عالی نظامی معاف کا پتہ  
 چھپوا کر ہر پتہ بجا ملکوں میں واسطے ملاحظہ بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے بذریعہ ڈاک روانہ کیے توقع رحمت  
 بزرگانہ سے یہ ہے کہ جس مقام پر غلطی اور نقصان نظر آئے اصلاح دیکر اطلاع فرماویں اور حسبہ نہ توجہ دلی سے امداد فرماویں  
 کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت سامان تکمیل بقیہ مینون جلد و شرح و قایہ اور ترجیح کتبہ بنیہ کا برکت آ  
 اخروی بوسیلہ ہم عالیہ بندگان فیض رسان پسند کے عطا فرمائے اور رسید اس کتاب کی ہر ملک سے اس نشان پر عنایت ہو  
 کہ شہر حیدر آباد دکن قریب منڈی میر عالم مرحوم متصل مکان مرثیہ سوار بیگم تعلیقہ ارشدیہ زوہد الزمان سچ الزمان  
 وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ وَ عَلَیْہِ التَّکْلِیْفُ

تاریخ از تاریخ دیگر خواص و معانی تکرار میدان سخن دانی مجسم خلاق حمید طلاست و جناب محمد زکی صاحب مجلس بنی ادا م الله فیو ضهم

اگاه علم و عمل دستگاه لمنه جوهر بر قطره در بس باین غفوان شب بیدر آبادی باغ خلد بن اوج دین جزو حساب همین جو محبوبی و اوری بانی دایره دیوان است لندرنی پایا اسطوره سن تو جبر میسون کاه ن بدوسن مین و نادر کتاب دفتری آیات و اخبار کا ای اگر ابل ل ابل خوش	فرید زمانه و حید الزمان زهی جوش دریا طبع رول تخط باین لجه سیکران که بین جسمین ایسی گل خیزان تعلی اسلام بی بگمان تو وصل نبی و علی هر بیان که هر شهره نظم تا آسمان مگر حکم و حکمت یاب تو امان هنو کثرت علم کیو نکر بیان کله جس سے ابواب تر زمان هدایت کنی مین پر تو نشان بنائین اس ایسی کو خیزان کله بیتان و زبر کی بھی نشان	نماینده شان لفظ و حدیث تجتر خدا داد خلقی کمال اطاعت گذار و عبادت شعاع نهین این جگه کو نسا علم فن و لای و لایت بھی مصوم بی الهی بحق نبی و علی سخن فہم حق فہم روشن ضمیر یو ہین جہلا رک ان ہین نیکان ہو اوی اسی قدر دانی بس بجلا کس سے ہوا حق قایم کی شرح ہوئی ہو کے مطبوع مطبوع خلق زکی کلمہ تیار بیچ تمام طبع کہ شرح وقایہ زہندی زبان	بلاغت کلام و فصاحت بیان مقالات شریعی ہمہ ہر زبان محسن عمل کامل الامتحان یہی شہری فخر ہند و ستان ملا عصمت انبیا کا نشان یہ والی رسہ تاقیام جهان رعیت پناہ و عدالت نشان ہر اک متمدن ہر اک راز دان وحید الزمان بھی حید الزمان یہ حل عقود و یار و زبان بفضل خداوند کوئی مکان عقیدت شرح وقایہ ہر مان ۱۲۸۶
--	--	--	--

لغة تاریخ ہذا از تاریخ فکر شاعر و مؤرخ ہے ہمتا جناب محمد عبدالکریم صاحب المتخلص بنی الامنشی عدالت خاص سرکار عالی  
ف الصدیق مولانا محمد حمیدی حیات و صفت ترجمہ تفسیر جلال الدین و کیمیای سعادت ابن محمد عارف الدین خان مرحوم المتخلص بروقت

میدان بن مین یکممت از رفع برقی چالاک تر بن ما بقیہ ہی شرح وقایہ سائنس سے بھر مین سار فضا	و علم فضل کے ہرین اللہ بخش طبیعت افکی نور افشان قمر مسائل جسے ہرین جن ستم بخش ہر اک سطر اسکی ہر بیت بخش لکھا والا سال اس ترجمہ کا	سیحار زمان مین افکار والد وہ مین حقائق سے مین سرت کیا ہی ترجمہ ہندی مین اسکا مسائل کی عبارت وہ سلسل ہو انور الہدایہ خوب گلش	نفاصل بسیار کھتی ہی بہشت وہ صہبک عارف مین خوش فصاحت جسکی جو ن داؤش نہ ذہن مبتدی ہو و مشوش
---	---	---	--

قطعه تاریخ از فرسہ بد الزمان برادر خسرو مولوی وحید الزمان

مہر میر محبوب علی شاہ خلاق نو ذور عدل و احسان ہمان شادان جرس ارتقا بفضل حق شود مستبول اعلم	کہ در طفلی خدا داد شرف لایت دل غمید گان زانو رعایت خدا دارد برود اتم عنایت خلاق را از و گرد و رعایت بگو شرم گفت یافت از لطف	عجب یوان و مختار ملکست چنان افروز قدر عالما نرا وحید عصر و کیتاے زمانہ چو طبعش یافت انجام پذیرفت شود با حقہ آن نور الہدایت ۱۲۵۶	ہنر و خلق پرور بادایت کہ بخشید در ذیل حمایت نوشته شرح و درس بدایت بقلم فکر تاریخش سرایت
---	---	--	--